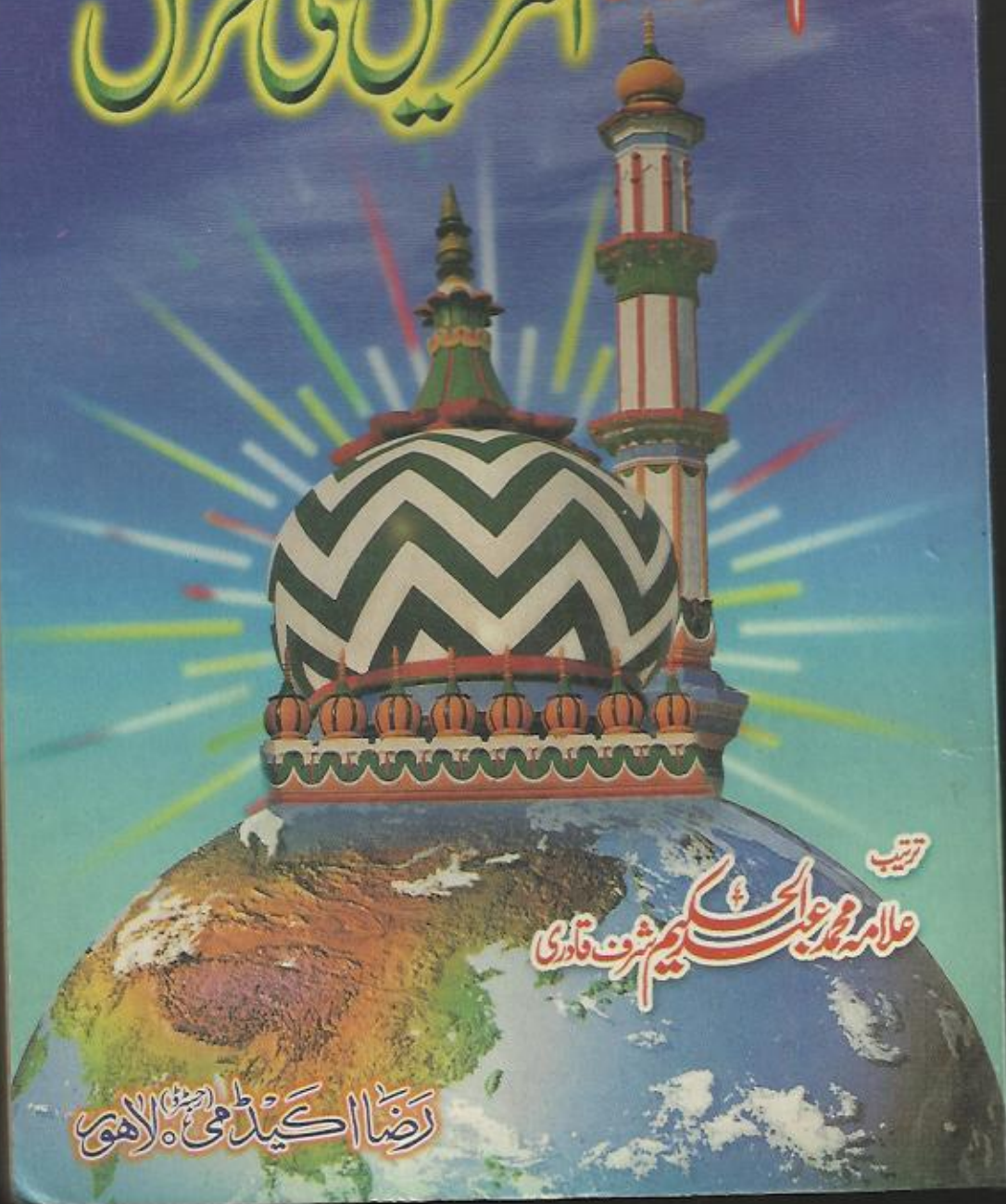


فیضانِ کلمہ

بریل فورڈ

امام احمد رضا انٹرنیشنل سسٹم کا قرآن



ترتیب
علامہ محمد عیسیٰ عظیم شریف قادری

رضا کے نڈھی: لاہور

فہرست

۳۳۲

- ۵ ۱۔ انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس۔ (پس منظر اور پیش منظر)
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
- ۶ ✽ پیر سید معروف حسین شاہ صاحب کی دیار غیر میں خدمات
- ۷ ☆ — مساجد کا قیام
- ۸ ☆ — تبلیغی دورے
- ۸ ☆ — علماء و مشائخ کرام کو برطانیہ آنے کی دعوت
- ۹ ☆ — ورلڈ اسلامک مشن کا قیام
- ۹ ☆ — سلسلہ قادریہ نوشاہیہ کی ترویج
- ۱۰ ☆ — غیر مسلموں کا قبول اسلام
- ۱۱ ☆ — پاکستان اور آزاد کشمیر میں دینی خدمات
- ۱۱ ☆ — فتاویٰ رضویہ کی جدید اشاعت میں تعاون اور دیگر اشاعتی خدمات
- ۱۳ ✽ انٹرنیشنل امام احمد رضا سنی کانفرنس منعقدہ بریڈ فورڈ
- ۱۷ ۲۔ اسمائے گرامی شرکاء کانفرنس
- ۱۹ ۳۔ روداد کانفرنس
- ۲۳ ۴۔ باب ۱ — خطابات
- ۲۳ ○ — پہلی نشست:
- ۲۵ ☆ — مولانا علامہ مساجد الباشی، برلن
- ۲۶ ☆ — محترم جناب نذیر احمد غازی، لاہور
- ۲۹ ☆ — پیر طریقت صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن محبوبی، بریڈ فورڈ

سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۸۸

- نام کتاب — امام احمد رضا انٹرنیشنل سنی کانفرنس (بریڈ فورڈ، برطانیہ)
- ترتیب — محمد عبدالحکیم شرف قادری
- فرمایش — پیر سید معروف حسین عارف قادری نوشاہی مدظلہ العالی
- سرپرست اعلیٰ جمعیت تبلیغ الاسلام، بریڈ فورڈ
- کمپوزنگ — الحجاز کمپوزرز، اسلام پورہ 7225944
- صفحات — 192
- تعداد — ایک ہزار
- مطبع —
- ناشر — رضا اکیڈمی، مسجد رضا، محبوب روڈ چاہ میراں، لاہور
- بتعاون — مرکزی جامعہ نوشاہیہ، دربار عالیہ نوشہ پور شریف (جہلم)



انگلینڈ میں ملنے کا پتا

Pir Syed Maroof Hussain Qadri Naushahi,
No.1, South Field Square, Bread Ford
BD-8 7SL UK

29	☆ ————— پیر سید معروف حسین عارف نوشاہی قادری، بریڈ فورڈ
	○ ————— دوسری نشست:
31	☆ ————— پیر سید معروف حسین عارف نوشاہی قادری، بریڈ فورڈ
34	☆ ————— حاجی محمد حنیف طیب، کراچی
41	☆ ————— پیر زادہ سردار احمد قادری، پیر ستر، مانچسٹر
43	☆ ————— پیر زادہ امداد حسین مدظلہ العالی بانی و پرنسپل جامعہ الکریم
	○ ————— تیسری نشست:
45	☆ ————— مفکر اسلام علامہ سید عبدالقادر شاہ گیلانی
49	☆ ————— مناظر اسلام علامہ سید محمد عرفان شاہ مشہدی، بھکھی شریف
59	۵۔ باب 2 ————— مقالات
61	✽ حضرت علامہ محمد عبدالکیم شرف قادری زیدت عنایتہ
80	✽ حافظ محمد ایاز قریشی
86	✽ علامہ محمد ارشد مصباحی
90	✽ پروفیسر محمد صدیق اکبر (سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج، باغبانپورہ) لاہور
95	✽ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی صاحب ممبر اسلامک سکیورٹی کونسل پاکستان
122	✽ علامہ محمد یلین قادری شطاری، کامونکے
131	✽ علامہ محمد اسلم نوشاہی، بریڈ فورڈ
135	✽ حضرت علامہ محمد عبدالکیم شرف قادری برکاتی مدظلہ العالی
171	۶۔ باب 3 ————— پریس ریلیز
177	اعلامیہ
181	قراردادیں
	۷۔ روزنامہ جنگ لندن کی رپورٹنگ



انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس پس منظر اور پیش منظر

الحمد لله! آج برطانیہ میں اہل سنت و جماعت کے علماء و مشائخ سینکڑوں کی تعداد میں اسلامی خدمات انجام دے رہے ہیں، ان میں سے کچھ امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے ہیں اور کچھ بچوں کو یسرنا القرآن اور قرآن پاک پڑھاتے ہیں، کچھ وہ ہیں جو اردو اور انگلش لٹریچر کے ذریعے اسلام کا پیغام عوام و خواص تک پہنچا رہے ہیں۔ مشائخ عظام ذکر و فکر کے حلقوں میں شامل ہونے والے خوش نصیبوں کو رشد و ہدایت سے نواز رہے ہیں۔

الحمد لله! کہ یہاں جمعہ اور میلاد شریف کے اجتماعات اور درس قرآن کی محفلوں کے علاوہ گیارہویں شریف کی محافل کا تبلیغ اسلام کے سلسلے میں خاص کردار ہے، حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی کسی بھی انداز میں خدمت کرنے والا ہر شخص مستحق تحسین و تہنیک ہے، چاہے وہ یسرنا القرآن ہی کیوں نہ پڑھاتا ہو، قرآن پاک پڑھانے والے کی تحفیف اور تحقیر کے لئے یہ انداز بیان اختیار کرنا کسی طرح موزوں نہیں ہے کہ یہ بیضاوی شریف کا متن پڑھاتے ہیں۔ یہی وہ اساتذہ ہیں جو ابتدائی طور پر بچوں کو قرآن پاک اور اسلام سے متعارف کراتے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس استاذ کو پانچ سو درہم بطور نذرانہ پیش

کئے جس نے آپ کے صاحبزادے کو ابھی صرف سورہ فاتحہ پڑھائی تھی، اس نے کہا ”جناب! ابھی تو میں نے آپ کے صاحبزادے کو کچھ بھی نہیں پڑھایا اور آپ مجھے اتنی بڑی رقم دے رہے ہیں“ امام صاحب نے فرمایا:

”آپ نے میرے بیٹے کو بہت بڑا خزانہ عنایت کیا ہے، اگر میرے پاس اس وقت مزید رقم ہوتی تو وہ بھی آپ کو پیش کر دیتا، افسوس کہ آپ سورہ فاتحہ کی عظمت سے واقف نہیں ہیں اس لئے آپ نے یہ کلمات کہے ہیں۔ آئندہ آپ میرے بیٹے کو نہیں پڑھائیں گے۔“

پیر سید معروف حسین شاہ صاحب کی دیارِ غیر میں خدمات

پیر طریقت، رہبر شریعت عالمی مبلغ اسلام حضرت مولانا پیر سید معروف حسین عارف قادری نوشاہی مدظلہ العالی سرپرست اعلیٰ جمعیت تبلیغ الاسلام، بریڈ فورڈ اس وقت یو۔ کے میں گلشن اسلام و سنیت کے گل سرسبد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب آٹھ واسطوں سے شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سید نوشہ گنج بخش قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے جو سادات علویہ میں سے تھے۔

برطانیہ میں اسلام اور مسلک اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کے حوالے سے پیر سید معروف حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کی خدمات آپ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ پیر صاحب آج سے چالیس سال پہلے نو جوانی کے عالم میں 1961ء میں یو۔ کے کے تشریف لاکر بریڈ فورڈ میں قیام پذیر ہوئے۔ اس وقت انہوں نے دیکھا کہ مسلمان بھائی اپنے آپکو مادر پدر آزاد معاشرے میں گم ہونے کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اسلامی اور اخلاقی حدود اور پابندیوں کا قلاوہ اپنی گردن سے اتار چکے تھے۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ انہیں رمضان شریف اور عیدین تک کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ اسلامی تشخص طاق نسیاں کی زینت

بن چکا تھا۔ پاکستانی اور کشمیری مسلمان سر عام وہ کام کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے تھے جن کی اسلام ممانعت کرتا ہے۔ مثلاً شراب نوشی، سینما بینی اور بے راہ روی وغیرہ۔

پیر صاحب نے بریڈ فورڈ پہنچتے ہی نماز باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کیا۔ رمضان المبارک میں تراویح کا انتظام کیا۔ 1963ء میں مسلمانوں کو بیدار کرنے اور انہیں احکام اسلام کی تبلیغ کرنے کے لیے ”جمعیت تبلیغ الاسلام“ قائم کی۔ خود وولن فیکٹری کی ٹائٹ شفٹ میں کام کرتے اور دن کو قرآن اور اسلام کی تعلیم دیتے۔ یہ سلسلہ پچیس سال تک جاری رہا۔

پیر صاحب کی دینی خدمات کا مختصر خاکہ درج ذیل ہے:

مساجد کا قیام

پیر صاحب نے برادران اسلام کے تعاون سے ”جمعیت تبلیغ الاسلام“ کے زیر اہتمام برطانیہ کے مختلف شہروں بریڈ فورڈ، شیفیلڈ اور اولڈہم میں 17 اور پاکستان میں 2 مسجدیں قائم کیں۔ ورلڈ اسلامک مشن کے تحت فرانس میں ایک مسجد قائم کی۔

بریڈ فورڈ کی پندرہ مساجد اور ایک مدرسہ میں 40 سے زائد علماء کرام، حفاظ اور قاری صاحبان دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان مساجد میں لائبریریاں بھی قائم کی گئی ہیں جہاں عربی، اردو اور انگریزی میں دینی لٹریچر فراہم کیا جاتا ہے۔ پیر صاحب کی سرپرستی میں کئی سال پہلے ویسٹ گیٹ، بریڈ فورڈ میں 13 کنال زمین ایک لاکھ 35 ہزار پاؤنڈ میں خریدی گئی، جہاں تقریباً بیس لاکھ پاؤنڈ خرچ کر کے عظیم الشان مرکزی جامع مسجد تبلیغ الاسلام کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ مسجد کے دو بڑے ہال، متعدد کمرے اور وضوخانہ کی تعمیر ہو چکی ہے، دوسرے حصوں کی آرائش کا کام جاری ہے، انشاء اللہ العزیز عنقریب یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ اس جامع مسجد میں وسیع لائبریری ہوگی اور علماء کرام کے خصوصی لیکچرز کا اہتمام کیا جائے گا۔

تبلیغی دورے

1967ء میں پیر صاحب حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ برطانیہ لائے۔ ہفتے کے آخری دن جمعیت تبلیغ الاسلام کے ممبران اپنے خرچ پر انہیں ساتھ لے کر تبلیغی دوروں پر جاتے، اور برادران اسلام کو اسلامی احکام اور شعائر پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتے۔ نیز انہیں مساجد اور مدارس قائم کرنے کی اہمیت سے آگاہ کرتے، اس سلسلے میں انہوں نے لندن، برمنگھم، نوٹنگھم، یارکشائر، لنکاشائر، ویلز اور گلاسکو یعنی پورے یو۔ کے میں دورے کئے، اور اسلام و سنت کا پیغام دور دراز تک پہنچانے کی کوشش کی۔

اس کے علاوہ جرمنی، ہالینڈ، بیلجیئم، فرانس اور سپین کے تبلیغی دورے کئے بلورہاں ادارے بھی قائم کئے، جہاں اسلام کی تعلیم و تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔

علماء و مشائخ کرام کو برطانیہ آنے کی دعوت

پیر سید معروف حسین شاہ مدظلہ العالی کی دعوت پر پاک و ہند کے تقریباً اڑھائی سو علماء اور مشائخ برطانیہ تشریف لائے اور ان میں سے بہت سے وہ ہیں جو یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ علماء اور مشائخ کرام کی اتنی بڑی تعداد کو بلا نا پیر صاحب کا وہ کارنامہ ہے جس میں کوئی ان کا مد مقابل نہیں ہے۔

چند علماء و مشائخ کرام کے نام یہ ہیں:

- ① حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری ② حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی ③ حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی ④ حضرت علامہ ارشد القادری ⑤ حضرت مولانا پیر محمد کرم شاہ الازہری ⑥ حضرت مولانا ریحان رضا خاں بریلوی، ⑦ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ⑧ حضرت علامہ مولانا ابوالمحود شاہ محمد نشتر (حال کاڈف، ویلز)

ورلڈ اسلامک مشن کا قیام

مسلم اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اس کی اشاعت و ترویج کا جذبہ ہے تاب اللہ تعالیٰ نے پیر صاحب کو بڑی فراوانی کے ساتھ عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ جب آپ 1972ء میں حرمین شریفین کی زیارت کے لئے مکہ معظمہ حاضر ہوئے تو پاکستان، بنگلہ دیش ہندوستان اور کشمیر کے جید علماء سے رابطہ کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ اہل سنت کا ایک بین الاقوامی پلیٹ فارم ہونا چاہیے جو عالمی رابطے کا موثر کام انجام دے۔ پیر صاحب کی رہائش گاہ پر متواتر تین اجلاس ہوئے اور ورلڈ اسلامک مشن کی تشکیل کا فیصلہ ہوا۔ پیر صاحب کو اس تنظیم کا کنوینر مقرر کیا گیا۔ فروری 1974ء میں اس کا تاسیسی اجلاس اور کنونشن سینٹ جارجز ہال بریڈ فورڈ میں منعقد ہوا جس میں مولانا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کو پہلا صدر، پیر صاحب کو نائب صدر اور علامہ ارشد القادری صاحب کو سیکرٹری جنرل نامزد کیا گیا۔ 1974ء ہی میں پیر صاحب نے بریڈ فورڈ اسلامک مشنری کالج قائم کیا، جس میں ابتدائی عرصہ میں 55 طلبہ نے قرآن پاک حفظ کیا۔

سلسلہ قادریہ نوشاہیہ کی ترویج

مشائخ طریقت کا یہ معمول رہا ہے کہ بندگانِ خدا کو اپنے اخلاقِ عالیہ اور محافل ذکر و فکر کے ذریعے اپنے قریب کرتے ہیں اور جب وہ قریب آجاتے ہیں تو انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کی محبت و اطاعت کا درس دیتے اور اللہ کریم کے رنگ میں رنگ دیتے ہیں، ان کی صحبت کے فیض سے غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے ہیں اور فاسق و فاجر بیچ وقتہ نمازی بلکہ عابد شب زندہ دار بن جاتے ہیں۔

پیر سید معروف حسین شاہ عارف قادری نوشاہی مدظلہ العالی نے سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ کی تعلیمات مختلف ممالک میں پھیلائیں اور ہزاروں افراد پاکستان، برطانیہ،

ہالینڈ، بیلجیئم، فرانس، جرمنی، اور سپین میں آپ کی مساعی جلیلہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ میں داخل ہوئے۔ بریڈفورڈ اور پرٹن میں آپ کی سرپرستی میں ایک ہفتہ وار اور ایک ماہانہ محفل ذکر منعقد ہوتی ہے، ہیلی فیکس، ڈربی، گلاسکو اور مانچسٹر میں ماہانہ محفل ذکر منعقد ہوتی ہے۔ ہالینڈ اور فرانس میں بھی آپ کے خلفاء محافل ذکر منعقد کرتے ہیں۔

بریڈفورڈ میں میلاد النبی ﷺ کے جلسے اور جلوس پیر صاحب کی نگرانی میں ترتیب پاتے ہیں۔ سیدنا غوث الاعظم اور اپنے دور کے مجدد حضرت نوشہ گنج بخش قادری (رحمہم اللہ تعالیٰ) کے عرس بڑی عقیدت و محبت سے منعقد کرتے ہیں۔ ہراہم کانفرنس میں آپ کی شمولیت ضروری تصور کی جاتی ہے۔ الاقصیٰ کانفرنس، لندن ہو یا الحجاز کانفرنس، لندن ہو، کنز الایمان کانفرنس اور ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں آپ بڑے اہتمام سے شرکت کرتے رہے ہیں، آپ چار مرتبہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول اکرم ﷺ سے مشرف ہو چکے ہیں۔

غیر مسلموں کا قبول اسلام

الحمد للہ! اس وقت تک حضرت پیر سید معروف حسین شاہ عارف نوشاہی مدظلہ العالی کے ہاتھ پر دو سو انگریز حلقہ گوش اسلام ہو چکے ہیں۔ سرزمین یوں۔ کے میں تبلیغ اسلام کے نقطہ نظر سے بہت سازگار ماحول میسر ہے، کیونکہ اگر کوئی غیر مسلم برضا و رغبت اسلام قبول کرتا ہے تو قانونی طور پر اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہاں ایسے علماء کو بلایا جائے جو دیگر علوم میں تبحر ہونے کے علاوہ انگریزی اور تقابل ادیان میں بھی مہارت رکھتے ہوں۔ ان کے لیکچرز میں غیر مسلموں اور مسلمان نوجوان بچوں کو دعوت دی جائے اور انہیں دین اسلام کی جامعیت اور برتری سے آگاہ کیا جائے، انہیں سوالات کی دعوت دی جائے اور ان کو تسلی بخش جوابات دے کر مطمئن کیا جائے۔

پاکستان اور آزاد کشمیر میں دینی خدمات

حضرت پیر سید معروف حسین عارف نوشاہی مدظلہ العالی کی پاکستان میں رہائش دربار عالیہ نوشہ پور شریف، جہلم میں ہے، آپ کی مساعی جلیلہ سے درج ذیل مدارس قائم ہوئے:

✽ 1991ء میں مرکزی جامعہ نوشاہیہ، دربار عالیہ نوشہ پور شریف، جہلم

✽ 1968ء میں دولت نگر گجرات میں دارالعلوم جامعہ تبلیغ الاسلام

✽ 1973ء میں دس کنال پر عظیم الشان مسجد اور دارالعلوم جامعہ اسلامیہ،

چک سواری آزاد کشمیر۔

✽ دارالعلوم جامعہ نوشاہیہ، کھیل اعوان سوہادہ۔

✽ روات، راولپنڈی کے نزدیک جھمٹ میں ایک مدرسہ قائم کیا، جہاں ایک سو سے

زائد طلباء دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

✽ 1990ء میں مورگاہ راولپنڈی میں ایک کنال زمین پر ادارے کا قیام۔

فتاویٰ رضویہ کی جدید اشاعت میں تعاون اور دیگر اشاعتی خدمات

یہ ایک حقیقت ہے کہ پیر سید معروف حسین شاہ عارف قادری نوشاہی مدظلہ العالی اسلام اور مسلک اہل سنت کی اشاعت و تبلیغ کے لئے بے پناہ درود رکھتے ہیں، ان کی خدمات جلیلہ کے اثرات کو دیکھ کر بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ جسے تبلیغ اسلام کے جذبہ بے کراں کو جسم شکل میں دیکھنا ہو وہ پیر سید معروف حسین شاہ عارف قادری کو دیکھ لے، حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، شیخوپورہ کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن، لاہور سے موجودہ دور کے سب سے عظیم فتاویٰ، ”فتاویٰ رضویہ“ کی تخریج، ترجمہ عربی و فارسی عبارات اور نئی کتابت کے ساتھ اشاعت جاری ہے۔ ۱۹۷۱ء سے ۲۱، ۱۹۸۱ء

اکیس جلدیں بحمدہ تعالیٰ چھپ چکی ہیں، امید ہے کہ 27 یا 28 جلدوں میں یہ فتاویٰ مکمل ہو گا۔ یہ وہ عظیم فتاویٰ ہے جس کے بغیر کسی فقیہ اور عالم کی لائبریری مکمل نہیں ہو سکتی۔ پیر صاحب نے اس کی اشاعت میں بھرپور تعاون کیا ہے اور اب بھی تعاون فرما رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ فتاویٰ کی اشاعت کا کام تیزی سے جاری ہے۔

پیر صاحب کی سرپرستی میں ان کے محب خاص حاجی صوفی محمد الیاس قادری زید مجدہ گزشتہ تیرہ سال سے انگریزی میگزین ”اسلامک ٹائمز“ شائع کر رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کے ترجمہ قرآن پاک ”کنز الایمان“ کا انگریزی ترجمہ شائع کر چکے ہیں، جوڈاکٹر سید محمد حنیف اختر نوشاہی فاطمی نے کیا تھا۔ اس کے علاوہ امام احمد رضا بریلوی کے سلام کا انگریزی ترجمہ شائع کیا جا چکا ہے۔ علاوہ ازیں ساٹھ ستر انگریزی کتابیں شائع کی جا چکی ہیں۔ جن میں سے کچھ اردو کا ترجمہ ہیں اور کچھ انگریزی میں ہی لکھی گئی ہیں۔ یہ سب کام رضا اکیڈمی، شاہک پورٹ، مانچسٹر کے زیر اہتمام ہو رہا ہے، علماء و مشائخ کرام اور برادران اہل سنت کی ذمہ داری ہے کہ اس لٹریچر کی وسیع پیمانے پر اشاعت میں تعاون کریں۔

انٹرنیشنل امام احمد رضا سنی کانفرنس

منعقدہ: 26 اگست 2001ء بروز اتوار — بریڈ فورڈ

باہتمام: مرکزی جمعیت تبلیغ الاسلام، بریڈ فورڈ

زیر سرپرستی: پیر سید معروف حسین عارف قادری نوشاہی

چودہویں صدی کے مجدد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز وہ یونیورسل عالم و عارف ہیں جنہوں نے اپنی تقریباً ایک ہزار تصانیف میں مذہب حنفی اور مسلک اہل سنت و جماعت کی بھرپور مدلل انداز میں ترجمانی کی ہے۔ انہوں نے عقیدہ و عقیدت کو دلیل و برہان کی زبان عطا کی ہے، وہ مسلک اہل سنت کا عنوان بن گئے ہیں۔ آج جس خلف حق کو اہل سنت پر تنقید کرنا ہوتی ہے وہ امام احمد رضا کو ہدف تنقید بنالیتا ہے۔ یو۔ کے میں حقائق سے بے خبر بعض لوگوں نے مخالفین کے بے جا اور غیر منصفانہ پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف لب کشائی کا وسیلہ اختیار کر لیا ہے۔ کچھ لوگوں نے آڈیو کیڈس تیار کر کے پھیلا دی ہیں اور امام احمد رضا بریلوی کے خلاف شکوک و شبہات کا گرد و غبار اڑانے کی سعی نامساعد کی ہے۔

پیر سید معروف حسین شاہ عارف نوشاہی جیسی حساس شخصیت نے اس غلط پروپیگنڈے کا ازالہ کرنے کے بارے میں مرکزی جمعیت تبلیغ الاسلام کے اراکین سے مشورے کے بعد فیصلہ کیا کہ بریڈ فورڈ میں ”انٹرنیشنل امام احمد رضا سنی کانفرنس“ منعقد کی جائے اور اس میں خطاب کرنے کے لئے یو۔ کے اور دیگر ممالک کے علماء اور سکالروں کو دعوت دی جائے۔ اخبارات اور اشتہارات کے ذریعے اس کانفرنس کی تشہیر کی گئی، 26 اگست 2001ء بروز اتوار مرکزی جامع مسجد تبلیغ الاسلام و اسلامک مشنری کالج، بریڈ فورڈ

نوٹ:- پیر صاحب کی خدمات جلیلہ کے بارے میں بنیادی معلومات جناب خالد اطہر کی تالیف: ”برطانیہ میں علماء اہل سنت اور مشائخ“ جلد سوم سے لئے گئے ہیں، جس کے لیے راقم ان کا شکر گزار ہے۔ شرف قادری

میں یہ کانفرنس پوری شان و شوکت سے منعقد ہوئی، جس میں یو۔ کے کے علماء کا جم غفیر شریک ہوا۔ پاکستان کے آٹھ علماء کا ایک وفد شریک ہوا جو خصوصی طور پر اسی کانفرنس کے لئے پاکستان سے آیا تھا۔ شریک علماء کی فہرست الگ سے اس اشاعت میں شامل کی جا رہی ہے۔ اس کانفرنس کی چار نشستیں تھیں:

① پہلی نشست 12 بجے سے ڈیڑھ بجے نماز ظہر تک،

② دوسری نشست نماز ظہر کے بعد 2:30 بجے سے 5:50 تک،

③ تیسری نشست نماز عصر کے بعد 6:15 سے نماز مغرب 8:15 تک اور

④ چوتھی نشست نماز مغرب کے بعد رات گئے تک جاری رہی

چار اجلاس مسلسل تقریباً بارہ گھنٹے تک جاری رہے، لیکن علماء اور عوام کا شوق و ذوق دیدنی تھا، کیا مجال ہے کہ ان کی دل چسپی میں خلل آیا ہو۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ سب لوگ ایک عرصہ سے اس عاشق خدا اور رسول (ﷺ) کا تذکرہ سننے کے لئے بے تاب تھے اور ان کی تشنگی تھی جو بجھنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

یہ تجویز بھی پیش کی گئی کہ آئندہ ”انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس“ ہر سال منعقد کی جائے اور صرف برڈ فورڈ میں نہیں بلکہ لندن سے لے کر ویلز اور گلاسکو تک مختلف شہروں میں کانفرنسیں رکھی جائیں تاکہ ایک کانفرنس میں شرکت کرنے والے مندوبین تمام کانفرنسوں میں شرکت کریں، اس طرح پیغام رضایعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کی محبت و اطاعت کا پیغام گھر گھر پہنچے اور دعوت اسلام ایک ایک فرد تک پہنچانے کا اہتمام کیا جائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

یاد رہے کہ راقم الحروف نے اس کانفرنس کے لئے دو مقالے لکھے تھے جن میں سے ایک اس کانفرنس میں پڑھا گیا۔ پیش نظر اشاعت میں دونوں شامل کئے جا رہے ہیں۔

پاکستان سے درج ذیل علماء اور سکالرز پیر سید معروف حسین قادری نوشاہی کی دعوت پر برڈ فورڈ آئے اور ”انٹرنیشنل امام احمد رضا سنی کانفرنس“ میں شریک ہوئے:-

① بین الاقوامی قاری سید صداقت علی، لاہور

② حضرت علامہ مولانا سید قاری عرفان شاہ مشہدی مدظلہ العالی بمکھی شریف، گجرات

③ حاجی محمد حنیف طیب، رکن سپریم کونسل جماعت اہل سنت پاکستان، کراچی

④ مولانا علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، سربراہ جامعہ نعیمیہ، لاہور

⑤ پروفیسر محمد صدیق اکبر ریٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج، باغبانپورہ، لاہور

⑥ محمد عبدالحکیم شرف قادری برکاتی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور و ناظم شعبہ

تعلیم و تربیت جماعت اہل سنت، پاکستان

⑦ نذیر احمد غازی سابق اسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب۔ لاہور

⑧ مولانا محمد یسین قادری۔ لاہور

پیر صاحب موصوف نے ہمیں اس عظیم الشان کانفرنس میں شرکت کے لئے بلایا اور ایک عرصہ تک مہمان نوازی سے شاد کام کیا، جس کے لئے ہم تہہ دل سے ان کے شکر گزار ہیں، اور دعا گو ہیں کہ مولائے کریم ان کا سایہ تادیر مسلمانوں کے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین!

یکم دسمبر 2001ء محمد عبدالحکیم شرف قادری

حال مقیم

ساؤتھ فیلڈ سکور نمبر 1

برڈ فورڈ۔ یو۔ کے

امام اہل محبت

امام احمد رضا بریلوی کے حضور

عالم اسلام کی قدیم ترین یونیورسٹی الازہر میں تعلیم کے دوران مختلف یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا کا چرچا ہوتے دیکھا اور خود راقم نے الازہر یونیورسٹی سے فاضل بریلوی کی عربی شاعری پر پیش کئے گئے مقالے میں ایک سیلنٹ گریڈ حاصل کیا جسے عربی میں ممتاز کہتے ہیں، اور اس موقع پر فرحت و انبساط نے درج ذیل اشعار کا روپ دھار لیا، مقطع میں اسی طرف اشارہ ہے:

اے محمد مصطفیٰ کے عاشق صادق غلام
خون دل سے لکھ کے نعت حضرت عالی جناب
تجھ کو ملک شمر کی شاہی خدا نے کی عطا
سرزمین مصر پہ ہیں چار سو چرچے ترے
تو نے خفتہ بخت امت کو دیا درس حیات
مجھ سے کیونکر ہو سکے گا تیری عظمت کا بیاں
”آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے“
تیرے ہی صدقے ملا ”ممتاز“ کو ”ممتاز“ آج

تو کہ ہے عرب و عجم کے اہل سنت کا امام
عشق و مستی کے جہاں میں پالیا اپنا مقام
اہل فن کو آج بھی اس میں نہیں ہے کچھ کلام
جامعہ سے جامعہ تک کو بہ کو تیرا پیام
جانب منزل چلا پھر کاروان تیز گام
تجھ پہ میری جاں فدا ہو تجھ کو ازھر کا سلام
باغ جنت کی ہوادائےم رہے مست خرام
کر سکوں جو تیری مدحت یہ نہیں میرا مقام

بتاریخ: 6 ستمبر 1999ء

نتیجہ فکر: ممتاز احمد سیدی

حال مقیم: قاہرہ مصر

کانفرنس میں شریک ہونے والے علماء

۱۔ علامہ محمد بشیر سیالوی صاحب، اولڈہم	۲۔ مولانا محمد طفیل اظہر، لاہور (سٹیج سیکرٹری)
۳۔ مولانا عبدالعزیز چشتی صاحب، لیوٹن	۴۔ قاری خالد محمود شیرازی، بریڈ فورڈ
۵۔ مولانا حافظ نعمت علی چشتی، بریڈ فورڈ	۶۔ مولانا قاری عبدالشکور ہزاروی، اولڈہم
۷۔ مولانا نیاز احمد نیازی، والسال	۸۔ قاری میاں خان، بریڈ فورڈ
۹۔ مولانا مفتی محمد اسلم بندیا لوی، بریڈ فورڈ	۱۰۔ مولانا صاحبزادہ انوار الحق قادری نوشاہی
۱۱۔ مولانا خالد حسین نوشاہی۔ ڈلز برا	۱۲۔ مولانا سید محمد سلطان مشہدی
۱۳۔ مولانا محمد اسلم	۱۴۔ حضرت مولانا خلیفہ صوفی محمد عبداللہ عتیق
۱۵۔ مولانا محمد حنیف نوشاہی، بریڈ فورڈ	۱۶۔ حافظ محمد فاضل صاحب، بریڈ فورڈ
۱۷۔ مولانا حافظ محمد حسین اعوان، ڈربی	۱۸۔ مولانا علامہ محمد ارشد مصباحی، مانچسٹر
۱۹۔ حضرت مولانا غلام مرتضیٰ صابر، بریڈ فورڈ	۲۰۔ قاری نذیر احمد مہروی، برمنگھم
۲۱۔ حافظ محمد عبدالقادر نوشاہی۔	۲۲۔ مولانا قاری عبدالرؤف، ریڈنج
۲۳۔ مولانا طارق محمود مجاہد	۲۴۔ علامہ قاری محمد طیب، مانچسٹر
۲۵۔ مولانا حیدر علی مجاہد، ہاڈز فیلڈ	۲۶۔ علامہ ابو الہمواد شاہ محمد نشتر۔ کاڈف، ویلز
۲۷۔ قاری محمد علی شرق پوری	۲۸۔ حافظ گل نواز چشتی
۲۹۔ مولانا حافظ محمد جمشید، بریڈ فورڈ	۳۰۔ مولانا محمد فاضل، بریڈ فورڈ
۳۱۔ علامہ ظفر محمود فراشوی (ممتاز مذہبی کار)	۳۲۔ مولانا محمد جمشید سعیدی، ایلفورڈ، لندن
۳۳۔ حافظ داؤد، ڈلز برا	۳۴۔ مولانا محمد مسعود احمد، بریڈ فورڈ

۳۵	مولانا خادم حسین شریقی	۳۶	مولانا محمد ایوب، اولڈھم
۳۷	مولانا عبداللطیف، بانٹے	۳۸	مولانا حافظ محمد صدیق، ساکن
۳۹	قاری سعید احمد نقشبندی، برنگھم	۴۰	مولانا صدیق کوثر، رچڈیل
۴۱	مولانا قاری محمد رفیق احمد طاہر	۴۲	مولانا عبدالرزاق، ڈربی
۴۳	مولانا علی اکبر صاحب سجاد نوشاہی	۴۴	حافظ قاری محمد شفیع، بریڈفورڈ
۴۵	علامہ لیاقت حسین نوشاہی	۴۶	مولانا عبدالرزاق چشتی، بریڈفورڈ
۴۷	مولانا رسول بخش سعیدی، برنگھم	۴۸	حافظ قاری محمد افضل، ڈیویزبری
۴۹	مولانا احمد فاروق نظامی، ہیلی فیکس	۵۰	مفتی منیر الزمان چشتی، راجڈیل
۵۱	مولانا محمود الحسن، ڈیویزبری	۵۲	مولانا دلشاد قادری، لیڈز
۵۳	مولانا سید فرید حسین شاہ کاظمی، لندن	۵۴	پیرزادہ امداد حسین، رٹفورڈ
۵۵	مولانا سید تنویر حسین شاہ، برنگھم	۵۶	قاری نواز انجم
۵۷	علامہ شکیل الحق، گولڈوی	۵۸	قاری سعید
۵۹	علامہ مفتی محمد عبداللہ قادری	۶۰	حافظ محمد فاروق، برنگھم
۶۱	مولانا مفتی محمد نذیر نقشبندی، شوکی	۶۲	مولانا مفتی محمد نذیر نقشبندی شوکی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روداد کانفرنس

26 اگست 2001ء اتوار کا دن بریڈفورڈ کی تاریخ میں یادگار دن تھا۔ علماء و مشائخ کرام اور عوام سب کا رخ جامع مسجد تبلیغ الاسلام، اسلامک مشنری کالج، شیربرج روڈ کی طرف تھا۔ اگلے اگلے چہرے جگمگا رہے تھے، یوں معلوم ہوتا تھا کہ ان قدسی صفات لوگوں پر انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہے۔ مسجد کے دونوں ہال بھرے ہوئے تھے، عوام سے زیادہ علماء تشریف فرما تھے، مسجد کے باہر اردو اور انگلش میں لکھی ہوئی کتب اور کیسٹوں کے شال لگے ہوئے تھے۔ کچھ لوگ کتابیں اور کیسٹیں دیکھ اور خرید رہے تھے۔ مسجد کے ساتھ وسیع ہال میں کھانے اور چائے کا وافر انتظام تھا، ادھر علماء اور عوام کی آمد و رفت جاری رہی اور کام و ذہن کی تواضع کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

یہ تھی یورپ کی سرزمین پر پہلی

انٹرنیشنل امام احمد رضا سنی کانفرنس

اس کے میر محفل تھے عالمی مبلغ اسلام حضرت پیر سید معروف حسین نوشاہی قادری مدظلہ العالی۔ اعلان کے مطابق دن کے بارہ بجے پہلی نشست کا آغاز ہوا، دوسری نشست ظہر سے عصر تک، تیسری عصر سے مغرب تک، چوتھی مغرب سے تقریباً نصف شب تک۔ گویا یہ کانفرنس مسلسل بارہ گھنٹے تک جاری رہی، سامعین پورے ذوق شوق سے علماء کرام کے خطابات سنتے رہے، اس اجتماع کو دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ خداداد محبوبیت کیا ہوتی ہے؟ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری

فدا ہو کے تجھ پر یہ عزت ملی

امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان میں رہ کر جس طرح ناموس رسالت کا پہرہ دیا اور جس طرح گستاخوں کے آگے سینہ سپر ہوئے، اس کا صدقہ ہے کہ گونج گونج اٹھے ہیں نعماتِ رضا سے بوستان

پہلی نشست

صدارت: حضرت پیر طریقت صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن محبوبی مدظلہ العالی

تلاوت: قاری میاں دادخان، بریڈ فورڈ

نعت شریف: قاری عبدالقیوم الفت نوشاہی، بریڈ فورڈ

نقابت: مولانا محمد اسلم نوشاہی — مولانا محمد طفیل ازہر

تلاوت و نعت کے بعد سب سے پہلے فاضل نوجوان مولانا علامہ ساجد الہاشمی (برلے) تشریف لائے، اور انہوں نے خطاب کیا۔

اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ، جامع مسجد حیدری، کامونکے کے مدرس فاضل نوجوان مولانا محمد یلین قادری شطاری کو دعوت خطاب دی گئی۔

ان کے بعد سید سلطان شاہ مشہدی نے ایک قرارداد پیش کی، یہ قرارداد باب قرارداد میں ملاحظہ فرمائیں۔

ان کے بعد لاہور سے تشریف لائے ہوئے محترم نذیر احمد غازی سابق اسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کو دعوت خطاب دی گئی۔

پیر طریقت مبلغ اسلام حضرت صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن محبوبی مدظلہ العالی سربراہ ادارہ صفۃ الاسلام، بریڈ فورڈ نے صدارتی خطبہ دیتے ہوئے عربی خطبہ کے بعد اظہار خیال فرمایا۔

۱۔ ان کا خطاب باب خطابات میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ ان کا خطاب باب خطابات میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس نشست کے آخر میں بانی محفل حضرت پیر سید معروف حسین نوشاہی قادری مدظلہ العالی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”ہم تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ دوسری نشست ظہر کے بعد ہوگی، جس میں قاری صداقت حسین، قاری طارق مجاہد تلاوت اور نعت ہدیہ سامعین کریں گے۔ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، پروفیسر محمد صدیق اکبر اور حاجی محمد حنیف طیب خطاب فرمائیں گے۔ محمد سرفراز صاحب (ہالینڈ) نے قرارداد پیش کی۔ یہ قرارداد اگلے صفحات میں شامل ہے۔

دوسری نشست (ظہر کے بعد)

تلاوت: قاری سید صداقت علی شاہ — لاہور، پاکستان

نعت: مولانا قاری طارق محمود مجاہد نوشاہی، بریڈ فورڈ

نقابت: مفتی محمد جمیل نوشاہی

حافظ محمد ایاز قریشی نے انگریزی میں خطاب کیا۔

اس کے بعد پروفیسر محمد صدیق اکبر ریٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ کالج باغبانپورہ لاہور نے مقالہ پیش کیا۔ جو آئندہ صفحات میں دیکھا جاسکتا ہے۔

ان کے بعد جامعہ نعیمیہ، لاہور کے سربراہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی نے مقالہ پیش کیا، ان کے مقالہ کا موضوع تھا:

”اعلیٰ حضرت ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ“

یہ مقالہ بھی آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس کے بعد پاکستان کے سابق وفاقی وزیر مذہبی امور حاجی محمد حنیف طیب صاحب تشریف لائے اور بڑا اولولہ انگیز خطاب کیا، ان کے خطاب کا خلاصہ باب خطابات میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس کے بعد ڈل برو سے تشریف لائے ہوئے مولانا خالد حسین نوشاہی نے

بعد ازاں مولانا محمد ارشد مصباحی (مانچسٹر) نے انگریزی میں خطاب کیا۔

ان کے بعد پیر زادہ سردار احمد قادری پیر ستر مانچسٹر نے خطاب کیا۔

اس کے بعد پیر زادہ امداد حسین مدظلہ العالی بانی و پرنسپل جامعہ الکریم نے خطاب کیا۔ یہ دل پذیر خطاب آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

تیسری نشست (نماز عصر کے بعد)

اس کے بعد نماز عصر کا وقفہ ہوا۔ نماز عصر کے وقفہ کے بعد مفکر اسلام علامہ سید عبدالقادر شاہ گیلانی مدظلہ العالی کا خطاب ہوا۔

اس کے بعد راقم الحروف محمد عبدالحکیم شرف قادری کو مقالہ پڑھنے کی دعوت دی گئی راقم نے مقالے کا کچھ حصہ مغرب کی نماز سے پہلے اور کچھ اس کے بعد بصورت تقریر پیش کیا راقم نے اس موقع پر دو مقالے لکھے، دونوں مقالے آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

اعلامیہ مفتی محمد جمیل صاحب نے پڑھا۔ جو آئندہ صفحات میں پیش کیا جائے گا۔

مفتی محمد جمیل صاحب کے اعلامیہ کے بعد بین الاقوامی خطیب، مناظر اسلام مولانا علامہ شیخ الحدیث سید محمد عرفان شاہ مشہدی مدظلہ العالی نے خطاب کیا۔

چوتھی نشست

چوتھی نشست میں مقالے پڑھے گئے، جن میں سب سے پہلے علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری برکاتی، شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور و ناظم شعبہ تعلیم و تربیت جماعت اہل سنت پاکستان، ان کے بعد ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ممبر اسلامک سکیورٹی کونسل پاکستان نے مقالہ ”امام احمد رضا علوم نقلیہ و عقلیہ“ کے عنوان سے مقالہ پڑھا۔ ان کے بعد پروفیسر محمد صدیق اکبر، سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج، باغبانپورہ، لاہور نے مقالہ پڑھا۔ ان کے بعد علامہ یحییٰ قادری شطاری نے مقالہ پڑھا۔ سب سے آخر میں علامہ محمد اسلم نے مقالہ پڑھا۔

باب 1

خطابات

خطاب

مولانا علامہ ساجد الہاشمی، برلے

”خداوند ذوالجلال کا احسان و کرم ہے کہ اس کی توفیق و عنایت سے یورپ ن سرزمین پر تاریخی ”انٹرنیشنل امام احمد رضا سی کانفرنس“ میں ہم سب حاضر ہیں۔ اس کانفرنس کا سارا اعزاز پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت پیر سید معروف حسین عارف نوشاہی قادری دامت برکاتہم القدسیہ کو حاصل ہے، انہوں نے یہ تاریخی کانفرنس منعقد کر کے آج کے دور کے اہم تقاضے کی تکمیل کی ہے۔

حضرات گرامی! اس سے پہلے قرآن کے نام پر دھوکہ دیا جا رہا تھا، اس کے علاوہ دوسرے کئی ناموں پر دھوکہ دیا جا رہا تھا، لیکن آج سنت اور سنیّت کے نام پر فریب دیا جا رہا ہے۔ خالص مسلک اہل سنت اور خالص عشق خدا و مصطفیٰ کا ایک ہی معیار ہے اور وہ ہیں امام احمد رضا بریلویؒ۔ وہ مجلس، وہ مشن جس میں امام احمد رضا کا تذکرہ نہیں ہوتا وہاں دھوکہ ہے۔ خالص سنیّت کا پیغام وہی ہے جو فکر رضا سے ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا کو ہمہ جہت شخصیت بنایا تھا، ان کی اتنی جہتیں ہیں کہ ہر حیثیت پر کانفرنس منعقد کی جاسکتی ہے۔ میں نے امام احمد رضا کا مختصر تعارف انگریزی زبان میں لکھا ہے جو 50 صفحات پر مشتمل ہے اس کا نام ہے:

Imam Ahmed Raza Khan A distinguished Personality

”امام احمد رضا خاں ایک منفرد شخصیت“

میں نے اس کا انتساب حضرت پیر سید معروف حسین شاہ دامت برکاتہم العالیہ کی طرف کیا

ہے اور وہ اس کے مستحق ہیں۔ یہ تعارف مسجد کے باہر شال پر دستیاب ہے۔

امام احمد رضا بریلوی بلاشبہ عظیم محدث، مفسر، فقیہ، متکلم، مؤرخ، ریاضی دان ماہر علم جغرافیہ و قیاس تھے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ خالص کچے اور سچے عاشق خدا و رسول تھے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

حضرات گرامی! آپ کا دشمن ملت اسلامیہ کے نو جوانوں کے دلوں سے عشق مصطفیٰ (ﷺ) سلب کرنے والا امام احمد رضا پر حملہ آور ہے اور انہیں مشرک اور کافر کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا، بریڈ فورڈ میں کئی کیشیں گردش کر رہی ہیں، جن میں مسلک اہل سنت پر حملے کئے گئے ہیں۔

مختصر الفاظ میں میرا پیغام اس کانفرنس میں شرکت کرنے والے حضرات کے نام یہ ہے کہ آپ پورے یورپ میں اس قسم کی کانفرنسیں منعقد کریں اور حق کا اجالا چار سو پھیلا دیں۔



خطاب

محترم نخبیر احمد غازی سابق اسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب، لاہور

صدر ذی احتشام قابل صد احترام پیر صاحب!

میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں کے بارے میں اظہار خیال کا موقع دیا گیا ہے۔ اس کانفرنس میں پروفیسر صدیق اکبر بھی تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی میں سب سے پہلے اعلیٰ حضرت پر مقالہ لکھا، اس سے پہلے یونیورسٹی میں اعلیٰ حضرت کا نام لینا جرم سمجھا جاتا تھا۔

پیر معروف حسین شاہ صاحب کے بارے میں ایک دوست نے مختصر الفاظ میں ایسا طرح تعارف کروایا تھا کہ یورپ میں آنے والے اولین لوگوں میں سے ہیں۔

ہم اکیلے ہی چلے تھے جانب منزل مگر
ہم سفر آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

حضرات گرامی! ناموس رسالت کے تحفظ کے بارے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے قابل قدر کوششیں کی ہیں۔ سترہویں صدی میں یہودیوں کی سپریم کونسل بیٹھی، انہوں نے طے کیا کہ ہم نے پوری دنیا پر حکومت کرنی ہے، اس کے لئے کیا طریق کار اختیار کرنا چاہیے؟ انہوں نے مختلف قوموں کے بارے میں پالیسی بنائی۔ مسلمانوں کے بارے میں یہ طے کیا کہ ان کا کتاب (قرآن مجید) سے تعلق اور صاحب کتاب (ﷺ) سے عشق ختم کیا جائے۔ علمی بات یہ ہے کہ باقی رہنے کی قوت اور سازشوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت حضور سید العالمین ﷺ کا عشق ہی ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں۔

اس مقصد کے لئے میونخ یونیورسٹی میں شعبہ قرآنیات قائم کیا گیا، اس کا ہیڈنول دیکی کو مقرر کیا گیا، یہ شخص عربی کا بڑا ماہر تھا، اس شعبے میں قرآن پاک کے بیالیس ہزار نسخے اکٹھے کئے گئے، جن کا تعلق مختلف ادوار سے تھا، مثلاً کچھ پہلی صدی ہجری کے، کچھ دوسری صدی ہجری کے، اسی طرح بعد کی صدیوں کے۔ یہودیوں نے کوشش یہ کی کہ قرآن پاک کے مختلف نسخوں میں تضاد تلاش کیا جائے، سر توڑ کوشش کے باوجود وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ یہاں تک کہ نول دیکی کو یہ کہنا پڑا کہ کہیں کاتب کی غلطی سے بسم اللہ کی باء کا نقطہ رہ گیا ہو تو یہ الگ بات ہے ورنہ ہمیں کہیں تضاد نہیں مل سکا۔

مولانا احمد رضا خاں نے غیر مسلموں کی اس سازش کو سمجھا اور انہوں نے امت مسلمہ کو یہ پیغام دیا کہ اگر تمہاری نگاہوں کا مرکز مکہ اور مدینہ نہ رہا تو تمہارا نام و نشان مٹ جائے گا۔

احسان دانش نے اپنی کتاب ”جہان دانش“ میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ دہلی میں ایک

خواجہ صاحب تھے جو دہلی کی جامع مسجد کی میزبانی پر بیٹھے تھے اور اپنے شاگردوں کو جیب کاٹنے کے ڈھنگ سکھایا کرتے تھے۔ رات کو سب شاگرد اپنی کمائی لا کر پیش کر دیتے جسے خواجہ صاحب شاگردوں میں تقسیم کر دیتے، کچھ رقم غرباء اور فقراء میں بھی تقسیم کرتے۔ ایک دن ایک شاگرد نے دو آنے لا کر پیش کئے، استاد نے ڈانٹا کہ سارے دن کی یہی کمائی ہے تو اس نے بتایا کہ میں نے ایک شخص کی جیب سے ایک ہزار روپے اڑائے تھے، لیکن بعد ازاں اسے واپس کر دئے۔ استاد نے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ وہ شخص انگریز تھا، میں نے سوچا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھتا ہے، اگر قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ سے شکایت کی کہ آپ کے امتی نے میرے امتی کی جیب سے ایک ہزار روپے نکال لئے تھے تو میں حضور ﷺ کو کیا منہ دکھاؤں گا؟

غازی علم الدین ایک عالم نوجوان تھا لیکن سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت اسے کن بلند یوں پر لے گئی یہ بات ایک دنیا جانتی ہے، جب کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ شہید نہیں ہے۔

محمد رفیع ہندوستان کا ایک مشہور گلوکار تھا۔ ایک مجلس میں اس نے گاندھی کے سامنے بھجن گایا، اس مجلس میں نہرو، برلا اور ٹاناجیسے لوگ موجود تھے، گاندھی نے خوش ہو کر کہا کہ رفیع جو مانگتا ہے مانگ لو۔ اس نے کہا:

”جناب میری ایک ہی ہنتی (درخواست) ہے کہ مجھے کبھی رفیع کہہ کر نہ

بلایا جائے، جب بلایا جائے محمد رفیع کہہ کر بلایا جائے۔“

آج بھی اس کا نام لیا جاتا ہے تو محمد رفیع کہہ کر ہی لیا جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اسی جذبے کی آبیاری کی اور اسی جذبے کی پاسداری کی۔

پاکستان میں دفعہ 295/C نافذ ہے، ہم ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کریں تو

امریکی صدر کو کیا تکلیف ہے؟ ہمیں کہا جاتا ہے کہ یہ قانون ختم کر دیں، ہم دولت کے انبار لگا دیں گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا عشق ہی مسلمانوں کی قوت ہے۔ میں نے پیرس میں ڈاکٹر حمید اللہ کو کہا تھا کہ یہاں وہابی اسلام نہیں چلے گا، یہاں علی گجویری رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا اسلام چلے گا۔ وہابی اسلام وقتی ہے، اسلام اگر باقی رہ سکتا ہے تو صوفیاء کی وجہ سے ہی رہ سکتا ہے۔“



خطاب

پیر طریقت مبلغ اسلام حضرت صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن محبوبی
سربراہ ادارہ صفۃ الاسلام، بریڈ فورڈ

بانی محفل ساحتہ الشیخ السید پیر معروف حسین شاہ صاحب و اراکین جمعیت تبلیغ الاسلام و علماء و عوام اہل سنت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

تقریباً ہر سنی اس دور کے فتنوں کو بخوبی جانتا ہے، ہر فتنہ پوری تنظیم اور نظم و نسق کے ساتھ اہل سنت و جماعت کے عقائد و معمولات کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس سلسلے میں ہر قسم کا زور اور زبردستی کرتا ہے۔ اگر ہم تھوڑا سا غور کریں تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود اور ان کی تعلیمات ان تمام فتنوں کے خاتمہ کے لئے وقف تھیں۔ ان کی تعلیمات آج بھی تروتازہ ہیں اور آج کے فتنوں کے خاتمے کے لئے ان کی وسیع پیمانے پر تبلیغ و اشاعت کی ضرورت ہے۔

مبلغ اسلام حضرت پیر صاحب نے یہ کانفرنس منعقد کر کے اہل سنت و جماعت کو عمدہ ڈگر پر چلایا ہے، بریڈ فورڈ والے ان کی علمی اور عملی خدمات دیکھ رہے ہیں، انہوں نے

اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کر رکھی ہے اور آج یہ کانفرنس منعقد کر کے بتا دیا ہے کہ امام احمد رضا بریلوی کی تعلیمات سامنے رہیں گی تو سنی مار نہیں کھائے گا۔ اے اہل سنت! اگر اپنی بقا چاہتے ہو تو تعلیماتِ رضا کو سامنے رکھنا اور ان پر عمل کرنا۔

آج ممکن ہے کہ کوئی شخص انہیں اختلافی شخصیت کہے اور کوئی انہیں متشدد قرار دے، لیکن قیامت کے دن ہر آدمی اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا کہ حضور ﷺ مقامِ محمود پر فائز ہوں گے، تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے آستانوں پر آپ کو تلاش کریں گے، یَوْمَ نَذْعُو كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ”ہر گروپ کو اس کے امام کے حوالے سے پکارا جائے گا۔“ سرکارِ مقامِ محمود پر فائز لواءِ الحمد کے ساتھ تشریف فرما ہوں گے۔ صدیوں بعد پیدا ہونے والے امام احمد رضا صفوں کو چیرتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے:

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ان کی تمام خدمات بے مثل ہیں، سلام رضا ہر سنی کی غذا ہے، ان کے پاس بہت چانسز تھے کہ سب انہیں امام مان لیتے، لیکن وہ کسی مصلحت کے شکار نہیں ہوئے۔ انہوں نے کوئی نئی بات نہیں کہی، یہی پیغام دیا:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

”سب ہی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹ جاؤ۔“



خطاب

پیر سید معروف حسین نوشاہی قادری
سربراہ وہابی جمعیت تبلیغ الاسلام، بریڈ فورڈ

اس نشست کے آخر میں بانی محفل حضرت پیر سید معروف حسین نوشاہی قادری مدظلہ العالی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”ہم تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ دوسری نشست ظہر کے بعد ہوگی، جس میں قاری صداقت حسین، قاری طارق مجاہد تلاوت اور نعت ہدیہ سامعین کریں گے۔ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، پروفیسر محمد صدیق اکبر اور حاجی محمد حنیف طیب خطاب فرمائیں گے۔ آپ نے یہ تو سماعت فرمالیا ہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی ایسے امام تھے جنہوں نے حب رسول ﷺ کو بنیاد بنا کر ہر فتنے کا مقابلہ کیا۔ اسی حقیقت کو اجاگر کرنے کے لئے یہ کانفرنس منعقد کی گئی ہے۔

پتھر مارنے والے کو پتھر کا جواب دیا جائے تو کوئی جرم نہیں ہے، بریڈ فورڈ میں ایسی کمیٹیاں پھیلانی جارہی ہیں جن میں امام احمد رضا بریلوی اور مسلکِ اہل سنت کے علماء کے خلاف زبان درازی کی گئی ہے، اہل سنت کے خلاف انگریزی زبان میں پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ احسان الہی ظہیر کی کتاب ”البریلویہ“ کا انگریزی ترجمہ گھر گھر تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اس کتاب میں دل کھول کر غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے، ایک جملے کو دو حصوں میں تقسیم کر کے غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے۔

۱۔ البریلویہ کے جواب میں علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نے اردو میں ”البریلویہ کا تنقیدی جائزہ“ اور عربی میں ”مبن عقائد اہل السنۃ“ کے نام سے کتاب لکھی ہے، جس کا ترجمہ بھی ”عقائد و نظریات“ کے نام سے چھپ چکا ہے۔

کل ایک گروپ کی طرف سے لکھا ہوا پانچ چھ صفحات پر مشتمل ایک خط ملا ہے، جس میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، اور بعض ایسی باتیں ہیں کہ ان کے ماننے سے ایمان خطرے میں پڑ جائے۔ کوئی شخص بارگاہ رسالت میں گستاخی کرے اور سننے والا مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ اس نے گستاخی کی ہے۔ اس کے باوجود سننے والا خاموش رہے تو اس کا اپنا ایمان جاتا رہے گا۔ ہم کسی کے خلاف کارروائی نہیں کر رہے بلکہ حب رسول ﷺ کا وہ پیغام ہر شخص تک پہنچانا چاہتے ہیں جو امام احمد رضا نے دیا تھا۔ اب نماز ہو گی، نماز کے بعد ساتھ والے ہال میں جا کر کھانا تناول فرمائیں۔ کھانا تیار ہے۔



تلاوت و نعت کے بعد پیر سید معروف حسین عارف نوشاہی قادری مدظلہ العالی نے اپنے مختصر خطاب میں کانفرنس کی غرض و غایت بیان فرمائی:

خطاب

پیر سید معروف حسین عارف نوشاہی قادری
سربراہ و بانی جمعیت تبلیغ الاسلام، بریڈ فورڈ

”ایک وقت تھا جب تیر و تفتنگ سے لڑائیاں لڑی جاتی تھیں، آج کا دور ایٹمی دور ہے، جس انداز میں مخالفت کی جا رہی ہو جواب بھی اسی انداز میں دیا جانا چاہیے۔

امام احمد رضا بریلوی نے کوئی نئی بات نہیں کی، انہوں نے تمام زندگی ناموس

رسالت کے تحفظ کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ ان کی ایک ہزار کے قریب تصانیف ہیں، افسوس کہ ابھی تک ان کی تمام تصانیف شائع نہیں ہو سکیں۔ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ کی طرف سے عربی عبارات کے تراجم، تخریج، نئی پیرا بندی اور نئی کتابت کے ساتھ فتاویٰ رضویہ کی بیس جلدیں چھپ گئی ہیں، جن میں سے اٹھارہ جلدیں آپ کے سامنے موجود ہیں۔ جمعیت تبلیغ الاسلام کی جتنی مساجد ہیں ان کے نمازیوں نے ہمارے واسطے سے فتاویٰ رضویہ کی اشاعت میں تعاون کیا ہے، مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ نے سب حضرات کا شکریہ ادا کیا ہے۔

کوئی شخص اپنے باپ کے بارے میں کہے کہ اس کا علم شیطان سے کم ہے، تو کیا وہ اس کی تعریف کر رہا ہے یا توہین؟ پھر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی اکرم ﷺ سے شیطان کا علم زیادہ وسیع ہے — کیا وہ مسلمان ہے؟

کسی نے کہا:

”شیخ یا کسی بھی محترم شخصیت، یہاں تک کہ رسالت مآب ﷺ کی طرف

توجہ کا لگا دینا نیل اور گدھے کے خیال میں غرق ہونے سے بدرجہا بدتر ہے۔“

جن لوگوں نے اس قسم کی عبارتیں لکھی ہیں انہوں نے کیا سوچ کر لکھیں؟ یہ کون

سی نیکی اور کونسا پیار ہے؟

تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ تمام انبیاء سے افضل اور تمام انبیاء

کے بعد تشریف لائے ہیں، لیکن کچھ علماء نے یہاں تک لکھ دیا کہ اگر نبی اکرم ﷺ کے زمانے کے بعد یا آپ کے زمانے ہی میں کوئی نبی آجائے تو آپ کے خاتم النبیین ہونے میں فرق نہیں آئے گا۔

گزشتہ دنوں مرزا نیوں نے اپنے اخباری بیانات میں یہ حوالہ دیا کہ بانی

دارالعلوم دیوبند یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آجائے تو آپ کے خاتم النبیین ہونے میں فرق نہیں آئے گا۔ مطلب یہ کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی آگیا تو کیا فرق پڑا؟ اعلیٰ حضرت نے اس قسم کے افکار پیش کرنے والوں کا تعاقب کیا تھا، مرزائیوں کا بھی تعاقب کیا۔ وہ عظیم محدث، مفسر اور عظیم فقیہ تھے، انہوں نے نبی کائنات ﷺ کے ہر اس گستاخ کا محاسبہ کیا جس نے کسی طرح بھی حضور ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کی۔

ہمارے پرانے ساتھ حاجی محمد الیاس قادری، سناک پورٹ مانچسٹر نے انگریزی میں 75 کتابیں شائع کی ہیں جن میں سے کچھ اعلیٰ حضرت کی تصانیف کے تراجم ہیں۔ ”اسلامک ٹائمز“ کے نام سے ایک ماہنامہ بھی شائع کرتے ہیں۔ باہر سٹال پر یہ کتابیں اور یہ مجلہ موجود ہے، مولانا ساجد الہاشمی کی انگریزی کتاب بھی موجود ہے، جاتے ہوئے ضرور لیتے جائیں۔“



خطاب

حاجی محمد حنیف طیب

رکن سپریم کونسل جماعت اہل سنت پاکستان، کراچی

واجب الاحترام پیر طریقت حضرت پیر سید معروف حسین نوشاہی دامت برکاتہم العالیہ اور علماء و مشائخ اہل سنت اعلیٰ حضرت کے غلاموں کا ادنیٰ غلام، غزالی زماں، رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی کا مرید، انجمن طلباء اسلام کا خادم اور جماعت اہل سنت کے خدام کا خادم آپ کی خدمت میں حاضر ہے، پیر طریقت حضرت پیر صاحب کی خدمت میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اس کا نفرنس کے منعقد کرنے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

حضرات گرامی! ہمیں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کی بجائے کوئی عملی پروگرام بنانا چاہیے اور اس پر عمل پیرا ہو جانا چاہیے، بقول شاعر:

ہم رگوں میں دوڑنے پھرنے کے نہیں قائل

جو آگھ ہی سے نہ چپکے وہ لہو کیا ہے؟

مشکلات اس وقت تک حائل رہیں گی جب تک آپ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے کام شروع نہیں کر دیتے، جب آپ قدم اٹھائیں گے تو مشکلات کے بادل چھٹ جائیں گے۔ میں نے زندگی میں پہلی بار جناب ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی صاحب سے سنا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے بیان کیا ہے کہ ایٹم تقسیم کیا جاسکتا ہے، ہم جب میٹرک میں تھے تو ہمیں پڑھایا گیا کہ ایٹم تقسیم نہیں ہو سکتا، اور جب یونیورسٹی میں گئے تو بتایا گیا کہ ایٹم کو لا تعداد ذروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ہم نے اپنی اولاد کو سائنس کی طرف تو لگا دیا۔ لیکن ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی تحقیقات کی طرف توجہ نہ دے سکے۔

سائنس کیا ہے؟ بقول اقبال:

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا زندگی کی شمع تاریک، سحر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا لیا آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا
میری گفتگو دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلا حصہ اس عنوان سے متعلق ہے جو انتظامیہ نے مجھے دیا ہے، اور وہ ہے:

اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری

جوبات ایک گھنٹے کی تقریر میں بیان کی جاتی ہے، وہ ایک شعر بلکہ بعض اوقات ایک مصرع میں بیان کر دی جاتی ہے۔ مثلاً ایک مقرر اپنی پوری تقریر کا خلاصہ اس مصرع میں

بعد از خدا بزرگ تو کی قصہ مختصر

شاعری ابلاغ کا مؤثر ذریعہ ہے، اعلیٰ حضرت نے جہاں نثر کے ذریعے پیغام دیا ہے، وہاں شعروں کو بھی وسیلہ اظہار بنایا ہے۔ یہ شاعری ہی تھی جس نے آپ کا پیغام عوام تک پہنچا دیا۔ اعلیٰ حضرت نے ایسا سلام لکھا ہے کہ سنی جہاں بھی ہو پڑھتا ہے اور جھوم جھوم کر پڑھتا ہے:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ دنیا بھر میں جہاں اردو جاننے والے لوگ رہتے ہیں، یہ سلام پڑھا جاتا ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کی جالیوں کے سامنے میں نے خود سنا ہے کہ اہل محبت پڑھ رہے ہیں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

1985ء میں جب محمد خان جو نیجو وزیر اعظم تھے، اس وقت کے وزیر مذہبی امور نے غلطی سے سرکلر جاری کر دیا کہ کسی مسجد میں صلوٰۃ و سلام نہیں پڑھا جائے گا۔ میں نے علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری اور مولانا سید شاہ تراب الحق قادری صاحب سے بات کی۔ ہم نے راتوں رات تحریک التواء جمع کرادی اور دوسرے دن اسمبلی میں شاہ تراب الحق قادری صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ جمعہ کے بعد مسجد میں صلوٰۃ و سلام کی ممانعت تو بعد کی بات ہے، ہم اس وقت اسمبلی میں کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ممبران اسمبلی میں سے اکثر اراکین نے کھڑے ہو کر سلام پڑھا اور اس کے بعد یہ صاحب موصوف نے معذرت کی اور اپنا آرڈر واپس لے لیا۔

حضرات گرامی! دوسرے شعراء نے بھی نعتیں لکھی ہیں، کسی نے ایک، کسی نے دو یا تین، لیکن اعلیٰ حضرت نے صرف نعتیں ہی لکھی ہیں، کسی نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی حمد بھی لکھیں، آپ نے دوسری جگہ بھی حمد لکھی ہے، مگر اس فرمایش پر جو حمد لکھی وہ حمد بھی ہے اور نعت بھی:

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بتایا

وہ کنواری پاک مریم وہ نخت و فیہ کادم

ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا

ہمیں اے رضا ترے دل کا پتہ چلا بمشکل

درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا

یہ نہ پوچھا کیسا پایا؟

خود فرماتے ہیں کہ نعت گوئی بہت مشکل کام ہے، آگے بڑھتا ہے تو توحید میں داخل ہو جاتا ہے اور کی کرتا ہے تو تنقیص کا مرتکب ٹھہرتا ہے۔ نعت کہنا ایسے ہے جیسے تلوار کی

دھار پر چلنا۔

نعت گوئی کس سے سیکھی؟ اس بارے میں فرماتے ہیں:

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی

اعلیٰ حضرت نے غالب کی مشکل زمینوں میں نعت لکھی ہے، غالب نے اپنے

محبوب کے بارے غزل کا یہ مصرع لکھا:

جس کو ہو جان و دل عزیز تیری گلی میں جائے کیوں؟

اعلیٰ حضرت نے ایک لفظ تبدیل کر کے اسے نعت کا حصہ بنا دیا۔

دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں؟

سلام رضا پڑھا جائے تو غور سے سنیں، اس میں بڑے خوبصورت انداز میں

نبی اکرم ﷺ کا سراپا بیان کیا گیا ہے۔ دل اقدس کے بارے میں کہتے ہیں۔

دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں

غنیچہ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

لبوں کی کیفیت بیان کرتے ہیں۔

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں

ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

بڑی خوشی کی بات ہے پاکستان میں مولانا فیض احمد ایسی نے ”حداائق بخشش“ کی بیس جلدوں میں شرح لکھی ہے۔ پروفیسر ریاض احمد بدایونی نے پوری ”حداائق بخشش“ کی تفسیر لکھی ہے جو عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ مفتی محمد خان قادری صاحب نے ”سلام رضا“ کی شرح لکھی ہے، سب سے بڑھ کر یہ کہ جامعہ ازہر شریف سے ”حداائق بخشش“ کا عربی منظوم ترجمہ کیا گیا ہے جو قاہرہ سے چھپ گیا ہے۔

آئیے! کچھ ادیبوں، شاعروں اور دانشوروں کے تاثرات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی شاعری کے بارے میں ملاحظہ ہوں:

مدرسہ یونیورسٹی کے پروفیسر وحید اشرف، پی ایچ ڈی لکھتے ہیں:

”وہ ہر صنف سخن پر قدرت رکھتے تھے اور شاعرانہ ذوق، فکر اور فن سے پوری طرح بہرہ ور تھے۔“

ماہرِ رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کراچی لکھتے ہیں:

”مولانا فیض شاعری میں کسی کے شاگرد نہ تھے، وہ عاشقِ صادق تھے،

فیضانِ محمدی نے انہیں وہ کچھ دیا کہ بس سوچا کیجئے۔“

اعلیٰ حضرت کے بھائی مولانا حسن رضا خاں نے اپنے استاد داغ دہلوی کو اعلیٰ

حضرت کی یہ نعت سنائی۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں

تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں

مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تری بات رضا

تجھ سے شیدا ہزار پھرتے ہیں

یہ نعت سن کر داغ دہلوی نے کہا: ”مولوی ہو کر ایسے شعر لکھتا ہے؟“ — یہ

شاعرانہ انداز ہے، یہ شاعر لوگ تو آزاد ہوتے ہیں۔

سید محدث کچھوچھو علیہ الرحمہ جنہوں نے پاکستان بنانے میں بڑا اہم کردار ادا

کیا۔ انہوں نے لکھنؤ کے ادیبوں کی مجلس میں قصیدہ معراجیہ پڑھ کر سنایا:

وہ سرورِ کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے

نئے نزلے طرب کے سماں، عرب کے مہمان کے لئے تھے

پھر ان سے پوچھا کہ اس کلام کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ تو انہوں

نے بیک زبان کہا:

”شاعری زبانِ حوضِ کوثر کے پانی سے دھلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔“

یہی قصیدہ انہوں نے دہلی کے شعراء کو سنا کر ان کی رائے پوچھی تو انہوں نے کہا:

”ہم سے کچھ مت پوچھیں، آپ عمر بھر پڑھتے رہیں، ہم عمر بھر سنتے رہیں۔“

علامہ اقبال کے سامنے اعلیٰ حضرت کی یہ نعت پڑھی گئی:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

نعت سن کر علامہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے، میرے بھی دو شعر سن لیں:

تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش

لگائے خدا اور بجھائے محمد (ﷺ)

تجربہ کی جا ہے کہ فردوسِ اعلیٰ

بنائے خدا اور بسائے محمد (ﷺ)

میری تقریر کا دوسرا عنوان

یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے عرس پر توشہ اور بریانی تیار کر کے تقسیم کر دینا اور نعتیں سن کر خوش ہو جانا کافی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں، پیر صاحب نے ہمیں ہماری ذمہ داری کا احساس دلادیا ہے۔ اب ہم سب کا کام ہے کہ ہم طلباء اور طالبات کے مدارس قائم کریں، انگلینڈ میں کم از کم درس نظامی کا ایک مدرسہ ہونا چاہیے، بچوں اور بچیوں کے سکول تو درجنوں ہونے چاہئیں، اہل سنت کے اردو لٹریچر کا ترجمہ انگلش میں کرانا چاہیے، مفتی محمد خلیل خان قادری کی کتاب ”ہمارا اسلام“ کا انگریزی ترجمہ ہونا چاہیے۔

ایک وقت تھا کالجوں یونیورسٹیوں میں ”سیدی مرشدی مودودی مودودی“ کے نعرے لگائے جاتے تھے۔ 1968ء میں انجمن طلباء اسلام قائم کی گئی۔ انجمن نے طلباء کو نعرہ دیا ”سیدی مرشدی یانہ یانہ“۔ الحمد للہ! یہ نعرہ ایسا مقبول ہوا کہ باقی سب نعرے ختم ہو گئے۔ مقصد یہ ہے کہ آپ کوئی قدم اٹھائیں گے تو راستے کی رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔

آخر میں منقبت کے دو شعر پڑھ کر اپنی گفتگو کو ختم کرتا ہوں:-

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

خطاب

پیرزادہ سردار احمد قادری پیر سٹر، مانچسٹر

”مشائخ طریقت، قائدین اہل سنت، عوام اہل سنت!

یہ محفل امام احمد رضا کی محفل ہے، یہ اس مفکر کی محفل ہے جس نے فکر اسلامی کے حسین دریچے وا کئے، یہ اس عاشق رسول کی محفل ہے جس نے ہمیں عشق رسول کے نئے سلیقوں سے آشنا کیا، یہ اس تبحر عالم دین کی محفل ہے جس کے علوم کے سرچشمے ایک عالم کو آج تک سیراب کر چکے اور جس کے فیوض و برکات کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔

وہ عالم تھا، وہ مفسر تھا، وہ محدث تھا، وہ مفکر تھا، وہ دانشور تھا اور سیاسی نظریہ دینے والا عظیم راہنما تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ شاید اہل سنت بزیلیوی مکتب فکر چند ناخواندہ لوگوں پر مشتمل ہے جو گیارہویں شریف، ختم درود اور ہمارے ظاہری اعمال اور ہماری پہچان پر کاربند ہے۔ اس کے علاوہ ان کے کوئی نظریات نہیں، حقیقت یہ ہے کہ امت مسلمہ نے امام احمد رضا سے بڑھ کر کوئی فکر دینے والا گزشتہ صدی میں دیکھا ہی نہیں۔

امام احمد رضا اس فکر کا علمبردار ہے جس کا آغاز شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے کیا اور جسے ہاتھ میں لے کر علامہ فضل حق خیر آبادی نے علم جہاد بلند کیا، علامہ کون ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ذوق تحقیق عطا فرمائے تو آپ تاریخ و تذکرہ کی کتابوں کا مطالعہ کریں

۱۔ مثلاً عبدالشاہد خان شروانی کی کتاب ”بانی ہندوستان“، ڈاکٹر قمر النساء، حیدر آباد دکن کا ڈاکٹریت کا مقالہ عربی میں اور علامہ فضل حق خیر آبادی کی تصنیف ”تحقیق الفتویٰ“ کا اردو ترجمہ ”شفاعت مصطفیٰ“۔ یہ کتابیں آپ مکتبہ قادریہ، لاہور سے حاصل کر سکتے ہیں، فاضل علامہ ممتاز احمد سیدی جامعا ازہر شریف میں ”علامہ فضل حق خیر آبادی کی عربی شاعری“ پر ڈاکٹریت کا مقالہ لکھ رہے ہیں، محترمہ سلمیٰ صاحبہ پنجاب یونیورسٹی سے علامہ فضل حق خیر آبادی پر ڈاکٹریت کر رہی ہیں، مولانا عبدالواحد جامعا ازہر شریف سے ”علامہ فضل حق خیر آبادی کے نظریات و عقائد“ پر ڈاکٹریت کر رہے ہیں۔ علامہ محمد احمد مصباحی کرناٹک یونیورسٹی سے ”علامہ فضل حق کی حیات و خدمات“ پر ڈاکٹریت کر رہے ہیں۔ ۱۲۔ شرف قادری

ان کے بارے میں ایک ہندو اخبار نویس چنچی لال لکھتا ہے:

”مساجد میں علماء تقاریر کر رہے ہیں اور یہ تلقین کر رہے ہیں کہ کفار کو قتل کرنے سے اجر عظیم ملتا ہے، یہ جامع مسجدوں میں پروگرام ہو رہے ہیں، علامہ فضل حق لوگوں میں جوش جہاد پیدا کر رہے ہیں اور اپنے مواعظ سے لوگوں کو بھڑکا رہے ہیں۔“

جنگ آزادی 1857ء کو انگریزوں نے غدر کہا، ہندوؤں کی سازش اور بہت سے دیگر عوامل کی بنا پر تحریک آزادی وقتی طور پر رک گئی تاہم علامہ قائدین کی ایک کھیپ دے گئے۔ تاریخ نے بتایا ہے کہ علامہ کے جن ساتھیوں نے قریہ قریہ جاکر تحریک کو شعلہ جوالہ بنایا ان میں مولانا کفایت علی کافی، مفتی امام بخش صہبائی، مولانا فیض احمد بدایونی، احمد اللہ شاہ مدراسی اور مولانا دہاج الدین کے نام آتے ہیں۔

تحریک آزادی کے خاتمہ کے بعد علامہ کو ایک ٹریبونل کے سامنے پیش کیا گیا جو جارج کیمبل، جوڈیشل کمشنر اودھ (اسی کے نام پر کیمبل پور شہر کا نام رکھا گیا) اور میجر بیرو پر مشتمل تھا۔ ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ:

”اس شخص نے جان بوجھ کر لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکایا جب تک یہ شخص اس ملک میں رہے گا برطانوی استعمار کے لئے خطرہ بن کر رہے گا۔“

4 مارچ 1859ء کو حکم دیا کہ اسے جزیرہ انڈیمان (کالے پانی) بھیج دیا جائے چنانچہ وہیں 1861ء کو علامہ کی وفات ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

ادھر علامہ فضل حق خیر آبادی ہندوستان سے جا رہے ہیں، انگریز خوش ہو رہے ہیں لیکن مشیت ایزدی مسکرا رہی ہے۔ ادھر بریلی کے خاندان میں حریت فکر کا قائد پیدا ہو رہا ہے جس نے آنے والے وقتوں میں برطانوی استعمار کی بنیادوں کو ہلا کے رکھ دینا ہے، اس قائد کا نام ہے امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ و قدس سرہ۔“

خطاب

پیرزادہ امداد حسین مدظلہ، بانی و پرنسپل جامعہ الکریم

واجب التعظیم علماء کرام و مشائخ عظام!

محترم حضرات و عزیزان گرامی!

آج اس عظیم الشان کانفرنس میں شرکت کے لئے آتے ہوئے میرے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ خیال نہیں تھا کہ گزشتہ صدی کے فقید المثل انسان کے بارے میں اس کج معیار بیان کو بھی کچھ کہنے کا موقع ملے گا۔

محترم سامعین! بلاشبہ میرے اعلیٰ حضرت عظیم مفسر اور محدث، عظیم مفکر اور مجدد تھے، وہ ایک عظیم مصنف اور مقرر، ایک عظیم مبلغ اور محقق تھے۔ ان سب پہلوؤں پر جو غلبہ تھا تو عشق رسول (ﷺ) کا غلبہ تھا، وہ سچے سچے اور پکے عاشق رسول تھے، ترجمہ قرآن ہوا شاعرانہ کلام ہر جگہ عشق رسول (ﷺ) کی جلوہ گری تھی، دنیا جہاں کا جہاں سے مسئلہ پوچھا گیا، جواب ایسا دیا کہ اس میں عشق رسول (ﷺ) جلوہ فرما تھا۔ وہ کیا واقعہ ہے نواب نانپارہ کا قلم اٹھایا اور کیا لکھا؟ قلم وہی لکھتا ہے جدھر دل کا اشارہ ہوتا ہے، دل کا اشارہ اس طرف ہوتا ہے جس طرح دل کا مکیں پسند کرتا ہے:

بگوش دل سنو اسنائے دیتا ہوں

مقام رضا آج تمہیں بتائے دیتا ہوں

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں میرا دل چیر کر دیکھو تو اس کے ایک حصے پر لکھا ہوگا لا الہ

الا اللہ اور دوسرے حصے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ (ﷺ)

احباب مطالبہ کرتے ہیں کہ نواب نانپارہ کی شان میں قصیدہ لکھیں، وہ قلم اٹھاتے

ہیں اور نعت رقم کر دیتے ہیں۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
دنیا کا ہر کمال دلیل زوال ہے۔ جس کو نہیں زوال آقا و تہ اکمال ہے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

ابو مسلم کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے ایک ولی کو پولیس نے غلط فہمی میں گرفتار کر لیا، ابو مسلم کو نبی اکرم ﷺ کا دیدار ہوا، آپ نے اسے فرمایا کہ تیری پولیس نے ہمارے آدمی کو جیل میں ڈال رکھا ہے ابھی جاؤ وہ نفل ادا کرنے سے معذور بیٹھا ہے۔ ابو مسلم اسی وقت ننگے سر، ننگے پاؤں جیل میں گیا اور اللہ تعالیٰ کے اس ولی سے معافی مانگی اور ساتھ ہی پیشکش کی کہ کوئی خواہش ہو تو فرمائیں۔

اللہ کے اس ولی نے فرمایا:

”ابو مسلم اتو بادشاہ ہوتا ہوگا۔ مگر جس کا کریم آقا تاتا مہربان ہے کہ وقت کے حکمران کو حکم دیتا ہے کہ رات کے بارہ بجے ہمارے فلاں غلام کو رہا کرو اور حکمران ننگے پاؤں اس کے پاس حاضر ہوتا ہے، اسے کسی دوسرے کے سامنے عرض نیاز کی کیا ضرورت ہے۔“

کروں مدح اہل دول رضا، پڑے اس بلا میں ہر بلا
میں گداہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں



خطاب

مفکر اسلام علامہ سید عبدالقادر شاہ گیلانی مدظلہ العالی

عربی خطبہ کے بعد اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ط
أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ط

”آپ ان لوگوں کو نہیں پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے
ہوں کہ محبت کرتے ہوں ان لوگوں سے جو اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتے ہوں۔
اگرچہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا بھائی یا قریبی رشتے دار۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان
کے دلوں میں ایمان لکھ دیا ہے اور اپنی طرف کی روح سے ان کی امداد فرمائی ہے۔“

واجب الاحترام جناب پیر صاحب، علماء کرام اور سادات عظام! سب سے پہلے
تاخیر سے پہنچنے پر معذرت خواہ ہوں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر گفتگو کرنے کے لئے میں نے جو آیت پڑھی ہے اس
سے خود انہوں نے حروف ابجد کے حساب سے اپنی تاریخ پیدائش نکالی ہے:

أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ

۱۲ ۷ ۷۲

ممکن ہے کوئی شخص اعتراض کرے کہ یہ زمانہ نزول وحی کا زمانہ نہیں ہے، آج یہ
آیتیں کیوں پڑھتے ہو؟ ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ فارمولہ کسی ملک اور
زمانے کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا صفت کے حاملین کے دلوں پر

ایمان کندہ کر دیا ہے، مفسر کا یہ کام ہے کہ وہ بتائے کہ اس کلیہ میں کون کون لوگ داخل ہیں؟ اعلیٰ حضرت کی ذات بابرکات حق و صداقت کی نشانی ہے، کسی شخص کے سامنے اعلیٰ حضرت کا نام لیں اور اس کے سینے پر ہاتھ رکھیں۔ اگر اس کے دل کی دھڑکن غیر متوازن ہو جائے اور رنگ فق ہو جائے تو سمجھ لیں کہ وہ اہل باطل میں سے ہے اور اگر اس کا چہرہ مسرت و شادمانی سے چمک اٹھے تو جان لیں کہ وہ اہل حق میں سے ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مومن اور منافق کی نشانی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”اگر وہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھتا ہے تو وہ مومن ہے اور اگر ان سے بغض سے رکھتا ہے تو وہ منافق ہے۔“

عرب شریف میں جا کر دیکھا کہ ایک عالم کے سامنے اعلیٰ حضرت کا نام لیا اس کا رنگ اڑ گیا، معلوم ہوا کہ وہ مِنْهُمْ ہے اور دوسرے کا چہرہ جگمگا اٹھتا چلا کہ یہ اہل حق میں سے ہے۔ اس دور میں اعلیٰ حضرت معیار حق ہیں۔

مجدد کا ہر دور میں ایک کردار ہوتا ہے، کیا وہ نفل زیادہ پڑھتا ہے؟ روزے زیادہ رکھتا ہے، صدقہ و خیرات زیادہ کرتا ہے؟ بے شک مجدد یہ سب کام کرتا ہے، لیکن اس کا اصل موضوع وقت کے سب سے بڑے فتنے کا قلع قمع کرنا ہوتا ہے۔ ابوداؤد شریف میں حدیث موجود ہے اس کے شارحین نے لکھا ہے کہ ایک وقت میں کئی مجدد بھی ہو سکتے ہیں، آج بھی کئی لوگ مجدد ہونے کے دعویدار ہیں اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ نبی مجھ جیسا اور میں نبی جیسا ہوں، یہ ملحد کا موضوع ہو سکتا ہے مجدد کا نہیں۔ مجدد وہ ہے جو ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پیشوا مانے۔ والی بغداد، خواجہ غریب نواز، شاہ محمد غوث، نوشہرہ گنج بخش قادری اور شاہ مقیم کو مانے۔ نوشہرہ گنج بخش قادری کا دور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کا دور تھا، حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا دور تھا، امام ربانی کے

استاذ ملا کمال الدین کشمیری، اور ان کے بھائی ملا جمال اور علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی حضرت حاجی نوشہرہ گنج بخش قادری کے خوشہ چیں تھے، حضرت پیر صاحب کو چاہیے کہ ان کا یوم بھی بحیثیت مجدد منائیں۔

مجدد کا موضوع فتنہ کبریٰ پر ہاتھ ڈالنا ہے، ایک وقت میں کئی مجدد ہو سکتے ہیں جو سب سے بڑے فتنے کے گریبان پر ہاتھ رکھے وہ وقت کا سب سے بڑا مجدد ہے۔ اعلیٰ حضرت کی ذات بابرکات کو تو لے کی تو میری حیثیت نہیں ہے، البتہ ایک معیار آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کثرت اختلافات کے باوجود کسی شخص کا اس مسئلے میں اختلاف نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ حقیقی حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور اعمال امت پر حاضر و ناظر ہیں۔ (مکتوب شیخ نمبر 18) موجودگی دو قسم کی ہوتی ہے: جسمانی اور روحانی، سرکارِ دو عالم ﷺ اعتبار سے کل کائنات میں تشریف فرما ہیں اور جلوہ گر اور اگر کرم فرمائیں اور جسمانی طور پر بھی تشریف لائیں تو آپ کے کرم سے بعید نہیں ہے۔ شیخ محقق کی وفات 1054ھ میں ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ پہلے سے چلا آ رہا ہے اور اس کے انکار کا عقیدہ اپورٹڈ ہے۔

متحدہ ہندوستان میں جو اعتقادی اختلاف پیدا ہوا وہ انگریز کی آمد کے بعد پیدا ہوا۔ سوچنے کی بات ہے کہ آدمی جو گناہ کرتا ہے کسی نہ کسی لذت کے حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے، نبی کو اپنے جیسا کہنے میں کیا لذت ہے؟ نبی کے علم کا انکار کرنے میں کیا لذت ہے؟ انگریز نے مسلمانوں سے اقتدار چھینا تھا لہذا اس کا دکھ بھی مسلمانوں کو ہوگا، ہندوؤں کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ انگریز نے دیکھا کہ مختلف لوگوں میں باہمی رشتہ رنگ کا ہو سکتا ہے، لباس کا ہو سکتا ہے، بولی کا ہو سکتا ہے، خوراک کا ہو سکتا ہے، لیکن مسلمان عجیب قسم ہیں کہ ان میں سے کوئی رشتہ بھی ان میں مشترک نہیں ہے، پھر بھی یہ ایک دوسرے کے

بھائی ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ یہ ایک کیوں ہیں؟ ان میں قدر مشترک کیا ہے؟ بڑے غورو فکر کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ ان میں قدر مشترک تعظیم مصطفیٰ ﷺ اور محبت مصطفیٰ ﷺ ہے، لہذا ان کے دل میں یہ عقیدہ بٹھاؤ کہ نبی کو کل کی خبر نہیں، نبی کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں، اس مقصد کے لئے اس نے تجوریوں کے منہ کھول دئے، بے تحاشہ دولت لٹائی، جامعہ ملیہ، دہلی اسی مقصد کے لئے قائم کیا گیا تھا، مولوی محمود حسن کے والد وہیں سے پڑھے ہوئے تھے۔

بریلی کے تاجدار نے مختصر سے حجرے میں چٹائی پر بیٹھنے کے باوجود وہابیت کے گریبان پر ہاتھ ڈالا، اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ وہابیت کے خلاف جنگ کا مطلب اس حکومت کے خلاف جنگ تھا جس کی مملکت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔

اٹھاسا قیپردہ اس راز سے

لڑا دے مولے کو شہباز سے

آپ کو اعلیٰ حضرت کا ایک شعر سناتا ہوں۔

پیش نظریہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے سامنے اپنے رب کا تعارف کراتے ہوئے کہا تھا: رَبِّیَ الَّذِیْ یَاتِیَنِ بِالسَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ۔ میرا رب وہ ہے جو مشرق سے سورج چڑھاتا ہے، ہمارے آقا ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ڈوبا ہوا سورج لوٹا دیا، پھر کیوں نہ کہا جائے۔

پیش نظریہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار

روکنے سر کو روکنے ہاں یہی امتحان ہے



خطاب

علامہ شیخ الحدیث سید محمد عرفان شاہ مشہدی مدظلہ العالی
بھکھی شریف، گجرات، پاکستان

محترم حاضرین اہل اسلام! یہ عظیم الشان کانفرنس ”امام احمد رضا انٹرنیشنل سنی کانفرنس“ کے عنوان سے انعقاد پذیر ہے، بلکہ اس کی آخری ساعتیں ہیں، آپ بارہ بجے سے خطابات سماعت فرما رہے ہیں، برطانیہ اور پاکستان کے علماء اور دانشوروں نے اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے افکار اور ان کی تعلیمات کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا ہے۔

جمعیت تبلیغ الاسلام کے سرپرست اعلیٰ، عالمی مبلغ اسلام، پیر طریقت پیر سید معروف حسین شاہ عارف قادری نوشاہی مدظلہ العالی نے عالمی سطح پر امام احمد رضا بریلوی اور ان کی تعلیمات کو روشناس کرانے کے لئے اس کانفرنس کا اہتمام فرمایا ہے، میں اس کوشش پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں، نیز جمعیت کے اراکین کے لئے بھی دعا گو ہوں جنہوں نے ہر قسم کی قربانی دے کر اس کانفرنس کو کامیاب بنایا ہے۔

حضرات گرامی! مجھ سے پہلے ارباب علم و دانش اعلیٰ حضرت کی حیات و تعلیمات افکار، تبحر علمی اور تقویٰ و پرہیزگاری کے عنوان پر خطاب فرما چکے ہیں، میں اعلیٰ حضرت کے حوالے سے جو کچھ پیش کرنا چاہتا ہوں وہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ اعلیٰ حضرت نے امت مسلمہ کے عقائد کے بچانے کے لئے فرق باطلہ کے خلاف جو کچھ جنگ لڑی ہے، آج کچھ لوگوں کو تو ان کے اسلحہ اور ہتھیاروں سے واقفیت ہے اور کچھ لوگ ان سے واقف نہیں ہیں، ضرورت ہے کہ سب لوگ ان ہتھیاروں سے واقف ہوں تاکہ جنتی جماعت یعنی اہل

سنت کے خلاف جو فرق باطلہ کو شش کر رہے ہیں اس کا توڑ کیا جاسکے۔

میرے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں اپنی تقریر میں اپنے جذبات بھی شامل کر دیتا ہوں، حالانکہ یہ صرف میرے جذبات نہیں بلکہ اکابر اہل اسلام کے جذبات بھی یہی ہیں، بلکہ قرآن وحدیث کا فرمان بھی یہی ہے، ایک مفتی، ایک محقق، ایک ریسرچ سکا لربغیر جذبات کے اپنا موقف پیش کر سکتا ہے، سامعین اس کے ساتھ اتفاق کریں یا نہ کریں، لیکن ایک سچا داعی اپنا مدعا بغیر جذبات کے پیش نہیں کر سکتا۔ داعی اپنے خون کا آخری قطرہ بھی اس مقصد کے لئے صرف کر دیتا ہے کہ لوگ میرے ہمنوا بن جائیں۔ اعلیٰ حضرت صرف محقق نہیں بلکہ داعی تھے انہوں نے ایک ماحول کو توڑا اور دوسرا ماحول تیار کیا۔ کانفرنس کا مقصد یہ بھی ہے کہ اگر کسی شخص کا پیرومرشد یا استاذ ڈھیلا ڈھالا تھا تو اسے بتایا جائے کہ وہ مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر محبت رسول ﷺ میں ڈوب جائے، اعلیٰ حضرت اول و آخر محبت رسول ﷺ تھے۔

محققین نے بتایا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو پچپن علوم میں مہارت حاصل تھی، جن میں سے سولہ علوم انہوں نے پڑھے اور باقی انہیں عطا کئے گئے، کوئی شخص پوچھ سکتا ہے کہ انہیں اتنے علوم کیوں دئے گئے؟ قدرت کریم کا عجیب نظام ہے، وہ جسے فہم ودانش، تفقہ اور بصیرت عطا فرماتا ہے تو اس سے کام بھی ایسا ہی لیتا ہے، ان کو اتنے علوم عطا کئے کہ اٹھو اور کام کرو۔

فاضل بریلوی نواب تھے، انہوں نے انگریز سے جاگیر نہیں لی تھی، ان کے دادا سعید اللہ خاں مغلیہ دور میں دس ہزاری کے مقام پر فائز تھے، انہیں مغلیہ حکمرانوں نے جاگیر عطا کی تھی، اعلیٰ حضرت کا اپنا پریس تھا، ”حسنی پریس“ اس کی آمدن اپنی ضروریات پر صرف کرنے کے علاوہ باقی رقم اشاعت کتب پر صرف کرتے تھے۔

مولانا حسنین رضا کو وصیت کی کہ میری وفات کے بعد 22 کھانے تیار کر کے صرف فقرا کو کھلانا، مالداروں کو نہ کھلانا، مخالفین اعتراض کرتے ہیں کہ انہیں کھانے کا فکر تھا، میں کہتا ہوں کہ انہیں کھانے کا نہیں بلکہ کھانے کا شوق تھا اور وہ بھی غرباء و فقراء کو، اسکے برعکس تھانوی صاحب نے اپنی چھوٹی بیوی کی امداد کے لئے چندے کی اپیل کی تھی اور کہا تھا کہ اگر میرے متعلقین ایک ایک روپیہ بھی اکٹھا کریں تو چھوٹی بی کا کام چل سکتا ہے۔

یہ ہیں تفاوت رہ از کجاست تا کجا؟

اعلیٰ حضرت کے دور میں بڑے فتنے پیدا ہوئے:

☆ ان میں سب سے بڑا فتنہ وہابیت کا تھا، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا پوتا اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا بھتیجا مولوی محمد اسماعیل دہلوی، محمد بن عبدالوہاب کی تصنیف ”کتاب التوحید“ سے متاثر ہو گیا۔ اس نے ”تقویۃ الایمان“ لکھ کر نجدی افکار کو ہندوستان میں پھیلانے کی کوشش کی،

☆ دوسرا فتنہ مرزا غلام احمد قادیانی کا تھا، یہ فتنہ اس وقت عروج پر تھا۔ مرزا قادیانی انگریز کی حمایت حاصل کر کے تمام وسائل بروئے کار لا کر اور ملازمتیں دلا کر اپنی جماعت کو بڑھا رہا تھا،

☆ تیسرا فتنہ رافضیت کا تھا، اس فتنہ نے مغلیہ دور کے اختتام پر بڑی ترقی کی، جہانگیر کی بیوی نور جہاں شیعہ تھی، اس کا بھائی آصف جاہ کٹر شیعہ تھا، اس نے ایران سے ایک سو مجتہد نور اللہ شوشتری کی سطح کے منگوائے، انہیں نور جہاں اپنے پاس سے تنخواہ دیتی تھی۔

☆ علی گڑھ میں سرسید نے معجزات اور روحانیت کا انکار کر دیا۔

☆ ملا عبداللہ چکڑالوی حدیث کو حجت نہیں مانتا تھا، وہ صرف قرآن کو دلیل مانتا تھا، چوہدری غلام احمد پرویز اسی کا بقایا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی تن تنہا ان سب فتنوں کا (بلکہ اس کے علاوہ اور بہت سے فتنوں کا) مقابلہ کر رہے تھے۔ اگر وہ درس و تدریس میں مصروف رہتے اور ان فتنوں کا مقابلہ نہ کرتے تو آج ان فتنوں کے آگے بندہ باندھا جاسکتا تھا۔ تصنیف و تالیف، ذکر و فکر اور درود و سلام میں مصروف رہنے کے باوجود ان فتنوں کا بھی مقابلہ کرتے تھے۔

کسی کو محدث، مفسر اور فقیہ کہا جائے، لیکن اس کے اثرات لوگوں تک نہ پہنچیں تو اس کے علم کا کیا فائدہ؟ امام احمد رضا بریلوی وہ ہیں جنہوں نے اپنے علوم کو حوض، کنواں بلکہ سمندر بنا دیا۔ ان کے علمی اور روحانی فیض نے کسی کو صدر الشریعہ، کسی کو صدر الافاضل، کسی کو ملک العلماء اور کسی کو عالمی مبلغ اسلام، کسی کو شیر پیشہ سنیت اور کسی کو شاہ احمد مختار بنا دیا، انہم نے ان کا زمانہ نہیں پایا، لیکن ان کا نور عقیدے کی صحت کی صورت میں ہمیں بھی میسر ہے۔



سب سے پہلے فتنہ و ہابیت کا جائزہ لیتے ہیں، اعلیٰ حضرت نے ”الکوکبۃ الشہابیہ“ میں اسماعیل دہلوی کی بہتر (72) عبارات پیش کی ہیں جو واضح طور پر اسلام کے خلاف ہیں، ان میں سے ایک عبارت کتاب ”صراط مستقیم“ کی ہے اور وہ یہ ہے:

”اپنے شیخ یا ان جیسی کسی محترم شخصیت کی طرف توجہ کا لگا دینا خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہی کیوں نہ ہوں اپنے نیل اور گدھے کے خیال میں غرق ہونے سے بدرجہا برا ہے۔“

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ اس قسم کی عبارت سناتے ہی کیوں ہیں؟ ہم اس لئے سناتے ہیں کہ کچھ لوگ جو کسی امام کو نہیں مانتے وہ انہیں اپنا پیشوا مانتے ہیں، دیکھئے ”تاریخ اہل حدیث“ اور ”مقام اہل حدیث“ از ابراہیم میر اور ثناء اللہ امرتسری۔

۱۔ صدر الشریعہ سے مراد حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی مصنف ”بہار شریعت“ ہیں، صدر الافاضل سے مراد مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، ملک العلماء سے مولانا ظفر الدین بہاری، عالمی مبلغ اسلام سے شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، اور شیر پیشہ سنیت سے مولانا حشمت علی خاں مراد ہیں۔ مولانا شاہ احمد مختار، شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کے بڑے بھائی تھے۔ ۱۲۔ اشرف قادری

مذکورہ بالا عبارت صراحتہ تنقیص ہے، اگر اللہ تعالیٰ کو منظور نہ ہوتا تو جن آیات کریمہ میں حضور اقدس ﷺ کا ذکر ہے، ان کے پڑھنے سے منع فرمادیتا مثلاً یہ آیت مبارکہ:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

اسی طرح یہ آیت کریمہ ہے:

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

کیونکہ جن حضرات پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا ہے، ان کا تذکرہ صراحتہ دوسری آیت کریمہ میں موجود ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔

پھر نماز میں التحيات کا پڑھنا واجب ہے اور اس میں ہے

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ

نیز: أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

جو شخص مذکورہ آیات اور کلمات پڑھے گا اس کی توجہ لازماً نبی اکرم ﷺ کی طرف مبذول ہوگی، امام غزالی فرماتے ہیں: أَحْضَرُ شَخْصَهُ الْكَرِيمِ حضور انور ﷺ کی ذات کریمہ کا تصور کرو اور عرض کرو: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی نے چالیس حوالے پیش کئے ہیں کہ بغیر توجہ کے نماز پڑھی نہیں جاسکتی۔ تمام مخالفین کو چیلنج ہے کہ ایک آیت یا ایک صحیح حدیث پیش کریں جس میں حکم ہو کہ نبی اکرم ﷺ کی طرف توجہ نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ صَوْتِ النَّبِيِّ

”اپنی آوازیں نبی کی آواز کے پاس بلند نہ کرو۔“

کہیں فرمایا:

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

(النور ۲۴/۶۳)

”رسول اللہ کو آپس میں اس طرح نہ بلاؤ جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔“

کہیں منافقوں کے بارے میں فرمایا:

وَلَيْن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ

”اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو صرف ہنسی مزاح کر رہے

تھے، آپ فرمادیں کہ کیا اللہ اس کی آیتوں اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے ہو، تم بہانے نہ

بناؤ تم اپنا ایمان ظاہر کرنے کے بعد کافر ہو گئے ہو۔“ (التوبہ ۶۵/۹)

مصطفیٰ ﷺ کی بات کرتے ہوئے بے ہوش نہ بنو، ہوش سے بات کرو۔

علماء فرماتے ہیں: مَنْ اسْتَخَفَّ بِجَنَابِهِ فَهُوَ كَافِرٌ مَلْعُونٌ فِي الدُّنْيَا

وَالْآخِرَةِ۔ ”جو شخص نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ کی بے ادبی کرے وہ کافر ہے، اور دنیا و آخرت

میں ملعون ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے گستاخی کرنے والوں کو تنبیہ کی، خطوط لکھے

اور مطالبہ کیا کہ یا تو اپنی تحریرات کی قابل قبول وضاحت کرو بصورت دیگر توبہ کرو، جب وہ

کسی بات پر آمادہ نہ ہوئے تب جا کر فتوائے کفر دیا۔ ہم فاضل بریلوی کے فتوے کی تصدیق

کر کے ان پر احسان نہیں کرتے بلکہ رسول اللہ ﷺ سے وفاداری کا ثبوت دیتے ہیں۔

”فتاویٰ عالمگیری“ جس کی ترتیب میں پانچ سو علماء شریک تھے، اس میں لکھا ہے کہ:

”جو شخص نبی اکرم ﷺ کے نعل مبارک کو نُعِیْلُ کہے یا بال شریف کو

سَغْبَرُ کہے (یعنی تصغیر کا صیغہ استعمال کرے) وہ کافر ہے۔“

دوسری عبارت ملاحظہ ہو، مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ ”حفظ

الایمان“ میں لکھا ہے:

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو

تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔

اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب

تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل

ہے۔“

اندازہ کیجئے کہ تذکرہ ہو کائنات کی سب سے افضل ہستی کا اور ان کے علم شریف

کے لئے ایسی گھٹیا اور ذلیل مثال دی جائے، کیا کوئی مسلمان اسے گوارا کر سکتا ہے؟

تیسری عبارت بھی کچھ کم بھیا نک نہیں ہے، مولوی خلیل احمد انپٹھوی ”براہین

قاطعہ“ ص ۵۵ پر لکھتے ہیں:

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین

کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت

کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ

وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس

سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

ایمان سے بتائیے کہ جو علم حضور سید عالم ﷺ کے لئے ثابت کرنا علماء دیوبند کے

نزدیک شرک ہے، وہی علم شیطان کے لئے مان رہے ہیں اور کوئی شرک لازم نہیں آتا بلکہ

شیطان کے لئے یہ علم نص سے ثابت ہے، اب آپ ہی بتائیں کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ کے

سم سے شیطان کا علم زیادہ مانتا ہو اس کا کیا حکم ہے؟



آج کل یہ لوگ ختم نبوت کے موضوع پر بڑے جلے کرتے ہیں اور لٹریچر چھاپتے ہیں۔ حالانکہ ان کے بڑے عالم مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“ (تحذیر الناس ص: 24)

غور فرمائیں کس طرح نئی نبوت کا دروازہ کھولا گیا، بعد ازاں اسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

حضرات گرامی! یہ وہ عبارات ہیں جنہوں نے امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کیا اور یہی وجہ اختلاف ہیں ان ہی عبارات پر ”حسام الحرمین“ میں کفر کا فتویٰ دیا گیا تھا جس کی تصدیق حرمین شریفین کے 33 علماء اور متحدہ پاک و ہند کے اڑھائی سو سے زیادہ علماء نے کی۔

دوسرا مسئلہ رفض کے بارے میں ہے، میرے پاس امام احمد رضا کا رسالہ مبارکہ ”ردالرفضہ“ ہے۔ اس میں فرماتے ہیں کہ جو شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو، کافر ہے۔ (ضروریات دین ان امور کو کہتے ہیں جن کا دین میں سے ہونا ہر خاص و عام کو معلوم ہو) مثلاً ایک شخص تمام فرشتوں کو مانے اور حضرات جبرائیل علیہ السلام کو نہ مانے، یا تمام انبیاء کرام کو مانے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ مانے کافر ہے۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اہل قبلہ کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اہل قبلہ وہی لوگ ہیں جو ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار نہ کرتے ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب کے حوالے سے بیان کیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو جسم مانے یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے کافر ہے۔ درمختار کے حاشیہ طحاوی کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص ان کی پہلی خلافت کا انکار کرے کافر ہے، اگر کوئی شخص حضرت علی

مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دے وہ مبتدع ہے، گمراہ ہے اور اہل سنت سے خارج ہے اور اگر حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کا انکار کرے تو کافر ہے، بدائع تبیین الحقائق میں ہے کہ جو صحابہ کرام کو گالی دے یا کافر کہے ہو خود کافر ہے۔

میں وہ سید نہیں جو اپنے آپ کو براہ راست حضور ﷺ کو اپنا باپ کہوں، یا دو سو روپے قرض مانگتے وقت یہ حوالہ دینا ضروری سمجھوں کہ میں سید ہوں، میں اس بات کا بھی قائل نہیں ہوں کہ کسی سے قرض لے کر ہضم کر جاؤں اور مطالبہ کیا جائے تو کہہ دوں کہ میں خمس کا حق دار ہوں، میں نے خمس وصول کر لیا ہے۔

یاد رکھئے! اگر سید کسی بدکاری کا ارتکاب کرے تو اسے معافی نہیں ہے، بلکہ وہ دوہری سزا کا مستحق ہے، کیونکہ نانا پاک کی شریعت کی پاسداری کرنا اس کی زیادہ ذمہ داری ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا، البتہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ قاضی حد جاری کرتے وقت تحقیر کا ارادہ نہ کرے بلکہ یہ ارادہ کرے کہ شہزادے کے پاؤں میں کچھ لگ گئی ہے، میں اسے دھو رہا ہوں۔

”حسام الحرمین“ میں سب سے پہلے مرزائے قادیانی کی تکفیر کی اور فرمایا جو شخص اپنے لئے وحی شرعی ثابت کرے کافر ہے، پانچ رسائل اس کے رد میں لکھے اور ہر رسالے میں اسے مرتد قادیانی کے عنوان سے یاد کیا، بلکہ انہوں نے اپنی زندگی کا جو آخری رسالہ لکھا وہ مرزا کے رد میں تھا۔ اس کا نام ہے: الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی، آپ کے صاحبزادے حضرت حجۃ الاسلام نے جو کتاب لکھی: الصارم الربانی علی اسراف القادیانی، وہ رد قادیانیت میں اولین کتب میں سے ہے۔

امام احمد رضا نے چکڑ الویوں کا رد کیا، آریہ سماج کا رد کیا، عیسائیوں کا رد کیا غرض یہ کہ پوری زندگی اسلام کے خلاف اٹھنے والے ققنوں کا سد باب کرتے رہے۔

رحمہ اللہ تعالیٰ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب (۲)

مقالات

ملت اسلامیہ کا سچا راہنما

تحریر: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ واصحابہ اجمعین

حضرت پیر طریقت مولانا علامہ پیر سید معروف حسین صاحب دامت برکاتہم
العالیہ سرپرست ادارہ تبلیغ الاسلام، علمائے ملت و مشائخ اہل سنت
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مجھے انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس، بریڈ فورڈ میں شرکت کر کے دلی مسرت محسوس
ہو رہی ہے، مجھے ایسے کم علم اور وعظ و خطابت سے نا آشنا شخص کو خطاب کا موقع دینا، عزت
افزائی نہیں تو اور کیا ہے؟ میرا حق بنتا ہے کہ آپ حضرات کا شکریہ ادا کروں۔

برادران اہل سنت!

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کو
اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک بنایا تھا، بڑے بڑے علماء اور دانشوران کی
صلاحیتوں کو دیکھ کر انگشت بدنداں ہیں اور یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ وہ عبقری (Genius)
تھے، بلکہ کئی پہلوؤں سے عبقری تھے۔ ۲۰ شوال المکرم مطابق ۱۳ جون ۱۳۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء
بروز ہفتہ بریلی شریف میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد اور جد امجد اکابر علماء و عارفین
میں سے تھے، چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن مجید ختم کر لیا، پانچ سال کی عمر میں مجمع عام
میں میلاد شریف کے موضوع پر تقریر کی، بارہ سال کی عمر میں عربی زبان میں پہلی کتاب

لکھی، تیرہ سال دس ماہ پانچ دن میں تمام مروجہ علوم و فنون سے فراغت حاصل کی، اور فراغت کے دن ہی سے فتویٰ لکھنے کی ذمہ داری آپ کے سپرد کر دی گئی۔

خاتم الاکابر حضرت شاہ آل رسول مارہروی سے بیعت و خلافت

ہمارے مشاہدے کی بات ہے کہ اس عمر کے بچوں کو کھیل کود ہی سے فرصت نہیں ملتی۔ علم و تحقیق کے ساتھ تو دوز کا واسطہ بھی نہیں ہوتا۔ خاتم الاکابر حضرت شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہ العزیز کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے۔ آج وہ علماء جنہیں مروجہ علوم میں کمال مہارت حاصل ہے، انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں، امام احمد رضا بریلوی کو اللہ تعالیٰ نے پچاس سے زیادہ علوم میں مہارت کاملہ عطا فرمائی تھی اور ان علوم میں ان کی ایک نہ ایک تصنیف بھی موجود ہے، ان کی چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہ وہ وصف ہے جو انہیں تمام معاصرین سے ممتاز کرتا ہے، لطف کی بات یہ ہے کہ وہ مسائل فقہیہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد ہیں اور فقہ حنفی کے مطابق ہی فتویٰ دیتے ہیں، لیکن وہ جس مسئلے پر قلم اٹھاتے ہیں اس پر قرآن کریم، احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں، پھر فقہ حنفی کے حوالوں کا انبار لگا کر مسئلے کو الٰہی شرح کر دیتے ہیں، اعتقادی طور پر وہ مسلک اہل سنت و جماعت پر کاربند ہیں، عقائد کے سلسلے میں گفتگو کرتے ہیں تو کتاب و سنت کے دلائل کے بعد مذاہب اربعہ کے ائمہ کے اقوال پیش کرتے ہیں، بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ وہ کسی نئے فرقے کے بانی نہیں تھے بلکہ اول و آخر سنی حنفی اور سلفی تھے اور سلف صالحین کے طریقے پر چلنے والے تھے، یہ وہ حقیقت ہے جس کا اظہار اپنوں اور بیگانوں سب نے کیا ہے۔

مشہور غیر مقلد تذکرہ نگار ابو یحییٰ خان نوشہروی اہل سنت و جماعت (بریلویوں) کے بارے میں لکھتے ہیں:

”یہ جماعت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کی مدعی ہے، مگر دیوبندی مقلدین (اور یہ بھی بجائے خود ایک جدید اصطلاح ہے) یعنی تعلیم یافتگان مدرسہ دیوبند اور ان کے اتباع انہیں ”بریلوی“ کہتے ہیں۔“ ۱

حضرت علامہ مولانا اسماعیل ازہری (بریلی شریف) لکھتے ہیں:

”ہم اہل سنت و جماعت کو بریلوی قرار دینا ہندوستانی دیوبندیوں کا وطیرہ ہے، اور احسان الہی ظہیر جیسے ان لوگوں کا طریقہ ہے جو دیوبندیوں کی طرح سنی دشمن ہیں۔“ ۲

مخالفین یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ لوگ قدیم طریقوں پر کاربند رہے۔ اہل حدیث کی طرف میلان رکھنے والے مشہور مؤرخ سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

”تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے آپ کو ”اہل السنۃ“ کہتا رہا، اس گروہ کے پیشوا زیادہ تر بریلی اور بدایوں کے علماء تھے۔“ ۳

اس پر طرفہ تماشہ یہ ہے کہ یہ لوگ ہر اس عالم کو بریلوی کہہ دیتے ہیں جو مسلک اہل سنت و جماعت پر قائم ہو اور امام احمد رضا کے نظریات سے موافقت رکھتا ہو، خواہ اس کا تعلق بدایوں سے ہو یا رامپور سے، خیر آباد سے ہو یا علی گڑھ سے یا کسی دوسرے ملک سے۔ دو اور دو چار کی طرح اس کا مطلب یہ ہوا کہ مخالفین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ”بریلوی“ اور اہل سنت و جماعت مترادف ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی کے تبحر علمی نے دس بیس نہیں بلکہ دنیا بھر کے ہزاروں علماء،

۱۔ ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی: تراجم لمائے حدیث ہند (سجانی اکیڈمی، لاہور) ص ۳۷

۲۔ اسماعیل ازہری، علامہ: مرآۃ النجدید (طبع بریلی شریف، انڈیا) ص ۳

۳۔ سلیمان ندوی: حیات شبلی ص ۴۶ (بحوالہ تقریب تذکرہ اکابر اہل سنت پبلیکیشن، ص ۲۲)

دانشوروں، ججوں، پروفیسروں اور وکیلوں کو متاثر کیا، جامعہ نظامیہ رضویہ کے فاضل استاذ مولانا خادم حسین رضوی نے ایک مقالہ میں ”فتاویٰ رضویہ“ کی نو جلدوں کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان جلدوں میں استفتاء کرنے والوں کی تعداد 4494 ہے اور ان میں علماء، مصنفین، وکلاء اور ججوں کی تعداد 1061 ہے، یعنی سوال کرنے والوں میں ایک چوتھائی تعداد علماء و فضلاء کی ہے۔

درج ذیل سطور میں چند علماء کے تاثرات پیش کئے جاتے ہیں:

❁ حرم شریف کے محافظ کتب شیخ اسماعیل بن سید خلیل نے فرمایا:

لو قيل في حقہ انه مجدد هذا القرن لكان حقاً و صدقاً

”اگر ان کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی (چودھویں صدی) کے مجدد ہیں تو یہ حق اور سچ ہوگا۔

❁ شیخ موسیٰ علی شامی ازہری مدنی فرماتے ہیں:

إمام الأئمة المجدد لهذه الأمة ۲

”اماموں کے امام اور اس امت کے مجدد“

❁ تحریک پاکستان کے عظیم راہنما حضرت مولانا سید محمد کچھوچھوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”تیرہویں صدی کی یہ واحد شخصیت تھی جو ختم صدی سے پہلے علم و فضل کا

آفتاب ہو کر اسلامیات کی تبلیغ میں عرب و عجم پر چھا گئی اور چودھویں صدی

کے شروع میں ہی پورے عالم اسلامی میں اس کو حق و صداقت کا منارہ نور سمجھا

جانے لگا، میری طرح سارے حل و حرم کو اس کا اعتراف ہے کہ اس فضل و

۱۔ احمد رضا خاں، امام:

حسام الحرمین (طبع لاہور) ص: ۵۱

۲۔ ایضاً:

الدولة المکیة (طبع کراچی) ص: ۳۶۲

کمال کی گہرائی اور اس علم راسخ کے کوہ بلند کو آج تک کوئی نہ پاسکا۔“ ۱

❁ مصر کے عظیم عالم اور جامعہ عین شمس کے استاذ ڈاکٹر حسین مجیب مصری نے حدائق بخشش کا منظوم عربی ترجمہ کیا ہے، جو حال ہی میں مکتبہ دارالحدیث، قاہرہ سے شائع ہوا ہے۔

ڈاکٹر صاحب اس کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

”امام احمد رضا قادری رحمہ اللہ تعالیٰ مذہب کے اعتبار سے سنی حنفی اور

مسلمک کے لحاظ سے راسخ الاعتقاد قادری تھے، یہ حقیقت ان کے نعتیہ دیوان

اور ہر تصنیف سے ظاہر ہو رہی ہے۔“ ۲

❁ ڈاکٹر سر ضیاء الدین وائس چانسلر، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ایشیا بھر میں فرسٹ

کلاس کی ڈگری رکھتے تھے، ہندو طلباء کہا کرتے تھے کہ مسلمانوں کا ریاضی سے کیا تعلق؟ یہ

ڈاکٹر صاحب ہی تھے جنہوں نے ریاضی میں ٹاپ کیا اور ہندوؤں کا غرور خاک میں ملا دیا۔

انہیں ایک مسئلے نے الجھن میں ڈال دیا جو کسی طرح حل نہیں ہو رہا تھا، انہوں نے پروگرام

بنایا کہ جرمنی جانیں اور وہاں کے ماہرین ریاضی سے اس مسئلے کو حل کروائیں، شعبہ دینیات

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے چیئرمین علامہ سید سلیمان اشرف بہاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے کہنے

پر بریلی شریف امام احمد رضا بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے، عصر اور مغرب کے

درمیان ملاقات ہوئی، مسئلہ پیش کیا تو امام احمد رضا نے نہ صرف وہ مسئلہ حل کر دیا بلکہ قلم بند

بھی کروا دیا۔ ۳

۱۔ انوار رضا:

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص: ۲۶۳

۲۔ حسین مجیب مصری، ڈاکٹر:

صفوة المدین (طبع قاہرہ) ص: ۱۳۰

۳۔ عبدالنبی کوکب، مولانا:

مقالات یوم رضا، ج: ۱، ص: ۳۶

ڈاکٹر صاحب کی حیرت دیدنی تھی، وہ بے ساختہ پکار اٹھے:
 ”پہلے علم لدنی کے بارے میں سنا کرتے تھے، آج اپنی آنکھوں سے دیکھ
 لیا۔ یہ ہستی واقعی نوبل پرائز کی مستحق ہے۔“

حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری رحمہ اللہ تعالیٰ میرٹھ کے رہنے والے تھے
 اور ڈاکٹر صاحب بھی میرٹھ کے تھے، ایک دفعہ انہوں نے بیان کیا کہ اس ملاقات کے بعد
 ڈاکٹر صاحب نماز بھی پڑھنے لگے تھے اور داڑھی بھی رکھ لی تھی اور کہا کرتے تھے کہ یہ داڑھی
 اعلیٰ حضرت کا فیض ہے۔



حدیث شریف میں ہے:

اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس کے دین
 کے معاملے کی تجدید کرے گا (ابوداؤد شریف) یعنی گردش ایام سے دین کا چہرہ دھندلا گیا ہو
 گا، اسے نکھار کر پیش کرے گا۔ شیخ الاسلام بدرالدین ابدال ”رسالہ مرضیہ فی نصرۃ مذہب
 الاشعریہ“ میں فرماتے ہیں:

”معاصرین کسی شخص کو اس کے احوال کے قرآن اور اس کے علم سے نفع
 حاصل کرنے کے پیش نظر غلبہ ظن کی بنا پر مجدد قرار دیتے ہیں اور مجدد وہی ہوتا
 ہے جو علوم دینیہ ظاہرہ اور باطنہ کا عالم و عارف ہو نیز سنت کا مددگار اور بدعت کا
 قلع قمع کرنے والا ہو۔“

اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ کے معاصرین میں سے شیخ اسماعیل بن
 خلیل کی اور شیخ موسیٰ علی شامی اور دیگر متعدد علماء نے آپ کو اپنے دور کا مجدد کہا، علماء ہند نے
 1318ھ / 1900ء میں آپ کو ”مجدد مائتہ حاضرہ“ کا لقب دیا۔

آپ کے دور کا مطالعہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ ہر طرف فتنوں کا دور دورہ تھا،
 ثوب خدا سے عاری دہلی کے ایک شخص نے ”بزرگوں کی رسموں“ اور ”اماموں کے اقوال“
 کا مذاق اڑایا، تقلید ائمہ کا انکار کیا،

صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ”ان لوگوں کا راستہ جس پر تو نے انعام فرمایا۔“
 اس راستے سے عوام کو دور کرنے کی کوشش کی اور جب ماضی کے تسلسل ہی کا انکار
 کر دیا گیا تو پھر انکار کا سیلاب آگے بڑھا اور ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا جس نے حدیث ہی
 کا انکار کر دیا اور موقف یہ اختیار کیا کہ دین تو اللہ تعالیٰ کا ہے، نبی تو قاصد اور ڈاکٹر ہے۔
 جب شرم و حیا کا جنازہ ہی اٹھ گیا تو زبانیں قینچی کی طرح چلنے لگیں:

☆ کسی نے کہا: نماز میں اپنی توجہ نبی اکرم ﷺ کی طرف لگا دینا اپنے بیل اور
 گدھے کے خیال میں غرق ہونے سے بدرجہا بدتر ہے۔

☆ کسی نے کہا: جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔
 ☆ کوئی نبی اکرم ﷺ کے علم شریف کا ذکر کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ ایسا علم غیب تو
 زید، عمرو، بکر اور بہائم (جانوروں) اور مجانین (پاگلوں) کو بھی حاصل ہے۔

☆ ایک طرف سے یہ آواز آرہی تھی کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب نہیں کہ حضور اقدس
 ﷺ سب سے آخری نبی ہیں، حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے صاف لفظوں
 میں نبوت کا دعویٰ کر دیا، غرض یہ کہ ابلیس کے اس منصوبے پر پوری طرح عمل
 کیا جا رہا تھا۔

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
 روح محمد اس کے بدن سے نکال دو
 ☆ کسی نے مزید قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے،

صرف یہی نہیں بلکہ ہر وہ عیب جو بندے میں ہو سکتا ہے وہ اللہ تعالیٰ میں بھی ہو سکتا ہے۔

دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کہ اگر یہ صورت کسی روک ٹوک کے بغیر جاری رہتی تو پاک و ہند میں کسی کا دین و ایمان محفوظ رہتا؟ ایسے ماحول میں امام احمد رضا بریلوی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو جاتے ہیں اور اپنے قلم کے نیزے اور تلوار کو اس قوت سے استعمال کرتے ہیں کہ گستاخوں کے بڑھتے ہوئے قدم رک جاتے ہیں، اور بے باک زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں، امام احمد رضا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان میں یہ کہتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں:

فَإِنَّ أَسَىٰ وَوَالِدَتِي وَعَرَضِي

لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وَقَاءُ

”میرے والدین اور میری عزت ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کے لئے تمہارے حملوں کے آگے ڈھال ہے۔“

امام احمد رضا اور ان کے مخالفین کی جنگ ذاتی جنگ نہیں ہے، امام احمد رضا ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کر رہے ہیں جب کہ مخالفین اپنے اکابر کی عزت کے تحفظ کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ وحی احمد محدث سورتی رحمہ اللہ تعالیٰ امام احمد رضا سے بیس سال بڑے تھے، اس کے باوجود ان کا احترام اپنے اساتذہ اور پیر و مرشد سے بڑھ کر کرتے تھے، ان کے شاگرد رشید حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی نے ایک دفعہ اس کی وجہ پوچھی تو محدث سورتی نے فرمایا:

”سب سے بڑی دولت وہ علم نہیں جو میں نے مولوی اسحاق صاحب سے

پایا، سب سے بڑی دولت وہ بیعت نہیں جو مجھے شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی سے حاصل ہوئی، سب سے بڑی دولت وہ ایمان ہے جس کو میں نے اعلیٰ حضرت سے پایا، میرے سینے میں پوری عظمت کے ساتھ شاہ مدینہ کے بسانے والے اعلیٰ حضرت ہی ہیں۔
مولانا محمد بخش مسلم بجا طور پر کہتے ہیں:

مرحبا احمد رضا مخدوم ما	اہل سنت را امام باصفا
مذہب تبلیغ حمد کبریا	مشرکین تلقین نعت مصطفیٰ
حب محبوب خدا اسلام او	دین او، ایمان او، پیغام او
قدرت او را بہر تجدید آفرید	او مجدد بود در عہد جدید

اسلام آباد کے ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے بڑی خوبصورت بات کہی ہے، وہ کہتے ہیں کہ خطہ پاک و ہند میں مشیت ایزدی یوں معلوم ہوتی ہے کہ جہاں ذکر مصطفیٰ (ﷺ) ہو وہاں ذکر احمد رضا بھی ہو اور وہ یوں کہ جہاں ذکر مصطفیٰ (ﷺ) ہوگا وہاں مولانا احمد رضا کا سلام ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ بھی پڑھا جائے گا۔

امام احمد رضا نے عظمت مصطفیٰ (ﷺ) کے پرچم لہرائے، اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم ﷺ کی محبت کے لاکھوں چراغ دلوں میں روشن کر دیئے۔
نبی اکرم ﷺ کے علم شریف کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کسی شخص کا علم ناقص رہنے کے چار اسباب ہیں:

- (۱) استاذ کامل علم نہ رکھتا ہو
- (۲) شاگرد کو پڑھانا نہ چاہتا ہو۔
- (۳) کتاب نامکمل ہو
- (۴) شاگرد میں صلاحیت نہ ہو۔

علم مصطفیٰ (ﷺ) میں ان میں سے کوئی بات بھی نہیں۔

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی
مخزن اسرار علام الغیوب
برزخ بحریں امکان و وجوب
ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما هو کائن فیہا الی
یوم القیامہ کانما انظر الی کافی ہذہ

حیات مبارکہ کے بارے میں کہتے ہیں:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ مری چشم عالم سے چھپ جانے والے
ان اللہ حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی
یزوق (ابن ماجہ شریف)

امام احمد رضا کا ایک عظیم کارنامہ قرآن پاک کا ترجمہ ”کنز الایمان“ بھی ہے،
مصر کے نامور عالم ڈاکٹر حسین مجیب مصری اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”مولانا احمد رضا قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عظیم کارنامہ انجام دیا ہے جس کو
کما حقہ بیان کرنے سے قلمیں کند ہیں اور عقلیں عاجز ہیں، اور وہ ہے اللہ تعالیٰ
کی کتاب مبین کا ”کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن“ کے نام سے ترجمہ، اردو میں
قرآن پاک کا یہ بہترین ترجمہ شمار کیا جاتا ہے، اس کی نفاست، عظیم افادیت اور
پیش قیمت ہونے کی بنا پر اس کے بہترین ایڈیشن آج تک شائع کئے جا رہے
ہیں۔ پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش میں کوئی گھرا یا نہیں جہاں اس ترجمے
کے ایک یا ایک سے زائد نسخے موجود نہ ہوں یہ ترجمہ نہ صرف صحیح ہے بلکہ اس
میں ایسی گہرائی پائی جاتی ہے کہ ایسا ترجمہ صرف مولانا محمد احمد رضا قادری
رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کر سکتے ہیں، اس ترجمہ کی شہرت اس حد کو پہنچی ہوئی ہے کہ

پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان میں اس کے ترجمے، اسلامی اور غیر اسلامی
زبانوں میں کئے گئے ہیں۔ ۱۔
اس وقت تفصیل کی گنجائش نہیں، اس لئے ایک دو مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں،
ارشاد بانی ہے:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ
وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ (۱۳۲/۳)

اس کا ترجمہ مولوی محمود حسن ”شیخ الہند“ نے یہ کیا ہے:

”کیا تم کو خیال ہے کہ تم داخل ہو جاؤ گے جنت میں اور ابھی تک معلوم نہیں
کیا اللہ نے جوڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو۔“
استغفر اللہ استغفر اللہ! جب اللہ تعالیٰ نے لڑنے والوں اور ثابت رہنے
والوں کو معلوم نہیں کیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان سے بے علم رہا (معاذ اللہ)
اس ترجمے کے اعتبار سے اس آیت اور دوسری آیت: إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمٌ میں تناقض لازم آتا ہے، کیونکہ دوسری آیت موجب کلیہ کی قوت میں ہے اور پہلی آیت
سالبہ جزئیہ کی قوت میں ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کلام تناقض سے پاک ہے۔ امام احمد رضا
بریلوی نے مسلمانوں کے عقیدے کی حفاظت کرتے ہوئے یوں ترجمہ کیا ہے:-

”کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے
غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر کرنے والوں کی آزمائش کی۔“

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ اس ترجمہ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

”حضرت مترجم قدس سرہ نے یہاں علم کے معنی آزمائش فرمائے، تاکہ

معلوم ہو کہ اس علم سے علم ظہور مراد ہے جو آزمائش کے بعد ہوتا ہے۔

امام احمد رضا قادری کے ترجمہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک علم اجمالی ہے جو اشیاء کے وجود سے پہلے ہے اور ایک علم تفصیلی ہوتا ہے اور وہ یہ کہ شے موجود ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بحیثیت معلوم حاضر ہو۔“

ایک دوسری آیت ملاحظہ ہو: ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ
اس آیت کریمہ کے چند تراجم ملاحظہ ہوں:

اور پایا تجھ کو بھٹکتا ہو، پھر راہ بھائی ————— (محمود حسن شیخ الہند)

اور آپ کو بے خبر پایا سوراستہ بتایا ————— (عبد الماجد دریا بای)

اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی ————— (مودودی صاحب)

یہ بات ذہن میں رکھئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ - ”تمہارے رسول نہ گمراہ ہوئے، نہ بھٹکے“،

پھر مذکورہ بالا تراجم پر ایک نظر ڈالئے مانتا پڑے گا کہ ان میں سے کوئی بھی اس آیت کے ترجمہ کا حق ادا نہ کر سکا، امام احمد رضا کا ترجمہ دیکھئے، کیا عشق افروز اور ادب آموز ترجمہ کیا ہے، فرماتے ہیں:

”اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔“

اصل بات یہ ہے کہ ضلال کا لفظ ہمیشہ گمراہی کے معنی میں نہیں آتا، عربی زبان میں سمندر کی وسعت ہے، اس کا اطلاق محویت اور خود رفتگی پر بھی آتا ہے۔

قرآن پاک کا بیان ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتے ہیں: إِنَّكَ لَفِي ضَلَالٍ
الْقَدِيمِ - اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ بے شک آپ اپنی پرانی گمراہی میں ہیں، بلکہ اس کا معنی

یہ ہے کہ:

”آپ اپنی پرانی محویت اور خود رفتگی میں ہیں“ اس لئے آپ کو یوسف

علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے۔“

امام احمد رضا نے اس کے مطابق ضلال کا ترجمہ ”خود رفتگی“ کیا ہے، اصل بات یہ ہے کہ کوئی شخص بھٹلے سے لغت ہائے حجازی کا قارون ہو، قرآن اس کے دل پر نازل نہیں ہوتا جب تک وہ دل کی گہرائی سے دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ نہیں ہوتا، یہ وابستگی جتنی زیادہ ہوگی اسرار قرآن اتنے ہی منکشف ہوں گے۔

یہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست



اس دور کے سیاسی حالات کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ امت مسلمہ کس طرح طوفان بلاخیز کی زد میں تھی، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ایک ہنگامی فیصلہ تھا، اس کے پیچھے کوئی منصوبہ یا تیاری بالکل نہ تھی، اس میں زیادہ تر نقصان مسلمانوں کا ہوا، سینکڑوں مسلم علماء اور زعماء کو یا تو شہید کر دیا گیا یا کالے پانی بھیج دیا گیا، اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ ہندو انگریز حکومت کے دوست قرار پائے اور مسلمان دشمن ٹھہرے۔ بیسویں صدی کے دوسرے اور تیسرے عشرے میں یہ تحریک چلائی گئی کہ مسلمانوں کو ہندوؤں کے قریب کیا جائے، ہندو بھائیوں کو خوش کرنے کے لئے گائے کی قربانی ترک کر دی جائے یہ ہندوستان سے اسلامی شعار (علامت) مٹانے کی سازش تھی، پھر تحریک خلافت چلائی گئی جس کا مطالبہ یہ تھا کہ انگریز نے ترکی میں اسلامی خلافت کا خاتمہ کیا ہے اسے بحال کیا جائے، مسلمان رہے سیدھے سادے اور جذباتی، فوراً سرگرم ہو گئے اور یہ تک نہ سوچا کہ اس تحریک کا لیڈر گاندھی ہندوستان میں مسلمانوں کو ایک انچ زمین دینے کے لئے تیار نہیں وہ اسلامی خلافت کی بحالی

میں کیسے مخلص ہو سکتا ہے؟ آخر یہی ہوا کہ لیڈر کروڑوں روپے کا چندہ کھا گئے اور ڈکار تک نہ لی۔ پھر اس تحریک کو تحریک ترک موالات (نان کو آپریشن) کا نام دے کر آگے بڑھایا گیا، مسلمانوں کو کہا گیا کہ تم اپنے کالجوں کے لئے حکومت سے گرانٹ لینا بند کر دو۔ مسلمانوں کے صرف تین کالج تھے، علی گڑھ، لاہور اور پشاور، اس کے برعکس ہندوؤں کے سو اسو کالجوں کو گرانٹ نہ لینے کا مشورہ نہیں دیا گیا۔

ترک موالات ایک اسلامی اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی غیر مسلم سے دلی محبت نہ رکھو، ہندو لیڈروں کی عیاری دیکھئے کہ اس اصطلاح کی آڑ میں انگریزوں سے دوستی ہی نہیں معاملہ کرنے اور ان سے امداد (گرانٹ) لینے کو حرام قرار دیا گیا اور مسلمانوں کو ہندوؤں کے اس قدر قریب کر دیا گیا کہ ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے عام ہو گئے، مشرک ہندوؤں کو منبر رسول پر بٹھایا گیا، مسجدوں میں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی، ان کی خوشنودی کے لئے مسلمانوں نے پیشانیوں پر قشقہ (تلک) لگوا یا جو ہندوؤں کا خصوصی نشان ہے، صاف نظر آ رہا تھا کہ مسلمان اسلام سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور ہندومت میں مدغم ہوا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد تحریک چلائی گئی کہ یہاں مسلمانوں کے مطالبات پورے نہیں کئے جا رہے، اس لئے مسلمانوں کو ہندوستان سے ہجرت کر جانا چاہیے، حیرت ہے کہ یہ مشورہ صرف مسلمانوں کو دیا گیا ہندوؤں کو نہیں دیا گیا۔ جذبات کی آندھی اتنی تیز رو تھی کہ اٹھارہ ہزار مسلمان اپنی جائیدادیں کوڑیوں کے مول بیچ کر افغانستان چلے گئے، وہاں بھی پناہ نہ ملی تو واپس ہندوستان آئے، سینکڑوں آتے جاتے ہی مر کھپ گئے، جو خوش قسمتی سے واپس پہنچنے میں کامیاب ہو گئے، وہ نادار اور قلاش تھے۔

اس طوفانی اور ہوش ربا فضا میں صرف ایک ہی شخصیت نظر آتی ہے جس نے ہندوؤں کا طلسم توڑا، ان کی سازش کو سمجھا اور اسے ناکام بنایا۔ اور وہ تھے اعلیٰ حضرت امام

اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری رحمہ اللہ تعالیٰ حالانکہ وہ ہندو اکثریت والے علاقے میں رہتے تھے، جس محلے میں رہتے تھے وہاں امام احمد رضا کے علاوہ سب ہندوؤں کے گھر تھے۔ امام احمد رضا نے فتویٰ دیا کہ گائے کی قربانی ہمارا مذہبی کام ہے کسی کی خوشنودی کے لئے اس کا چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ امام صاحب نے فتویٰ دیا:

”فی الواقع گاؤں کشی ہم مسلمانوں کا مذہبی کام ہے، جس کا حکم ہماری مبارک کتاب کلام مجید رب الارباب میں متعدد جگہ موجود ہے، اس میں ہندوؤں کی امداد اور اپنی مذہبی مضرت میں کوشش اور قانونی آزادی کی بندش نہ کرے گا مگر وہ جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“ ۱

تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات سے امام احمد رضا کو یہ اختلاف تھا کہ ان تحریکوں کی قیادت غیر مسلم مشرک گاندھی کر رہا تھا، تحریک ترک موالات کے بارے میں آپ کا موقف یہ تھا کہ شریعت اسلامیہ میں دلی دوستی کسی بھی کافر سے ناجائز اور حرام ہے، خواہ وہ انگریز ہو یا ہندو۔ اس کا کیا جواز ہے کہ انگریز جو اہل کتاب ہے اس سے دوستی تو کجا معاملہ (لین دین) بھی حرام اور ہندو جو کافر اور مشرک ہے اس کے ساتھ اتحاد کیا جا رہا ہے اور دوستی کی پیٹنگیں بڑھائی جا رہی ہیں۔ امام احمد رضا نے بستر علالت پر ہونے کے باوجود ”المحجة المؤتمنه“ کے نام سے ایک اہم کتاب لکھی جس نے ہندو مسلم اتحاد پر کاری ضرب لگائی، دو قومی نظریہ پوری قوت سے پیش کیا، اور تحریک پاکستان کی راہ ہموار فرمائی۔ تحریک ہجرت کے بارے میں اپنا موقف یوں پیش کیا:

”رہا دارالاسلام، اس سے ہجرت عامہ حرام ہے کہ اس میں مساجد کی ویرانی و بے

حرمتی، قبور مسلمین کی بربادی، عورتوں، بچوں اور ضعیفوں کی تباہی ہوگی۔“ ۲

۱۔ احمد رضا بریلوی، امام: رسائل رضویہ (طبع لاہور) ج ۲ ص ۲۳۳

۲۔ احمد رضا بریلوی، امام: فتاویٰ رضویہ (مطبوعہ مبارکپور، انڈیا) ج ۶ ص ۲

ہندوؤں کی تباہ کن سازشوں کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”دشمن اپنے دشمن کے لئے تین باتیں چاہتا ہے:

اول: اس کی موت کہ جھگڑا ہی ختم ہو۔

دوم: یہ نہ ہو تو اس کی جلاوطنی کہ اپنے پاس نہ رہے۔

سوم: یہ بھی نہ ہو سکے تو اخیر درجہ اس کی بے پری کہ عاجز بن کر رہے۔

مخالف (ہندو) نے یہ تینوں درجے ان پر طے کر دئے اور ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں، خیر خواہی سمجھے جاتے ہیں۔

اولاً: جہاد کے اشارے ہوئے، اس کا کھلا نتیجہ ہندوستان کے مسلمانوں کا فنا ہونا تھا۔
(کیونکہ ان میں طاقت نہ تھی۔ ۱۲ قادری)

ثانیاً: جب یہ نہ بنی ہجرت کا بھڑا (فریب) دیا کہ کسی طرح یہ دفع ہوں، ملک ہماری کبڑیاں کھیلنے کو رہ جائے، یہ اپنی جائیدادیں کوڑیوں کے مول بچیں یا یونہی چھوڑ جائیں، بہر حال ہمارے ہاتھ آئیں، ان کی مساجد و مزارات اولیاء ہماری پامالی کو رہ جائیں۔

ثالثاً: جب یہ بھی نہ بچھی، تو ترک موالات کا جھوٹا حیلہ کر کے ترک معاملت پر ابھارا ہے کہ نوکریاں چھوڑ دو کسی کونسل کمیٹی میں داخل نہ ہو، مال گزاری ٹیکس کچھ نہ دو، خطابات واپس کر دو۔

امرا خیر تو صرف اس لئے ہے کہ ظاہری نام کا دنیوی اعزاز بھی کسی مسلمان کے لئے نہ رہے اور پہلے تین اس لئے کہ ہر صیغہ ہر محکمہ میں صرف ہندو رہ جائیں۔ جہاں ہندو کا غلبہ ہوتا ہے، حقوق اسلام پر جو گزرتی ہے، ظاہر ہے جب تنہا وہی رہ جائیں گے تو اس وقت کا اندازہ کیا ہو سکتا ہے؟

ہندو مسلم اتحاد اور تحریک ترک موالات کے حامی مولانا محمد علی جوہر اور مولانا

شوکت علی جب امام احمد رضا بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تحریک میں شمولیت کی دعوت دی تو امام احمد رضا نے صاف فرمادیا:

”مولانا امیری اور آپ کی سیاست میں فرق ہے، آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں، میں مخالف ہوں۔“

علی برادران اس جواب سے کچھ ناراض ہوئے تو تالیف قلب کے لئے فرمایا:

مولانا! میں ملکی آزادی کا مخالف نہیں، ہندو مسلم اتحاد کا مخالف ہوں۔

گاندھی ہندوستان کی تاریخ کا وہ سامری تھا جس کے جادو میں بڑے بڑے لیڈر گرفتار تھے، اس کے پیچھے چلنے اور اس سے ملاقات کو سعادت جانتے تھے، امام احمد رضا بریلوی غیرت اسلامی کا پیکر مجسم تھے، وہ کسی کافر کو خاطر میں کیسے لا سکتے تھے؟ ایک صاحب بڑے خوش خوش آئے اور گاندھی کا پیغام دیا کہ وہ بریلی میں آکر آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں، امام احمد رضا نے ملاقات سے صاف انکار کر دیا۔

حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے اندرا گاندھی نے ملاقات کا وقت مانگا تھا، لیکن انہوں نے وقت نہیں دیا، حضرت مولانا سبحانی میاں مدظلہ العالی موجودہ سجادہ نشین کے دور میں ہندوستان کے وزیر اعظم نرسیما راؤ نے دو کروڑ روپے کی پیشکش کی اور امام احمد رضا کے مزار پر چادر چڑھانے کی کوشش کی لیکن وارثان رضا نے اسے چادر چڑھانے کی اجازت نہ دی، اس طرح امام کے اس شعر پر عمل کر کے دکھا دیا:

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا

میں گداہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

امام احمد رضا اور ان کے تلامذہ اور خلفاء نے دو قومی نظریے کو پوری قوت سے تبلیغ

کی اور بتایا کہ مسلمان الگ قوم ہیں اور غیر مسلم (خواہ وہ عیسائی ہوں یا ہندو) الگ قوم

ہیں۔ کانگریس اور کانگریس نواز علماء کا زور توڑا اور جب تحریک پاکستان چلی تو امام احمد رضا کے شاگردوں اور خلفاء نے اپنا تمام وزن پاکستان کے حق میں ڈال دیا، ۱۹۴۶ء میں آل انڈیائی کانفرنس، بنارس میں شامل دو ہزار علماء و مشائخ اہل سنت نے بیک زبان پاکستان کی حمایت اور اس کے لئے جدوجہد کا فیصلہ کیا۔

مولانا کوثر نیازی (سابق وفاقی وزیر برائے مذہبی امور حکومت پاکستان) لکھتے ہیں:

امام احمد رضا، گاندھی کے بچھائے ہوئے اس دام ہرنگ زمین کو خوب دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے متحدہ قومیت کے خلاف اس وقت آواز اٹھائی جب اقبال اور قائد اعظم بھی اس کی زلف گرہ گیر کے اسیر تھے، دیکھا جائے تو دو قومی نظریہ کے عقیدے میں امام احمد رضا مقتدا ہیں اور یہ دونوں حضرات مقتدی، پاکستان کی تحریک کو کبھی فروغ حاصل نہ ہوتا اگر امام احمد رضا سالوں پہلے مسلمانوں کو ہندوؤں کی چالوں سے باخبر نہ کرتے۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فخر عالم اسلام، ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا تاثر پیش کر دیا جائے، وہ فرماتے ہیں:

آج سے سو سال قبل جب انگریز ہندوؤں کے ساتھ ساز باز کر کے ہند کی معیشت پر قابض ہوئے تو مسلمانوں کے تشخص اور تعلیمی نظام کو زبردست دھچکا لگا، استعماری طاقتوں کے مذموم عزائم کی بدولت مذہبی قدریں زوال پذیر ہونے لگی تھیں، اس پر آشوب دور میں اللہ رب العزت نے برصغیر کے مسلمانوں کو امام احمد رضا جیسی باصلاحیت اور مدبرانہ قیادت سے نوازا جن کی تصانیف، تالیفات اور تبلیغی کوششوں نے شکست خوردہ قوم میں ایک فکری انقلاب پکڑ دیا، امام صاحب کی شخصیت جذبہ عشق رسول سے لبریز تھی،

آپ کی ساری زندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ آپ کی ذات نبی کریم سے وفا شعاری کا نشان مجسم تھی۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی سرپرستی میں پاکستان نے 28 مئی 1998ء کو ایٹمی دھماکہ کیا تھا، اس سے چار دن پہلے ڈاکٹر صاحب نے مذکورہ بالا بیان جاری کیا۔

آج 26 اگست کو حضرت پیر طریقت پیر معروف حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی ”انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس“ منعقد کر رہے ہیں جب کہ اس مہینے میں 14 اگست کو ”یوم پاکستان“ منایا جاتا ہے۔ یہ حسن اتفاق اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ جہاں پاکستان کا تذکرہ کرو وہاں پاکستان کے محسنوں کا بھی تذکرہ کرنا چاہیے اور اب یہ حقیقت بے نقاب ہو چکی ہے کہ امام احمد رضا پاکستان کے عظیم محسن ہیں۔

عقبقری قائد

خطاب: حافظ محمد ایاز قریشی

الحمد لله۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مالک الملک نے اپنی یاد کی توفیق اور موقع عطا فرمایا۔ لاکھوں اور کروڑوں درود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جن کے طفیل مالک الملک نے یہ مہربانی فرمائی۔

مخدوم و مکرم، حاضرین ذی وقار، عزت مآب مبلغ اسلام الحاج علامہ سید معروف حسین شاہ عارف نوشاہی مہتمم دہلوی جمعیت تبلیغ الاسلام بریڈ فورڈ۔ تشریف فرما علمائے کرام، بزرگو، دوستو بھائیو، سامعین کرام!

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

أَقَمْنِ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ ط
”اللہ تعالیٰ نے جس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا وہ اپنے سامنے اپنے رب کی نورانی شمع ہمیشہ پاتا ہے۔“

امام احمد رضا خاں بریلوی، ایک حیرت انگیز اور غیر معمولی اوصاف کے حامل تھے، صرف تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں ۱۲۸۶ھ میں فارغ التحصیل ہو گئے تھے اور آپ کے والد ماجد نے ۱۴ سال کی عمر میں تدریس اور فتویٰ کا حکم دے دیا تھا۔ کیونکہ آپ اس وقت کے مروج علوم حاصل کر چکے تھے۔ آپ نے چودہ سال کی عمر میں مولانا ظفر الدین بہاری کو ایک خط لکھا۔ آپ نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو اپنے والد مولانا محمد نقی علی خاں کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ سات سال بعد تقریباً ۱۲۹۲ھ میں فتویٰ نویسی کی مستقل اجازت مل گئی۔ پھر جب ۱۲۹۷ھ میں مولانا نقی علی خاں کا انتقال ہوا تو کُل طور پر مولانا بریلوی رحمہ

اللہ تعالیٰ فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دینے لگے۔ مولانا نے پہلا فتویٰ رضاعت کے بارے میں جاری کیا، یونہی آپ کو فتویٰ لکھتے ہوئے پچاس سال ہو گئے۔ جو کہ ۱۳۳۶ھ شعبان کو پورے ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس نعمت کا شکر فقیر کیا ادا کر سکتا ہے۔ آپ دینیات میں زبردست مہارت رکھتے تھے خاص طور پر قرآن کریم کے علم میں۔ علم حدیث، حدیث کے بنیادی اصول، صوفی اور تصوف میں بھی نہایت عمدہ مہارت رکھتے تھے اور تصوف کے طریقے (سلوک) میں بھی۔ جبکہ غیر مذہبی سائنسز میں بھی آپ کُل مہارت اور تجربہ رکھتے تھے۔ مثال کے طور پر فلسفہ، ریاضی، منطق، الجبرا، تاریخ وغیرہ۔ یہ بہت ہی کم ممکن ہے کہ کوئی بھی امام احمد رضا کے تعلیمی معیار تک پہنچ سکے۔ اور سب سے زیادہ عمدہ قرآن پاک کا جو ترجمہ آپ نے کیا تھا ”کنز الایمان“ وہ بہت زیادہ مشہور ہے۔ مولانا عبدالعزیز، اجمیر شریف کے خلیفہ، لکھتے ہیں کہ:

امام احمد رضا کے اس دنیا فانی سے پردہ کر جانا اور اپنے حقیقی اللہ سے ملنا تھا کہ ایک دن انکی ملاقات ایک فاضل عالم جو کہ دمشق (Syria) سے دہلی آئے تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا ”آپ یہاں دہلی کیوں آئے ہیں؟“ تو اس عالم دین نے کہا کہ ”۲۵ نومبر ۱۹۲۱ء کو میری ملاقات جناب نبی کریم ﷺ سے خواب میں ہوئی ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے، مگر حیران کن بات یہ تھی کہ سب خاموش تھے، جیسے کسی کا انتظار کر رہے ہوں، میں نے دریافت کیا۔“ آپ کس کا انتظار کر رہے ہیں؟“ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہم احمد رضا خاں (رحمہ اللہ تعالیٰ) کا انتظار کر رہے ہیں۔“ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے امام احمد رضا کی تلاش شروع کر دی۔ اور یہاں میں اسی سلسلے میں آیا ہوں۔ مگر یہاں آنے پر معلوم ہوا کہ امام احمد رضا بریلوی

انتقال فرما گئے ہیں۔ ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“۔

امام احمد رضا بریلوی کی تصانیف جلیلہ کی تعداد کم و بیش ایک ہزار (۱۰۰۰) تک ہے۔ کثرت تصانیف کے لحاظ سے بھی آپ کی شخصیت ایک امتیازی حیثیت کی حامل ہے۔ مثلاً عقائد، کلام، تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، تجوید، تصوف، فضائل و مناقب، علم جفر، علم ریاضی، علم ہندسہ، زیجات، توقیت اور علم نجوم و ہیئت وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں نمایاں ترین قرآن مجید کا سلیس اور بامحاورہ ترجمہ الموسوم بہ ”کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن“ ہے۔ دوسری شہرہ آفاق تصنیف بارہ ضخیم جلدوں میں شان دار علمی شاہکار اور تحقیقات نادرہ پر مشتمل فقہی انسائیکلو پیڈیا، ”فتاویٰ رضویہ“ ہے جس میں، قدیم و جدید شرعی مسائل و احکام اور علمی و فقہی تحقیقی فتویٰ قلم بند ہیں۔

اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی نے قرآن کا اس قدر سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کیا ہے کہ آج دن تک کسی عالم دین نے ایسا ترجمہ نہ کیا ہے اور نہ ہی کوئی شاید کر پائے۔ ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ اگر بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی کے ترجمے کو لیں تو تمام علماء نے ترجمہ کچھ اس طرح سے کیا ہے۔

”میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔“

جبکہ اعلیٰ حضرت نے ترجمہ یوں کیا ہے۔

”اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔“

فرق نظر آیا؟ دوسرے علماء نے پانچویں حرف پر اللہ کا نام لکھا ہے اور اعلیٰ حضرت نے پہلے ہی حرف سے اللہ کے نام سے شروع کیا ہے۔ کتنا بڑا فرق ہے۔ اگر سوچا جائے تو یہ ہے عشق خدا ﷻ اور عشق رسول ﷺ۔ یونہی پورا قرآن آپ کے جذبہ عشق سے بھرا پڑا ہے اور موتی ہی موتی بکھرے ہوئے ہیں۔ ایک اور جگہ قرآن کریم میں آپ نے بڑی

خوبصورتی سے ایک آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

”وَمَكْرُؤٌ وَّامْكِرٌ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَكْرِيْنَ ط“

ترجمہ: اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کو ہلاک کرنے کی خفیہ تدبیر

فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر کرنے والا ہے۔

سبحان اللہ، کتنا پیارا اور سلیس ترجمہ ہے۔ عشق اور محبت کے موتی بکھرے ہوئے

ہیں۔ جبکہ دوسرے علماء نے ترجمہ کچھ یوں کیا ہے۔ ایک جگہ ترجمہ کیا:

اور وہ یعنی یہود قتل عیسیٰ کے بارے میں چال چلے اور خدا بھی عیسیٰ کو

بچانے کے چال چلا، اور خدا خوب چال چلنے والا ہے۔ (نعوذ باللہ)

اور بہت جگہ تو یوں لکھا ہے، کہ مکر کرنے والوں کے ساتھ اللہ بھی خوب مکر کرتا

ہے۔ (نعوذ باللہ)۔

اب آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی سوچ اور محبت میں کس قدر فرق

ہے؟ یہی وجہ ہے ایسے شخص زمانے میں کبھی کبھی آیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو

ہدایت اور راہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں کرنے کا شعور عطا فرمایا ہے۔ تاکہ وہ غلط اور صحیح

میں فرق دیکھ سکیں۔ مگر قربان جائیں اعلیٰ حضرت کے شعور پر کہ ایسا شعور پایا جو کوئی سوچ ہی

نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ مجدد صدی تھے۔ اور اللہ اور رسول کے پیارے تھے۔

امام احمد رضا نے بہت کم عمر میں یعنی صرف چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن حکیم

پڑھ لیا تھا۔ اور آج دیکھا جائے تو اتنی عمر کے بچے ابھی درست طریقے سے بات کرنا بھی

نہیں سیکھ سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کا انتخاب دنیا پر آنے سے پہلے ہی کر

لیتا ہے اور یہی وہ خاص بندے ہوتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے چودہ سال کی عمر میں پوری

تعلیم مکمل کر لی تھی۔ ہمیں ایسے بزرگ ملے ہیں ایسے امام میسر آئے ہیں کہ ہم فخر کر سکتے ہیں

کہ ہم سنی مسلمان ہیں اور آپ کے احسان مند رہیں گے۔ ہمیشہ قیامت تک اور ہم مسلمانوں کو فخر ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت کے عقیدت مندوں میں سے ہیں۔ اور ہمیں پیشوا ملے ہیں جو کہ اللہ ﷻ اور نبی ﷺ کے پیارے اور لاڈلے بھی ہیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے آپ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے اور فیض حاصل کر رہے ہیں۔ آپ ہی ہیں جنہوں نے ہمیں اللہ ﷻ اور نبی ﷺ سے محبت کرنا سکھایا اور تمام مسلمانوں کے لئے راہنما بن گئے۔ میں تمام مسلمان نوجوانوں سے اور دوسرے مسلمانوں سے گزارش کروں گا کہ آپ سب اعلیٰ حضرت کے قرآن کے ترجمہ کنز الایمان کو پڑھیں اور سمجھیں کیونکہ اس سے آسان ترجمہ اور محبت کے موتی نکھرنے والا ترجمہ کہیں سے نہیں ملے گا۔ تو پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ جل شانہ اور نبی کریم ﷺ کی محبت کس قدر ہمارے دلوں پر اثر کرتی ہے۔ اور راہ نجات ملتی ہے۔ یوں ہی اللہ اور نبی کا قرب بھی حاصل ہو سکتا ہے، یہ ہی ہمارے لئے جہنم کے عذاب سے بھی راہ نجات بن جائے گا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم سب مل کر جس طرح سے اعلیٰ حضرت کا چرچا کر سکتے ہیں کریں۔ یہاں برطانیہ کے کونے کونے اور دنیا کے ہر شہر میں اعلیٰ حضرت کی پہچان ہمارے لئے باعث فخر ہوگی، ویسے بھی برطانیہ میں بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں بھی اعلیٰ حضرت پر ڈگری لیول پر کورس منعقد ہو رہے ہیں اور لوگ فیض حاصل کر رہے ہیں۔ کیوں نہ ہم بھی اپنے بچوں کو اعلیٰ حضرت کے کام سے متعارف کرائیں اور اس تعلیم سے فائدہ اٹھا کر اعلیٰ حضرت کا نام روشن کریں۔ اگر ہم بھی اعلیٰ حضرت کی زندگی کی طرح اپنی زندگیوں کو گزانا شروع کر دیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ہم مسلمانوں پر مہربان ہو جائے گا۔

امام احمد رضا نے دین پر اتنا کام کر چھوڑا ہے کہ ہم اگر قیامت تک اس سے مستفیض ہونا چاہیں تو ہو سکتے ہیں۔ آپ ایک ایسا سمندر تھے جو کبھی نہ ختم ہونے والا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اتنی مختصر زندگی میں ایک ہزار سے زائد کتابیں لکھ ڈالیں۔ جو کچھ لکھا اس پر دنیا کا ہر عالم فخر سے کہہ سکتا ہے کہ یہ کام صرف امام احمد رضا ہی کر سکتے تھے۔ اب ہمیں چاہیے

کہ ہم آپ کے کام کو مزید آگے لے چلیں۔ حضرت پیر سید معروف حسین شاہ صاحب نوشاہی مدظلہ العالی نے اعلیٰ حضرت کی زندگی کی محبت پر اور تفسیر قرآن پر کام شروع کرایا ہوا ہے اور تقریباً تقریباً کام مکمل ہونے کو ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ پیر صاحب کو عمر خضر عطا فرمائے آمین! یہ کام بھی کوئی پیر سید معروف حسین نوشاہی صاحب جیسا مجاہد ہی کروا سکتا تھا۔ ورنہ ہزاروں آئے اور چلے گئے مگر اعلیٰ حضرت کی پہچان تو دور کی بات کبھی تعارف کروانا بھی گوارا نہ کیا۔ آپ نے جس قدر دین کی خدمت کی ہے وہ مجھ جیسا ناچیز ہی جان سکتا ہے کیونکہ میں آپ کی سرپرستی میں بڑا بھی ہوا ہوں اور تعلیم بھی حاصل کی ہے۔ میں گنہگار ہوں لیکن پیر صاحب کا مشکور ہوں اور جو کام آپ اعلیٰ حضرت پر کر رہے ہیں یہ تو بے مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کام کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین! آخر میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو امام احمد رضا بریلوی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین! اور ہمیں سچا مسلمان بننے اور عاشق رسول بننے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکیں۔ آمین ثم آمین!

وما علینا الا البلاغ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و صلی
اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔
(انگریزی سے اردو ترجمہ): حافظ محمد ایاز قریشی۔



فقید المثل مفتی

مولانا علامہ محمد ارشد مصباحی، مانچسٹر

الحمد لله رب العالمين وصلوة وسلام على سيد الانبياء والمرسلين. وعلى آله واصحابه اجمعين. اما بعد. فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ط
ترجمہ: ”اے حبیب! آپ فرمادیں میری نماز میری قربانی، میری زندگی اور میری موت صرف رب العالمین کے لئے ہے۔“

جناب صاحب امتیاز، حضرت مبلغ اسلام قبلہ پیر سید معروف حسین شاہ صاحب عارف نوشاہی قادری مدظلہ العالی۔ قابل عزت علماء کرام، بزرگو، نوجوانو، بھائیو اور بہنو! الحمد لله! آج ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اس جامع مسجد تبلیغ الاسلام میں ایک ایسی ہستی کی یاد میں جو کہ اپنے دور میں سب سے عمدہ دانشمند فاضل اور مقبول ترین امام اسلام، اسلامی دنیا میں پیدا ہوئے۔ ہم جانتے ہیں جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا فانی سے جانے والے تھے تو انہوں نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آگاہ کیا اور کروڑوں مسلمانوں کو جو ابھی دنیا میں آنے والے تھے، یہ کہ علماء، صلحاء، عرفا اور محققین درحقیقت یہ سب انبیاء کے وارث ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے صاف صاف بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آخر میں کم از کم ایک ایسی شخصیت چنیں گے۔ وہ تشریف لائیں گے اور دین کا پہلے سے بھی زیادہ شوق پیدا کریں گے اور اسلام کا پھر سے احیا کریں گے۔ دنیا کے سب علماء جو کہ مشرق و مغرب سے تعلق رکھتے ہیں، اس بات سے متفق ہیں کہ چودھویں صدی کے مجدد

امام احمد رضا خاں بریلوی ہی ہیں۔ الحمد لله ہم فخر سے کہتے ہیں یہ ہمارے امام ہیں۔ آپ جانتے ہیں ان کا کام؟ آپ نے مجھ سے قبل بھی بہت ساری تقریریں سنی ہیں کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی شہر انڈیا میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۱ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

آپ جانتے ہیں کہ ۶۵ سالہ زندگی میں انہوں نے (۱۰۰۰) ایک ہزار سے زائد کتابیں لکھی ہیں۔ یہ کتابیں صرف اسلام کی سائنسز پر ہی نہیں، احادیث پر ہی نہیں، اصول حدیث اور نہ ہی شرح احادیث پر ہیں بلکہ انہوں نے (۲۰۰) دوسو کتابیں صرف عربی میں لکھی ہیں اور جدید ترین معتبر سائنسز، فلسفہ، الجبرا، ریاضی۔ آپ کسی بھی کسی فیلڈ کا نام لیں اس فیلڈ میں اعلیٰ حضرت کا کام پائیں گے۔ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ جب میں نے تعلیم مکمل کی، اسی دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ضلوٰۃ مجھ پر فرض کر دی تھی۔ وہ دن تھا جب میں بالغ ہوا۔ اور انکے والد حضرت نقی علی خاں سے کسی نے ایک مسئلہ پوچھا تو آپ کے والد نے اس مسئلہ کو اعلیٰ حضرت کے حوالے کیا کہ آپ اس مسئلے کو حل کریں۔ جبکہ آپ کی عمر بڑے نازک موڑ سے گزر رہی تھی۔ اور آپ صرف (۱۳) تیرہ سال دس ماہ کے تھے۔ اور مسئلہ ایک عورت کا بچے کو دودھ پلانے کا تھا اور آپ نے اس کا جواب دیا تو انکے والد نے اس کی تصدیق کی اور انکو مفتی کا خطاب مل گیا۔

اور ہم جو مغرب میں رہتے ہیں۔ الحمد لله ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر مہربانی فرمائی کہ ہمیں ایسے امام سے نوازا لیکن آج ہمارے علمائے اور عام لوگ ان کا تعارف صحیح طور پر کرانے میں ناکام رہے ہیں۔ میں معذرت کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ہم امام احمد رضا کا انگلش میں تعارف کرانے سے مکمل طور پر ناکام رہے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے امام کو دماغ اور دل کی ایسی صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں کہ جس نے بھی آپ کو دیکھا اور سنا اور آپ کی قابلیت کو دیکھا وہ بڑا حیران ہوا۔ اسلامک یونیورسٹی علی گڑھ شعبہ ریاضی کے

انچارج سر ضیاء الدین ریاضی کے بڑے ماہر تھے اور وہ جرمنی سے پڑھے ہوئے تھے۔ انہیں ریاضی کے ایک سوال میں مشکل کا سامنا کرنا پڑا مگر کوئی بھی انکی مدد نہیں کر سکا۔ آخر کار انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ جرمنی جائیں اور وہ سوال وہاں سے حل کروائیں سفر پر جانے سے پہلے وہ امام احمد رضا کے شاگرد سے ملے جو کہ علی گڑھ یونیورسٹی میں ایک ٹیچر بھی تھے۔ وہ انہیں اعلیٰ حضرت کے پاس لے جاتے ہیں سر ضیاء الدین نے اعلیٰ حضرت کو اپنا سوال پیش کیا۔ الحمد للہ اللہ کی رحمت اور رسول ﷺ کے فیضان سے اعلیٰ حضرت نے اس مشکل سوال کا حل نکال دیا۔ سر ضیاء الدین بڑے حیران تھے۔ انہوں نے بے ساختہ کہا کہ یہ تو نوبل (Noble) پرائز کے مستحق ہیں۔ آج سے ایک ایک صدی قبل وہ ”مشار الیہ“ تھے۔ آج اس دور میں ہر ایک عام آدمی بھی عالم بنا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ میں مجدد ہوں، ہمارے پاس برطانیہ میں تقریباً پچاس مجدد بنے ہوئے ہیں میں آپ کو انکے نام بھی بتا سکتا ہوں۔ لیکن جو مجدد اعلیٰ حضرت تھے انکی خوبی دیکھیں یا انکا کام دیکھیں اور انکی فقہ کا مطالعہ کریں اور اسلام کی سائنسز کو دیکھیں تو وہ ایک ”مشار الیہ“ تھے اور تمام دنیا کے علماء یہ تسلیم کریں گے کہ ہاں یہ ہی وہ شخص ہے جو ہمارے دور کے مجدد ہیں۔ اور وہ تھے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی۔ یہ انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے شروع کی بات ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ میرے پاس ایک وقت میں پانچ سو فتاویٰ جمع ہو جاتے ہیں۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں آپ نے تو یہ مشہور الفاظ سنے ہیں کہ انکا ایک فتاویٰ رضویہ شریف ہے جو کہ فی الحال بارہ جلدوں میں شائع ہو رہا ہے۔ یہ صرف انکی ایک کتاب ہے۔ آپ مجھے ایک اور مثال دینے دیں، فقہ کی اس فقہائیت کی جو اللہ تعالیٰ نے انکی شخصیت کو عطا فرمائی۔ ایک مرتبہ ان سے ایک سوال کیا گیا۔ سوال یہ تھا کہ زید کی دو بیویاں ہیں ایک کا نام بشیرن تھا۔ اور دوسری ایک اور بیوی تھی۔ وہ اپنی بیوی کے بارے میں کہتا ہے وہ کسی کا نام نہیں لیتا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے اسے دو طلاقیں اور تین طلاق دی ہیں۔ وہ بیوی کا نام نہیں لیتا۔ وہ آدمی یہ سوال امام احمد رضا کو پیش کرتا ہے۔ اگر آج کا مفتی ہوتا تو صرف

ایک ہی جواب دیتا لیکن امام احمد رضا جو کہ علم کے سمندر تھے، وہ کہتے ہیں کہ اس سوال کے تقریباً اٹھاون جواب ہیں۔ اس سوال کے اٹھاون جواب چار حلقوں میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔ یہ وہ علم تھا جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے امام احمد رضا کو عطا فرمایا تھا۔ پوری دنیا میں امام احمد رضا کا نام دن بدن پھیل رہا ہے۔ برطانیہ کی یونیورسٹی آکسفورڈ اور کیمبرج میں آپ کا نام پھیل رہا ہے۔ لوگ آپ کے نام پر ایم۔ فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی جیسی ڈگریاں کر رہے ہیں۔ انہوں نے جو کام کیا دین کیلئے کیا، یہاں تک کہ جامعہ ازہر میں بھی اب امام احمد رضا کا نام اور زیادہ پھیل رہا ہے۔ اور بے انتہا لوگ جو کہ ہمارے بھائی پاکستان، انڈیا، اور برطانیہ سے آئے ہیں ان کے اس کام پر ڈگریاں کر رہے ہیں۔ اور یہ کام جو کہ امام احمد رضا کا ہے وہ عربی زبان میں بھی شائع کر رہے ہیں اور عرب میں بھی لوگ امام احمد رضا کو سمجھنے لگے ہیں۔ ہماری خوبصورتی صرف یہ نہیں ہے کہ اپنے کام کے متعلق شیخی بگھاریں۔ لیکن ہمارا مشن ہمارا ہدف یہ ہونا چاہیے کہ انکا کثرت سے چرچا کریں۔ ہر ایک عام آدمی کے ساتھ برطانیہ کے کونے کونے میں یہ چرچا کریں۔ بد قسمتی سے ہم نے اس سلسلے میں اتنا اچھا کام نہیں کیا ہے۔ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے حضرت مبلغ اسلام پیر سید معروف حسین شاہ نوشاہی صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں۔ جنہوں نے یہ کانفرنس منعقد کی ہے اور جلیل القدر ہستیوں کو یہاں اس کانفرنس میں مدعو کیا ہے۔ آج جو علماء پاکستان اور انڈیا سے تشریف لائے ہیں، یہ تمام علماء امام احمد رضا اور آپ کے کام پر اتھارٹی ہیں۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی کام کرنے پر وقف کر رکھی ہے۔ میں جناب قبلہ پیر صاحب کو ایک مرتبہ پھر مبارک دیتا ہوں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم امام احمد رضا خاں بریلوی کے کام کو سمجھ سکیں اور ان کی پہچان مزید پوری دنیا میں کرانے اور پھیلانے میں کوشش کریں۔ آمین ثم آمین!

حق سچ کی کسوٹی

پروفیسر محمد صدیق اکبر، لاہور

واجب الاحترام علماء کرام، مشائخ عظام و معززین! پیر طریقت رہبر شریعت حضرت العلام مولانا سید معروف حسین شاہ عارف قادری نوشاہی مدظلہ العالی کی یہ کوشش بار آور ہوئی، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا تعارف اس دیا ر غیر میں بہت ضروری تھا، پیر صاحب کی کوشش سے یہ کام ہو گیا، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔

امام احمد رضا کی ایک نعتیہ رباعی سنئے!

اللہ کی سرتاب قدم شان ہیں یہ

ان سنا نہیں انسان، وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں

ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

بڑے بڑے علماء تشریف فرما ہیں، بڑے مسائل پر اظہار خیال فرمائیں گے، میرے خیال میں یہ بات نئی نہیں ہوگی، لیکن مطالعہ میں اضافے کے لائق ہے، میں نے 1967ء میں پنجاب یونیورسٹی میں ایم۔ اے کے امتحان کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت پر مقالہ لکھا، اس وقت میں نے بڑی جستجو کی، بہت سے علماء سے پوچھا کہ امام احمد رضا بریلوی کو اعلیٰ حضرت کب کہا گیا؟ اور کیوں کہا گیا؟ مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ میرے استاذ تھے اور انہوں نے اس مقالے کے سلسلے میں میری بہت راہنمائی فرمائی، انہیں بتایا کہ پٹنہ سے ایک اہم مجلہ ”تحفہ حنفیہ“ نکلتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ 1930ء کے قریب علماء کے ایک اجتماع میں صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی بھی

موجود تھے، وہاں یہ سوال زیر غور آیا کہ مختلف علماء مختلف القاب سے معروف ہیں، امام احمد رضا بریلوی کے لئے کونسا لقب مختص ہونا چاہیے؟ سب علماء نے لقب ”اعلیٰ حضرت“ تجویز کیا، آج جیسے ہی یہ لفظ بولا جائے سننے والا سمجھ جاتا ہے کہ ”شاہ بریلی“ مراد ہیں۔ یہ لفظ اگر چہ ایران کے شہنشاہوں کے لئے بھی بولا جاتا ہے، لیکن پاک و ہند میں صرف ایک ہستی ہی مراد لی جاتی ہے اور وہ ہیں عاشق رسول امام احمد رضا بریلوی۔

پاک و ہند میں بہت عالم ہوئے ہیں، ستیا رتھ پرکاش قرآن پاک کے پندرہ پاروں کا حافظ تھا، کیا وہ بڑا عالم تھا؟ نہیں، قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ سے تعلق عشق و محبت درست ہو۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ پڑھیں ایمان تازہ ہو جائے گا:

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ، ”تمہیں اپنی محبت میں وارفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی“

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ كَا تَرْجَمُ كَرْتَمُ؟ ”اے غیب کی خبر دینے والے نبی!“

ڈکشنری اٹھا کر دیکھیں پاک و ہند کی نہیں بلکہ آکسفورڈ ڈکشنری دیکھ لیں کہ اس

میں پرافٹ کا معنی کیا لکھا ہے؟ اس میں لکھا ہے کہ:

”نبی تو ہوتا ہی وہ ہے جو آنے والے حالات کی خبر دے۔“

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ:

”نبی کے لئے نہ ماضی ہے نہ مستقبل، ان کے سامنے سب کچھ حال ہے،

پھر غیب کیا؟“

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ:

”سب سے بڑا غیب اللہ تعالیٰ ہے، جب وہ ہی نبی اکرم ﷺ سے مخفی نہیں

ہے تو کونسی چیز غیب ہوگی؟“

ان پر الزام لگایا گیا کہ انہوں نے انگریز کے دور میں ہندوستان کو دارالاسلام کہا

اور اس موضوع پر ایک رسالہ ”اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام“ لکھا، یہ انگریز کی آجٹھی ہے، قانون سب کے لئے ایک ہونا چاہیے اگر اعلیٰ حضرت اس فتوے کی بنا پر انگریز کے ایجنٹ قرار پاتے ہیں تو مولوی اشرف علی تھانوی کو بھی انگریز کا ایجنٹ قرار دیجئے کہ انہوں نے بھی اپنے رسالہ ”تجدیر الاخوان عن الربانی ہندوستان“ میں اس وقت کے ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کی انگریز دشمنی کا اندازہ اس سے لگائیں کہ وہ ہمیشہ ڈاک کا ٹکٹ الٹا لگایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نے ایڈورڈ کا سر نیچا کر دیا ہے۔ زندگی بھر انگریز کی پکھری میں نہیں گئے، ان کا کہنا یہ تھا کہ جب میں ان کی عدالت ہی کو نہیں مانتا تو حاضری کیوں دوں؟۔

جشن دیوبند میں اندرا گاندھی ایسی مشرکہ عورت کرسی صدارت پر بیٹھی ہوئی تھی، مفتی محمود وغیرہ بڑے بڑے علماء دیوبند نیچے بیٹھے ہوئے تھے، اس کے برعکس ہندوستان کا وزیراعظم نرسمہا راؤ بریلی شریف گیا، وہ ایک بڑی رقم دینا چاہتا تھا، مگر امام احمد رضا کے جانشینوں نے اسے اندر داخل نہیں ہونے دیا، اعلیٰ حضرت کی اس روایت کو برقرار رکھا۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا

میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

”سینو! تم محمد مصطفیٰ کی بھولی بھیڑیں ہو اور بھیڑیے تمہارے ایمان کی

تاک میں ہیں، یہ تمہارے دل سے محبت مصطفیٰ نکالنا چاہتے ہیں۔“

اعلیٰ حضرت نے علی برادران سے کہا تھا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ انگریز نہ جائے، میں یہ کہتا ہوں کہ انگریز کی مخالفت کرتے ہو، ہندو کی مخالفت کیوں نہیں کرتے؟ یہ وہ دور تھا

جب اقبال اور قائد اعظم دونوں کانگریس کے ساتھ تھے تو اس وقت اعلیٰ حضرت نے دو قومی نظریہ شد و مد سے پیش کیا جس کی بنا پر پاکستان معرض وجود میں آیا۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان فیضان ہے امام احمد رضا کا، اسے قائم رکھنا ہے تو فکر رضا اور فیضان رضا سے رابطہ قائم رکھنا ضروری ہے۔

ایک شامی بزرگ کو نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی، یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کسی کا انتظار کر رہے ہیں، صحابہ کرام بھی موجود ہیں، عرض کیا حضور! کس کا انتظار ہو رہا ہے؟ فرمایا: ”احمد رضا کا“۔ میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کو حضور سیدنا غوث الاعظم کی زیارت ہوئی، پوچھا اس وقت ہندوستان میں آپ کا نائب کون ہے؟ فرمایا: ”بریلی میں احمد رضا، میاں صاحب بریلی شریف گئے، بعد ازاں بیان کیا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ نبی اکرم ﷺ بیان فرما رہے ہیں اور مولانا احمد رضا سن کر بیان کئے جا رہے ہیں۔

علامہ اقبال نے ایک دفعہ اعلیٰ حضرت کے بارے میں فرمایا کہ:

”وہ ہر فیصلہ پوری طرح سوچ سمجھ کر کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ ایک

دفعہ جو فیصلہ کرتے ہیں اس سے انہیں رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی، ان کے

مزاج میں شدت تھی، اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ وقت کے ابو حنیفہ کہلانے کے

حق دار تھے۔“

علامہ کا یہ حوالہ آکسفورڈ کے تعلیم یافتہ، علامہ سید سلیمان اشرف کے شاگرد ڈاکٹر

عابد احمد علی نے لکھ کر دیا تھا کیونکہ یہ گفتگو انہوں نے اپنے کانوں سے سنی تھی، ان کی اور بجنل

تحریر میرے پاس محفوظ ہے۔

جہاں تک سختی کا تعلق ہے تو یہی ان کا طرہ امتیاز ہے، مولانا کوثر نیازی کہتے ہیں

کہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی کہا کرتے تھے کہ:

”مولانا احمد رضا خاں کی بخشش تو ان ہی فتوؤں کی بنا پر ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں ہمارے محبوب سے اتنی محبت تھی کہ کسی مولوی کو بھی نہیں بخشا، جاؤ تمہیں پروانہ بخشش دیا جاتا ہے۔“

اعلیٰ حضرت اپنے والد ماجد کے ساتھ جا کر شاہ آل رسول مازہروی قدس سرہ کے دست اقدس پر بیعت ہوتے ہیں، انہوں نے اسی وقت خلافت بھی عطا فرمادی، حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا کہ آپ تو بڑی عبادت و ریاضت کے بعد خلافت دیا کرتے ہیں، ان دو حضرات کو بیعت کے ساتھ ہی خلافت عطا فرمادی، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا:

یہ صاف اور شفاف دل کر آئے تھے، بیعت کے ساتھ ہی انہیں نسبت قادر یہ میسر ہو گئی، اس لئے میں نے انہیں خلافت بھی دے دی، قیامت کے دن اگر اللہ تعالیٰ ﷻ نے مجھ سے پوچھا کہ میرے لئے کیا لائے ہو؟ تو میں احمد رضا کو پیش کر دوں گا۔



اعلیٰ حضرت ماهر علوم فقلیہ و عقلیہ

از ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی

ناظم: جامعہ نعیمیہ لاہور

خالق کائنات نے اشرف المخلوقات کی تخلیق میں فیضان علم کے اعتبار سے عجب جلوہ آرائی فرمائی ہے۔ رسل عظام و انبیاء کرام علیہم السلام کے علوم عطائیہ کے علاوہ کہیں علوم ظاہری و باطنی میں دورنگی نظر آتی ہے، کہیں علم کسبی کی جلوہ آرائی ہے تو علم لدنی سے ناآشنائی ہے، کہیں علم لدنی کی فراوانی ہے تو علم کسبی سے اظہار بے نیازی ہے۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ (1856ء/1272ھ تا 1921ء/1340ھ) کی ہمہ جہت شخصیت ایسے اوصاف حمیدہ سے مزین ہے جس میں علم کسبی و ظاہری کے پہلو بہ پہلو علم باطنی و لدنی کی باہمی آمیزش انتہائی حسین انداز میں نظر آتی ہے۔ قادر مطلق نے آپ کو جن حیرت انگیز صلاحیتوں سے نوازا تھا کہ ظاہر بین افراد کو اس طرح کے دعوؤں میں غلو کے علاوہ کچھ نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ آپ کی ہمہ پہلو شخصیت کو اپنے آپ پر قیاس کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ قطرہ شبنم کے حجم میں بحر کی وسعتیں کب سمایا کرتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات کے بارے میں یہ دعویٰ کہ آپ بچپن (55) علوم عقلیہ و عقلیہ میں ماہر اندہ و سترس رکھتے تھے بلا دلیل و ثبوت نہیں ہے۔ بلا دلیل تو تب ہو جب کسی فن یا علم کی آگہی کی نسبت آپ کی طرف کردی جائے اور ثبوت میں

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، حیات امام احمد رضا خان بریلوی، ص ۱، مطبوعہ سیالکوٹ 1981

۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، محدث بریلوی، ص ۲۵، ادارہ تحقیقات احمد رضا کراچی 1993

۳۔ احمد رضا خان، الا جازۃ الرضویہ مکمل مکنتہ، ص ۳۰۱ (مشمولہ رسائل رضویہ جلد دوم) و

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، حیات امام احمد رضا خان بریلوی، ص ۹۸، مطبوعہ سیالکوٹ، 1981

کوئی ایسی کتاب یا رسالہ پیش نہ کیا جاسکے جو اس دعویٰ کی تصدیق یا تائید نہ کر رہی ہو تب تو یہ دعویٰ بلا دلیل ہی کہلائے گا۔ لیکن یہاں تو حقیقت حال یہ ہے کہ جس جس فن اور علم میں آپ کی مہارت تامہ کے حصول کا دعویٰ کیا جا رہا ہے اس میں ایک سے لے کر سینکڑوں تک کتابیں، رسائل، صفحات اور اوراق پیش کئے جاسکتے ہیں۔

وہ بچپن (55) علوم و فنون جن کو آپ نے اپنے اساتذہ کرام اور ذاتی کاوشوں اور مطالعہ کی بدولت حاصل کیا اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

(الف) وہ علوم جو آپ نے اپنے والد محترم مولانا تقی علی خان علیہ الرحمہ (1297ھ / 1880ء) سے حاصل کئے۔

(۱) علم قرآن، (۲) علم حدیث، (۳) اصول حدیث، (۴) فقہ حنفی و کتب فقہ جملہ مذاہب، (۵) اصول تفسیر، (۶) اصول فقہ، (۷) جدل مہذب، (۸) علم تفسیر، (۹) علم العقائد و الکلام، (۱۰) علم نحو، (۱۱) علم صرف، (۱۲) علم معانی، (۱۳) علم بیان، (۱۴) علم بدیع، (۱۵) علم منطق، (۱۶) علم مناظرہ، (۱۷) علم فلسفہ، (۱۸) علم تفسیر، (۱۹) علم ہیئت، (۲۰) علم حساب، (۲۱) علم ہندسہ،

(ب) ان علوم و فنون کے بعد مزید مندرجہ ذیل علوم و فنون کا ذکر کیا۔

(۲۲) قراءت، (۲۳) تجوید، (۲۴) تصوف، (۲۵) سلوک، (۲۶) اخلاق، (۲۷) اسماء الرجال، (۲۸) سیر، (۲۹) تواریخ، (۳۰) لغت، (۳۱) ادب مع جملہ فنون۔

۳۱ = نورانی، شاہد علی سید، ایک جائزہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کی علمی خدمات، لاہور 1992

۳۲ = محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، محدث بریلوی، ص ۲۶، ۲۷، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی 1993

۳۳ = محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی، ص 98 اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ، 1981

۳۴ = احمد رضا خان، "الا جازہ الرضویہ" مجلہ مکتبہ المہدیہ ص ۳۰۳ (مشمولہ رسائل رضویہ جلد دوم)

۳۵ = محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر محدث بریلوی، ص ۲۶، ۲۷، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی 1993

(ج) وہ علوم جنہیں اساتذہ سے تو نہیں پڑھا البتہ ممتاز علماء کرام سے اجازت حاصل کی۔^۱ (اور اجازت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب ان علوم کے مبادیات اور منہیات سے کما حقہ واقفیت حاصل ہو)۔

(۳۲) ارثماطیقی، (۳۳) جبر و مقابلہ، (۳۴) حساب ستینی، (۳۵) لوغار ثنات، (۳۶) علم التوقیت (۳۷) مناظرہ و مرایا، (۳۸) علم الاکر، (۳۹) زیجات، (۴۰) مثلث گزوی، (۴۱) مثلث مسطح، (۴۲) ہیئت جدیدہ، (۴۳) مربعات، (۴۴) جفر، (۴۵) زائرچہ، (۴۶) علم الفرائض، (۴۷) عروض و قوافی کحکم (۴۸) نجوم کحکم (۴۹) اوافق شم (۵۰) فن تاریخ، (اعداد) کحکم (۵۱) نظم و نثر، فارسی، (۵۲) نظم و نثر ہندی، (۵۳) نظم و نثر عربی، (۵۴) خط نسخ، (۵۵) خط نستعلیق اور مادری زبان کے حوالے سے^۲ (۵۶) نظم و نثر اردو^۳

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے جن علوم و فنون میں ماہرانہ دسترس حاصل کی ہے ان میں سے کئی فن ایسے ہیں جن کے بارے میں دور جدید کے بڑے بڑے محقق اور عالم یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ انہیں ان علوم کے بارے میں مکمل دسترس حاصل ہے بلکہ بعض علوم تو ایسے بھی ہیں جن کے ناموں سے آگاہی بھی نہ ہوگی۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے تقریباً ایک ہزار کتب^۴ اور رسائل تصنیف و تالیف کئے ہیں جن میں سے اب تک تقریباً چھ صد (600) کتب اور رسائل

۱ = محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی، ص ۹۹، اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ 1981
۲ = ۱۰۹، ۱۱۰ = انوار رضا، ص 368 شرکت حنفیہ، لاہور 1978۔

۳ = محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، محدث بریلوی، ص ۲۷، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی، 1993

۴ = محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، محدث بریلوی، ص ۲۷، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی، 1993

۵ = اعجاز ولی خان، المعتقد، مطبوعہ لاہور، صفحہ 266

۶ = (الف) المیزان، بمبئی 1976، ص 306، 324، (ب) انوار رضا، لاہور ص 348، 328، 1397ھ

تک دسترس حاصل ہو سکی ہے جبکہ بقایا کتب اور رسائل یا تو ابھی تک آپ کے ذخیرہ کتب میں منتشر ہیں یا مختلف اہل علم کے پاس مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں۔

محدث بریلوی کی مطبوعات سے زیادہ مخطوطات ہیں تقریباً ایک سو مخطوطات کے عکس راقم کے کتب خانے میں موجود ہیں۔ جو تیس سے زیادہ علوم و فنون پر مشتمل ہیں۔^{۱۵} اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی جو کتب اب تک مطبوعہ یا غیر مطبوعہ شکل میں منصہ شہود پر ظاہر ہوئی ہیں ان کی تفصیل سے ایک ہی نظر میں علوم قدیم و جدیدہ، پر آپ کی ماہرانہ فضیلت علمی کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے چنانچہ اب تک مختلف علوم و فنون میں عنوانات کے اعتبار سے آپ کی تصانیف و تالیفات کی درجہ بندی یہ ہے۔

علوم قدیمہ میں 457 کتب^{۱۶} اور علوم جدیدہ میں 91 کتب^{۱۷}۔

مزید برآں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے علوم عقلیہ پر تحریر کردہ مزید 20 مخطوطات کا بمعہ اسماء مخطوطات و سنہ تالیف ذکر کیا ہے۔^{۱۸}

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی نے ”قرآن سائنس اور امام احمد رضا“ کے موضوع پر ایک مقالہ تحریر کیا اور اس میں سائنس کے حوالے سے کنز الایمان کی خوبیوں کو اجاگر کیا ہے، پھر آیات قرآنی کے ترجمہ کنز الایمان اور احادیث کی روشنی میں سائنسی حقائق اور نتائج کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ان سائنسی علوم کو بیان کیا ہے جن کا ذکر قرآن کریم میں ہوا۔ مثلاً:

علم البحر، علم الانسان، علم الاجار، علم الکائنات، علم الخلاء، ارضیات، سماویات،

۱۵= محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، محدث بریلوی، ص ۱۱۷، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی 1993

۱۶= حیات انوار رضا، صفحہ 368، مکتبہ شرکت حفیہ، لاہور

۱۸= محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، محدث بریلوی، صفحہ 117، 118، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی 1993

حیاتیات، نباتات، سیاحت، آثار قدیمہ، آبی حیوانات، وغیرہ وغیرہ۔

فاضل مقالہ نگار نے مولانا احمد رضا خان بریلوی کے علوم و فنون کا ذکر کرتے ہوئے بڑی خوبصورت بات کی ہے۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ کنز الایمان سائنسی اصطلاحات اور علم فلکیات کے قریب تر ہے۔^{۱۹}

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تبحر علمی کا یہ کمال ہے کہ آپ نے قرآن عظیم کے ترجمہ ”کنز الایمان“ کے اندر جس عاقبت اندیشانہ احتیاط کو پیش نظر رکھا ہے اور جس کے اندر سائنسی اعتبار سے محیر العقول واقعات میں وقوع پذیر ہونے والے اثرات کی پیش بندی کی جھلک بخوبی نظر آتی ہی۔ انتہائی اختصار کے ساتھ صرف ایک مثال پیش ہے۔

سورۃ الرحمن کی آیت نمبر 17 کے ترجمہ میں لفظ ”سلطان“ کا ترجمہ کسی نے ”زور“ کیا^{۲۰} کس نے ”غلبہ“ کیا^{۲۱} مگر ان الفاظ کے ترجمہ سے وہ بات نہ بن سکی جو منشاء الہی قرار دی جاسکتی ہو۔ مگر اسی آیت مبارکہ کا ترجمہ اعلیٰ حضرت ان الفاظ سے کرتے ہیں کہ:

”اے جن اور انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ جہاں نکل جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے“^{۲۲}

اس ترجمہ نے دور جدید کی خلائی تحقیقات سے پیدا ہونے والی تمام پیچیدگیوں اور خدشوں کو یکسر ختم کر کے رکھ دیا۔

۱۹= محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، آئینہ رضویات حصہ دوم، ص 212، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی 1993

۲۰= القرآن حکیم مع ترجمہ تفسیر مولوی اشرف علی تھانوی، ص 481، تاج کتب، لاہور، کراچی

۲۱= قرآن مجید مترجم مولوی نذیر احمد دہلوی، مطبع قاسمی دہلی، ص 596، 1905

۲۲= قرآن شریف مترجم شاہ رفیع الدین، محدث دہلوی، مطبوعہ اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی، ص 979، 1943ء

۲۳= کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن مع خزائن العرفان، ص 633، المجدد احمد رضا، کراچی

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے نہ صرف اپنی تبحر علمی کے ذریعے آیت کے مفہوم کو انتہائی آسان اور سادہ مفہوم میں بیان کیا بلکہ ارشاد الہی کے مفہوم کو بھی بیان فرما دیا کہ تم زمین اور آسمانوں سے کتنا بھی دور نکل جاؤ بہر حال تم میری ہی سلطنت میں رہو گے کیونکہ لفظ ”سلطان“ عربی لغت میں ”سلطنت“ (DOMINATION) کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے^{۲۳} بے شک امریکی اور روسی خلائی جہاز زمین کی حد بندیوں کو عبور کرتے ہوئے چاند پر بھی اتر جائیں تو وہ اسی کی سلطنت میں رہیں گے اس سے باہر نہ ہوں گے۔

جس محدث کے زیر مطالعہ پچاس سے زیادہ کتب حدیث زیر مطالعہ رہی ہوں علم حدیث میں اس کے بلند مرتبہ ہونے کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔^{۲۴} شیخ یسین احمد النخیری المدنی نے علم حدیث میں مولانا بریلوی کے تبحر علمی کو سراہتے ہوئے لکھا ہے۔

”وہو امام المحدثین“^{۲۵} کہ وہ محدثین کے امام ہیں۔ علم حدیث میں ان کی مہارت کا اندازہ، علم حدیث کے موضوع پر لکھے گئے ان رسائل سے بخوبی ہو جاتا ہے جو انہوں نے مختلف عنوانات سے تحریر کئے ہیں خاص طور ”الفصل الموهبی فی معنی اذا صحح الحديث فهو مذهبی“^{۲۶} میں فاضل بریلوی نے جو فاضلانہ بحث کی ہے اس سے علم حدیث میں ان کے مقام و مرتبہ کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے۔

علم فقہ میں آپ کو جو مہارت تامہ حاصل تھی اس کا اندازہ اس امر سے بخوبی کیا

^{۲۳} = کوڈن ص 422 درج ذیل، صفحہ 701

^{۲۴} = محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، محدث بریلوی، ص ۱۶، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی 1993

^{۲۵} = محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی ص ۱۰۵، اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ 1991

^{۲۶} = احمد رضا خان بریلوی، اعزازات بحوالہ سوال و جواب، مطبع اہل سنت و جماعت بریلی، 1391

جاسکتا ہے کہ مستفتی کا سوال صرف ایک لائن پر مشتمل ہے کہ ”کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کنویں کا دور کتنے ہاتھ ہونا چاہیئے کہ وہ درہ ہو اور نجاست گرنے سے ناپاک نہ ہو سکے۔“

اس سوال کا آسان جواب یہی تھا اور جیسا کہ آج کل دستور بھی ہے کہ مسئلہ جواب کے بارے میں کسی محدث یا فقیہ کے اقوال کو نقل کر دیا جائے اور بعد میں ان اقوال میں سے کسی قول کو ترجیح دے کر جواب دے دیا جائے اور بیان کردہ اقوال کی توجیہ، وجہ، علت اور سبب سے صرف نظر کرتے ہوئے منقول شدہ قول کی صحت کو بغیر تحقیق کے تسلیم کر لیا جائے جیسا کہ جواب کے مقدمہ کے طور پر آپ لکھتے ہیں کہ

اس میں چار قول ہیں قول اول 48 ہاتھ، دوم 46 ہاتھ، سوم 44 ہاتھ اور چہارم 36 ہاتھ اور ہر ایک کے قائل کو بمعہ حوالہ بیان کر دیا۔ اس کے بعد ان جوابات کو بالتصریح جانچا پرکھا اور ان کا تجزیہ کیا اور پھر لکھتے ہیں اور پورے یقین سے کہتے ہیں کہ ”اقول“، یعنی میں کہتا ہوں کہ اس کا دور تقریباً ساڑھے پینتیس (35/1/2) ہاتھ چاہیئے یعنی 35.449 ہاتھ،^{۲۷} مگر فاضل بریلوی علیہ الرحمہ صرف لکیر کے فقیر ہوتے اور تحقیق و تجدید و تفتیش کو کفرانِ نعمت سمجھتے تو صرف مفتی ہونے کے اعتبار سے کتب فقہ کے حوالوں کو بیان کر کے یہ کہہ سکتے تھے کہ کنویں کا دور چھتیس 36 ہاتھ صحیح اور درست ہے اور آخر میں واللہ اعلم بالصواب لکھ کر بری الذمہ ہو جاتے۔ لیکن خالق کائنات کی جانب سے عطا کی ہوئی خداداد صلاحیتیں اس امر کی متقاضی تھیں کہ آئندہ آنے والے فقہاء تجدید و تحقیق اور اجتہادی قوت کے ذریعے مسائل کا حل تلاش کریں۔

مقام تفکر ہے کہ چھتیس ہاتھ اور 35.449 ہاتھ میں آدھے ہاتھ ہی سے کچھ زیادہ

^{۲۷} = ملک پوری، حسن امام، امام احمد رضا جدید سائنس کی روشنی میں، بحوالہ انوار رضا، ص ۳۰۹، لاہور

کا فرق ہے لیکن امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کی نگاہ میں یہ فرق ایک حساب دان فقیہ کیلئے معمولی نہیں ہے کنویں کے دور کی صحیح مقدار کی دریافت یعنی 35.449 کیلئے علم الحساب کے قاعدے کو جس گہرائی سے لیا ہے اس کا اندازہ ایک ماہر علم ریاضی و ہندسہ دان ہی کر سکتا ہے۔

آپ نے مساحت دائرہ کیلئے جو 4 فارمولے یعنی

- (۱) مساحت دائرہ = محیط \times قطر / ۴
- (۲) مساحت دائرہ = قطر \times محیط / ۴
- (۳) مساحت دائرہ = نصف قطر \times محیط / ۲
- (۴) مساحت دائرہ = قطر \times محیط

کو مرتب کیا ہے وہ ترکی زبان میں اقلیدس کی کتاب کے عربی ترجمے (جسے محمد عصمت مصری نے ترکی سے عربی میں ترجمہ کیا ہے) سے ماخوذ ہے۔^{۲۸}

پھر آپ نے لوگارٹم (جو عربی میں لو غارٹم اور انگریزی میں LOGARITHM) کی مدد سے دوسرا جدول تیار کیا جو دائرہ کے قطر، محیط اور مساحت کے درمیان نسبت قائم کرنے کو بنانے کیلئے اپنی مثال آپ ہے اور آئندہ آنے والے اہل علم اور فقہاء کیلئے پیش بہا تحفہ ہے۔

ہندوستان میں مروجہ نصاب اور جدید سائنسی دور میں ریاضی و ہندسہ کے نصابات میں بھی "LOGARITHM" کے ہی قاعدہ اور کلیہ کو دائرہ کی معیاری مساحت کیلئے اختیار کیا گیا ہے۔^{۲۹}

اعلیٰ حضرت نے نہ صرف دائرہ نما کنویں کی مساحت کے دورانیہ کو بالتحقیق ثابت کیا

بلکہ مثلث نما، مربع نما، مستطیل نما وغیرہ وغیرہ کی شکلوں کے کنویں کو نظر انداز نہ کیا بلکہ ان کی مختلف شکلوں کی مساحت کے دورانی ضلعوں کی بابت تشریح کے ساتھ ساتھ مستحکم اور مدلل وضاحتیں بھی کیں۔^{۳۰}

حسن امام ملک پوری ایم۔ ایس۔ سی آف مظفر پور، سائنس کے استاذ ہیں اور سائنس کے قواعد، کلیات اور اصولوں کی روشنی میں اعلیٰ حضرت کے نظریات، اقوال، افکار اور ادلہ کو جانچنے اور پرکھنے کی صلاحیت اور استعداد کے حامل ہیں۔ آپ علوم جدیدہ کے کلیات کے تحت امام احمد رضا کی علوم قدیمہ سے مسائل کے استخراج کے بارے میں لکھتے ہیں۔

امام احمد رضا کی مذہبی، علمی، ادبی، ریاضی، ارضیاتی، فلکیاتی، اور مادی یا سائنسی صلاحیتوں نے راقم الحروف کو کافی حد تک متاثر کیا ہے۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ امام احمد رضا علم دین کے ہی بحر بیکراں نہیں علم ارضیات، مادیات، فلکیات اور علم ریاضی و ہندسہ کے بھی اقطاب سمندر ہیں۔

فتاویٰ رضویہ میں باب التیمم میں آپ نے جنس ارضی اور آگ کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک سو اسی (180) چیزوں کے نام لئے جن پر تیمم کیا جاسکتا ہے اور پھر ایک صد تیس (130) چیزوں کے نام لئے جن پر تیمم جائز نہیں اور پھر ان چیزوں کا اس تفصیل اور وضاحت کے ساتھ مدلل تذکرہ کیا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے کہ کیا اعلیٰ حضرت علوم دینی و دنیوی کے مخزن ہیں یا منبع و سرچشمہ۔

امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک ہر اس چیز سے تیمم جائز ہے جو جنس ارض سے ہو اور ہمارے تمام آئمہ کے نزدیک غیر جنس ارضی سے تیمم جائز نہیں چاہے غیرے زمین معلوم

ہو یا نہ ہو۔ لیکن اعلیٰ حضرت کی جودت طبع نے صرف اس پر اکتفاء نہ کیا بلکہ جنس ارضی کی تجرید و تقدیر کا تفصیلی بیان کرتے ہوئے اسکو چار مقام پر تقسیم فرمایا۔

مقام اوّل کو تجرید جنس ارضی سے مخصوص فرماتے ہوئے اس کے تحت 5 الفاظ کا تذکرہ کیا (۱) احتراق، (۲) ترمذ، (۳) لین، (۴) دوبان، (۵) انطباع پھر ان الفاظ خمسہ کے معنی اور ان کی باہمی نسبتوں کا تذکرہ اس انداز سے فرمایا کہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ علم کیمیا میں بھی امام احمد رضا کو کمال اور ید طولیٰ حاصل تھا۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی کی جنس ارضی کی اس تقسیم کو ایم حسن امام ملک پوری علم کیمیا کے ایک ماہر ہونے کی حیثیت سے دیکھتے ہیں تو یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ

”اس ضمن میں علم کیمیا سے تعلق رکھنے والے حضرات سے میرا یہ عرض کرنا بے جا نہ ہو گا کہ ”SRNELINA ROASTING COMBUSTION“ نیز ”MEJALHIRGY“ وغیرہ کے سلسلے میں احتراق اور اس سے متعلقہ مذکورہ بالا الفاظ کی تفصیل بے حد معاون ہے صرف معاون ہی نہیں بلکہ اس سے ایسی نئی راہیں بھی کھلیں گی جو ”COMBUSTION“ کے متعلق مزید معلومات فراہم کرے گی۔ میرے خیال میں آگ اور آگ کے مادے پر اثر سے متعلق جتنی باتیں آپ یہاں اس باب میں یک جا پائیں گے اسے اگر نایاب نہ کہیں تو نہ کہیں لیکن کم یا ب ضرور کہیں گے۔

میرا اندازہ ہے کہ اسے اور اس قسم کے نسخہ کیمیا کو اگر ”BASIS“ بنا کر ریسرچ کی جائے تو موجودہ علم کیمیا فقط ماضی کی یاد بن کر رہ جائے گا۔ ۳۱

ایک انوکھی چیز جو اس باب میں دیکھنے کو ملی ہے وہ یہ کہ کان کی ہر جگہ گندھک اور پارے کے نکاح کی اولاد ہے۔ گندھک نہ ہے اور پارہ مادہ اور یہ چیز علم کیمیا کے محقق کیلئے

دعوت فکر دے رہی ہے۔ یوں تو عناصر اور مادہ کے مابین جو کیمیاوی عمل ہوتا ہے اس میں ”LAW OF AFFINITY“ اور ”LAW OF MASSACTION“ کو کافی دخل ہے۔

اول الذکر کے تحت ایک عنصر دوسرے عنصر کیلئے چاہت، لگن اور کشش رکھتا ہے جس کے تحت دونوں قریب آتے ہیں، پھر دونوں جوہروں ”ATOMS“ کے بیچ ”ELECTRON“ کا لین دین ہوتا ہے جب جا کر ایک مرکب (نئی شئی) تشکیل ہوتی ہے عام طور پر ”ELECTRON“ دینے والا اور ”DONARATOM“ اور لینے والا ”ACCEPTOR“ کہلاتا ہے۔ نہ مادہ میں بھی عرف عام میں نہ کو ”DONAR“ اور مادہ کو ”ACCEPTOR“ کہا جاسکتا ہے۔ لہذا نہ مادہ اور نکاح یا اتصالی کی بابت تو موجودہ نظریے اور اعلیٰ حضرت کے بیان میں کافی ہم آہنگی نظر آتی ہے۔ مگر ایک شئی غور و فکر کیلئے باقی رہ جاتی ہے کہ کان سے نکلنے والی اشیاء تو بے شمار ہیں جیسے لوہا، سونا، چاندی، تانبا، ابرک، جست، کونکہ، وغیرہ وغیرہ تو کیا یہ بھی چیزیں گندھک اور پارے کی اصل رکھتی ہیں۔ ممکن ہے کہ آج کے ماہر کیمیا اسے وہابیات سمجھیں مگر وہ یہ نہ بھولیں کہ آج کے ”FATHER OF MODERN SCIENCE“ یعنی آئن سٹائن ”EINSTIEN“ کی THEORY کو بھی ان کے ہم عصر وہابیات تصور کرتے تھے۔ ۳۲

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے ہاں ایک اور قابل ذکر اور نادر المثال بات یہ ملتی ہے کہ مسئلہ خواہ کسی موضوع کا ہو، روحانی ہو، فقیہی ہو، علمی ہو، مذہبی ہو، نفسیاتی ہو، مادیاتی ہو، یا ارضی ہو، سماوی ہو، فلکیاتی ہو غرضیکہ ہر جگہ مکمل وضاحت نظر آتی ہے۔ اور جب تحریر میں وضاحت ہو تو یہ امر بھی واضح ہو رہا ہوتا ہے کہ صاحب تحریر کو مطلوبہ اور مسئلہ موضوع بحث پر مکمل دسترس، مہارت اور عبور حاصل ہے۔

چنانچہ جب ایک سائل نے دریافت کیا کہ رمضان شریف کی رات کے ساتویں حصہ کے باقی رہنے پر کھانا پینا چاہئے کہ نہیں۔ جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے کہ ترک کر دینا چاہئے۔ تو اس کے جواب میں امام احمد رضا نے جو فتویٰ تحریر فرمایا وہ نہ صرف آپ کی مذہبی معلومات کے گنج گراں مایہ کی عکاسی کرتا ہے بلکہ تلاش حق کیلئے آپ نے جو کاوشیں کی تھیں۔ اس پر بھی مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔

اس سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے اپنے تجرباتی مشاہدوں اور فلکیاتی مطالعوں کی بنیاد پر فرمایا کہ مذکورہ قول جو عام طور پر مشہور ہے بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ کبھی رات کا ہنوز چھٹا حصہ باقی رہتا ہے کہ صبح ہو جاتی ہے اور کبھی ساتواں، آٹھواں، نواں یہاں تک کہ دسواں حصہ باقی رہتا ہے کہ صبح ہو جاتی ہے۔

سائل چونکہ شہر کنبہ بریلی کے رہنے والے تھے لہذا امام احمد رضا نے بریلی اور اس کے موافق العرض شہروں کیلئے رؤس اور بروج کا ایک ایسا نقشہ بھی مرتب کر دیا جو تا ابد اس شہر اور اس کے مضافات کیلئے سال بھر کی تمام راتوں اور صبح کی نسبت کی نشان دہی کرتا رہے گا۔

اور جس نقشے میں تاریخ شمسی، راء اس برج، مقدار شب نجومی، مقدار شب عربی، مقدار صبح، مقدار شب شرعی، شب عربی کے منٹ، صبح کے منٹ، شب عربی و صبح کے مابین نسبت اور تخمینہ نسبت بھی ذکر کریں۔

علوم نجوم یا علم توقیت سے تعلق رکھنے والے حضرات اندازہ کر سکتے ہیں کہ اتنا واضح اور تفصیلی چارٹ مرتب کرنے والے شخص کو ماہر علم نجوم یا علم توقیت نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔

اسی طرح ایک اور مسئلہ سحری میں، صبح صادق و صبح کاذب کا جو واضح نقشہ آپ نے

پیش کیا اس کی نظیر بھی کہیں اور نہیں ملتی۔ چنانچہ اس مسئلہ میں آپ نے باقاعدہ 9 عملی اشکال کی صورت میں تبدیل شدہ ہیئتوں اور اشکال کو دکھایا۔

کلام الامام امام الکلام کے بموجب اعلیٰ حضرت کو منطق و فلسفہ میں اس درجہ کمال اور مہارت حاصل تھی کہ منطقہ و فلاسفہ کے اکثر اصولوں کو انہی کے مختصر اصولوں کی روشنی میں ان کی مذکورہ مثالوں اور تعریفوں کو باطل قرار دیا۔

مناطقہ نے علم کی تعریف ”الصورة الحاصلة من الشئ عند العقل“ سے کی ہے اعلیٰ حضرت نے اس تعریف کو رد کر دیتے ہوئے فرمایا کہ منطقہ نے اس تعریف میں اصل اور فرع میں کوئی فرق نہ کیا اگر علم نہ ہو تو حصول صورۃ کیوں کر ہو مطلب یہ ہے کہ علم سے حصول صورت معلوم ہوتا ہے نہ کہ حصول صورت سے علم اور جب مقسم باطل ہے تو اس جہت سے علم کا انقسام بھی تصور و تصدیق کی طرف باطل ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت نے علم کی تعریف اس طرح کی کہ علم وہ نور ہے کہ جوشی اس کے دائرہ میں آگئی منکشف ہوگئی اور جس سے متعلق ہو گیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگئی جب فلاسفہ و منطقہ اپنے علم کو نہ پہچان سکے علم الہی کو کیا جانیں گے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ ذہن، صورت، تسام و نور عرضی سب سے پاک و منزہ ہے اس کا علم حضور معلوم کا محتاج نہیں، اس کا علم حضوری و حصولی دونوں سے پاک و منزہ ہے اس کا علم اس کی صفات قدیمہ قائم بالذات و لازمہ نفس ذات ہے اور کم و کیف سے منزہ ہے وہاں چون و چرا و چکوں کا دخل نہیں تو منطقہ کا علم سبحانہ و تعالیٰ کے بارے میں کیسا جہل تام ہے اسی لئے حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

تفکروا فی آلاء اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ فتہلکوا

اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو اور اس کی ذات میں فکر نہ کرو ورنہ گمراہ اور ہلاک ہو جاؤ

گے۔ علم باری تعالیٰ میں فکر کرنا اس کی ذات میں فکر کرنا ہے اس لئے اس کی صفات کو ذات سے کسی موطن میں بھی جدائی ممکن نہیں۔

اعلیٰ حضرت نے مناطق کی جانب سے حدتام کے بارے میں پیش کردہ مثال میں انسان کی تعریف یوں کی ہے ”ہو حیوان ناطق، تو یہ انسان کی تعریف ملائکہ پر بھی صادق آتی ہے یہ کہاں ضروری ہے کہ حیوان جنس قریب اور ناطق فصل قریب ہو، ہو سکتا ہے کہ اس سے قریب تر کوئی دوسری جنس ہو اور جو مناطق نے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے کی وہ بھی غلط ہے کہ انسان پر حیوان، ناطق کی طرح صادق نہیں آتا اس لئے کہ حیوان کی تعریف جسم نامی حساس متحرک بالارادہ سے کی ہے اور ناطق کے معنی یہ کئے کہ جو مدرک کلیات و جزئیات و مستنبط نتائج ہو یہ بھی اصلاً زبان عرب کے مطابق نہیں۔ گویا ان مناطق نے آوازوں پر حدود کا مدار رکھا چنانچہ گھوڑا حیوان صاہل، گدھا حیوان ناحق اور انسان حیوان ناطق یعنی کلام کرنے والا رکھا پھر دوسرے معنی انسان میں پیدا کئے یعنی مدرک کلیات و جزئیات۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اب سوال یہ ہے کہ انسان بدن کا نام ہے یا نفس ناطقہ کا۔ اگر انسان بدن کو کہا جائے تو بدن میں قوت و ادراک نہیں اس لئے کہ ادراک و استنباط نتائج کا نفس ہے نہ کار بدن اور اگر انسان نفس ناطقہ کو کہا جائے تو نفس حیوان نہیں اس لئے کہ نفس ناطقہ جسم نہیں اور نامی بھی نہیں بلکہ ان کے ہاں متحرک بھی نہیں اور اگر دونوں کے مجموعے کو انسان کہا جائے تو بقول ناطقہ نتیجہ ادون کے تابع ہوتا ہے حیوان و لا حیوان کا مجموعہ لا حیوان ہوگا اور ناطق و لا ناطق کا مجموعہ لا ناطق ہوگا غرضیکہ انسان کی تعریف انسان پر کسی طرح صادق نہیں آتی۔ اس تعریف کو غلط ثابت کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ انسان نام، روح متعلق بالبدن کا ہے اور روح کی معرفت بغیر معرفت رب حاصل

نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اولیاء کرام فرماتے ہیں۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا یعنی معرفت نفس اسی وقت حاصل ہوگی جب پہلے معرفت رب ہو لے۔ مناطق کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ حیوانات بھی ناطق ہیں بلکہ ہر شئی ناطق ہے شجر و حجر دیوار و در سب ناطق ہیں۔ ۳۳ چنانچہ نص (خداوندی) ہے:

انطقنا الله الذي انطق كل شئ

اعلیٰ حضرت نے فلسفہ جدیدہ کے مزمومہ قول، حرکت زمین کے رد ”فوز مبین در رد حرکت زمین“ نامی کتاب مستطاب میں حرکت زمین کے بطلان پر 105 دلائل پیش کئے جن میں 15 اگلی کتابوں کے ہیں اور 90 دلائل خود مولانا بریلوی کے فکر رسا کی ایجاد ہیں جو آپ کی مہارت پر دال ہیں ۳۴ اور فلسفہ قدیمہ کے وہ دلائل جو حرکت زمین کے رد میں تھے ان دلائل کا بھی ابطال فرمایا۔ اور فرمایا کہ فلسفہ جدیدہ کی طرح فلسفہ قدیمہ بھی باز بچہ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ فلسفہ قدیمہ کے رد میں ”الکلمۃ الملمہ“ نامی کتاب تصنیف فرمائی۔ جس میں فلسفہ قدیم کے بھی ایک ایک مزمومات باطلہ کا ابطال فرمایا۔

فلسفہ قدیم کا پہلا مسئلہ جزء لا یتجزی کا ابطال ہے۔ جزء لا یتجزی کے ابطال سے فلاسفہ کی منشاء یہ ہے کہ جسم کی بیہولی و صورت سے ترکیب ثابت کریں اور پھر اس سے عالم کی قدامت ثابت کریں۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ذات و صفات باری تعالیٰ کے سوا کوئی شئی قدیم نہیں۔ قدامت ذات باری تعالیٰ کو زیبا ہے۔ کائنات عالم کا ایک ایک فرد حادث مخوج من العدم ہے۔

اعلیٰ حضرت ”الکلمۃ الملمہ“ کے اکتسیو میں مقام کے موقف اول میں فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک جزء لا یتجزی باطل نہیں بلکہ جزء لا یتجزی کا امکان بلکہ اثبات فرمایا اور جزء لا یتجزی کے اثبات میں باری تعالیٰ کے اس ارشاد کو پیش کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مزقناہم کل ممزق

تمزق کے معنی پارہ پارہ کرنا ہے یعنی ہم نے ان کی کوئی تمزق باقی نہ رکھی۔ سب بالفعل کر دیں، ظاہر ہے کہ یہاں تمزق موجود مراد نہیں ہو سکتی کہ تحصیل حاصل ناممکن ہے۔ لا جرم تمزق ممکن مراد ہے یعنی جہاں تک تجزیہ کا امکان تھا سب بالفعل کر دیا تو ضروری تجزیہ ان اجزاء پر منتہی ہوا جن کے آگے تجزیہ ممکن نہیں ورنہ کل ممزق نہ ہوتا کہ ابھی تمزیقین باقی تھیں اور وہ اجزاء جن کا تجزیہ ناممکن ہو وہ نہیں مگر اجزاء لا یتجزی، تو اس تقدیر پر حاصل یہ ہوا کہ اجسام کے تمام اتصالات حسیہ کے ہر حصے اور ہر حصے کے حصے باطل فرما کر ان کے اجزاء لا یتجزی دور دور بکھیر دیئے کہ اب کسی جزء کو دوسرے جزء سے اتصال حسی بھی نہ رہا۔ ۳۵

چنانچہ 1898 میں جے جے تھامس ”J.J. THOMAS“ نے مشہور یونانی فلسفی دیمقراطس (DEMOCRITUS) کے اس نظریہ کو کہ مادہ چھوٹے چھوٹے اجزاء سے مرکب ہے۔ جب یہ ملتے ہیں تو صورت نکلتی ہے اور ان اجزاء کو تقسیم کرتے چلے جائیں تو ایک ایسا مرحلہ بھی آئے گا کہ مزید ٹکڑے کرنا ناممکن ہوگا جس سے جزء لا یتجزی اور ایٹم کا نظریہ ابھرا کو باطل قرار دیا اور کہا کہ ایٹم (ATOM) کو توڑا جاسکتا ہے۔ ۳۶ اور

۳۳= ہستوی، شبیر حسین، امام احمد رضا بحیثیت منطقی و فلسفی، بحوالہ انوار رضا ص ۳۱۸ لاہور

۳۴= امام احمد رضا خان، فوز مبین در رد حرکت زمین، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ص ۷۱ کراچی

۳۵= ہستوی، شبیر حسین، امام احمد رضا بحیثیت منطقی و فلسفی، بحوالہ انوار رضا ص ۳۱۸ لاہور

۳۶= معارف رضا ص ۶۸، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی 1986

یہی بات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ”الکلمۃ الملمہ“ میں کہی کہ جزء لا یتجزی ممکن بلکہ واقع اور اس سے جسم کی ترکیب بھی ممکن ہے۔ ۳۷

ڈاکٹر سر ضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) نے علم المربعات کا ایک سوال ”اخبار دبدبہ، سکندری“ (رام پور) میں شائع کرایا کہ کوئی بھی شخص اس کا جواب دے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے اس کا جواب شائع کرایا اور ساتھ ہی جواب کیلئے اپنی طرف سے ایک سوال شائع کرایا۔ ڈاکٹر ضیاء الدین کی نظر سے جب یہ سوال و جواب گزرا تو ان کو دیکھ کر تعجب ہوا کہ ایک مولوی نے نہ صرف ان کے سوال کا جواب دے دیا بلکہ اپنی طرف سے ایک سوال بھی پیش کر دیا۔ ڈاکٹر ضیاء الدین نے مولانا بریلوی کے سوال کا جواب شائع کرایا لیکن مولانا بریلوی نے اس کی تغلیط کر کے ڈاکٹر صاحب کو اور حیرت میں ڈال دیا۔ اور جس کے بعد اگلے سوالات کے جوابات کیلئے جرمن جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ ۳۸

فاضل بریلوی کے معاشی نکات (جدید معاشیات کے آئینہ میں)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں کہ

محدث بریلوی ایک محقق و مصنف بھی تھے اور مفکر و مدبر بھی ان کی تصانیف میں مذہبی عقائد و نظریات کے علاوہ معاشی، تعلیمی، سیاسی اور سائنسی نظریات بھی ملتے ہیں۔ جس سے زندگی پر ان کی ہمہ گیر گرفت کا اندازہ ہوتا ہے۔

جہاں تک معاشی نظریات کا تعلق ہے فاضل بریلوی کا خیال تھا کہ محض جذبات سے کام نہیں چلتا بلکہ قوی اور ملکی استحکام کیلئے قوم کی صحیح تربیت، اخلاق و عادات اور عقائد و نظریات کی درستی کے علاوہ معاشی استحکام نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ پاک و ہند کے

۳۷= امام احمد رضا خان الکلمۃ الملمہ ص ۱۳۷، مطبوعہ دہلی

۳۸= محمد مسعود احمد، ڈاکٹر پروفیسر، حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی ص ۱۰، اسلامی کتب خانہ، لکھنؤ 1981

مسلمانوں کے معاشی حالات کی اصلاح کیلئے 1912ء میں مندرجہ ذیل تاریخی نکات پیش کئے۔^{۳۹}

(۱)۔ ان امور کے علاوہ جن میں حکومت دخل انداز ہے مسلمان اپنے معاملات باہم فیصلہ کریں تاکہ مقدمہ بازی میں جو کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں پس انداز ہو سکیں۔

(۲)۔ بمبئی، کلکتہ، رگوں، مدراس، حیدرآباد، دکن کے تو انگریز مسلمان اپنے بھائیوں کیلئے بینک کھولیں۔

(۳)۔ مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

(۴)۔ علم دین کی ترویج و اشاعت کریں۔

یہ 4 نکات بظاہر بے حد مختصر ہیں لیکن ان میں معانی کا جو ذخیرہ پوشیدہ ہے اس کے اظہار کیلئے مشہور ماہر معاشیات و اقتصادیات پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی، ایم۔ اے، ایم۔ ایس۔ سی، کونیز یونیورسٹی آف کینیڈا لکھتے ہیں۔

تدبیر فلاح و نجات و اصلاح کے عنوان سے فاضل بریلوی کے یہ نکات 1912 میں شائع ہوئے برصغیر میں علم اقتصادیات کا مطالعہ عام نہ تھا۔ حتیٰ کہ دیگر ترقی یافتہ ممالک مثلاً برطانیہ، امریکہ، فرانس اور جرمنی میں دانشوروں کا ایک مخصوص حلقہ اس علم کے اکتساب کی طرف مائل تھا۔ لیکن عوام کی توجہ اور دلچسپی اس مضمون کی طرف بہت کم تھی پہلی جنگ عظیم کے بعد 1930 میں کہیں جا کر جدید اقتصادی نظریات کی ابتدا ہوئی۔ جب کہ یہ بات کس قدر حیرت انگیز ہے کہ نگاہ مردم مؤمن کے ان جدید اقتصادی نظریات اور تقاضوں کی جھلک 1912ء ہی میں دکھادی تھی۔ اگر 1912 میں مولانا احمد رضا خان بریلوی کے نکات پر غور کیا جاتا اور صاحب حیثیت مسلمانان ہند اس پر عمل کرتے تو ہندوستان کے مسلمانوں کی

حیثیت معاشی اعتبار سے انتہائی مستحکم ہوتی۔

آخری نکتے کے بارے میں پروفیسر رفیع الدین صدیقی صاحب لکھتے ہیں۔
کہ بظاہر یہ معاشیات سے متعلق معلوم نہیں ہوتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ دینی تعلیم سے افراد میں غیرت و حمیت اور برادرانہ جذبہ، ہمدردی پیدا ہوتا ہے اور جب تک یہ خوبیاں پیدا نہ ہوں اول الذکر نکات پر عمل پیرا ہونا مشکل ہے۔

سائنسی اور غیر سائنسی علوم و فنون میں ماہرہ الاقویا اصول یہی ہے کہ غیر سائنسی نظریہ کو کسی لیبارٹری یا آلات صناعیہ کے ذریعے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ جبکہ سائنسی نظریہ کے دعویٰ کو متعلقہ لیبارٹری یا آلات صناعیہ کے ذریعے ثابت یا باطل کیا جاسکتا ہے۔ جس کے نتیجے میں دعویٰ کی حقانیت یا غیر حقانیت ثابت ہو جاتی ہے۔ سائنسی دعووں کو مسلم یا غیر مسلم کی تفریق کئے بغیر ہر ایک ماننے پر مجبور ہوتا ہے اس کے برعکس علوم نقلیہ میں دعویٰ کے ثبوت کیلئے دلائل کی حقانیت، صداقت، افضلیت، اولیت اور عقل سلیم کے بغیر تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے رشحات قلم میں یہی خوبی ہے کہ آپ جو دلیل یا نظریہ پیش کرتے ہیں چاہے اس کا تعلق علوم نقلیہ سے ہو یا فنون جدیدہ سے ہو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ عقل سلیم سے خالی نہ ہو۔ انانیت اور ضد کے خول میں بند نہ ہو۔

ماضی کے ریاضی دانوں، سائنسدانوں، افلاک و نجوم کے ماہرین سے اختلاف کرنا اتنا کمال نہیں جتنا موجودہ سائنس کے بانئین اور موجدین سے نہ صرف اختلاف کرنا بلکہ عملاً اس اختلاف کی حقانیت کو ثابت کرنا مشکل ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ان ہی کے قائم کردہ اصولوں کے تحت ان کے نتائج کو غلط ثابت کرنا کمال ہے۔

اعلیٰ حضرت نے البرٹ آئن اسٹائن پر تنقید کی، آئنزک نیوٹن کے نظریات کو باطل قرار دیا، دیمقراطیس کے خیالات کی بیخ کنی کی، البرٹ پورٹا کے مزعومہ دعووں کو غلط قرار دیا اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ مشہور امریکی سائنسدان البرٹ آئن اسٹائن (م۔ 1956) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا ہم عصر بھی تھا۔

ڈاکٹر سید عبداللہ طارق (رکن مؤتمر عالم اسلامی برائے انڈیا)

”امام احمد رضا اور سائنس“ میں لکھتے ہیں کہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ”فوزمبین در رد حرکت زمین“ میں گیلیلو کے ”LAW OF FALLING BODIES“ (گرنے والے اجسام) کے اصول کو پرنکس اور کپلر کے گردش سیارگان کے نظریات اور آئنزک نیوٹن کے ”LAW OF INERTIA“ (کلیہ جمود) اور ”LAW OF GRAVITATION“ (کشش ثقل) کا اصول رد کیا البرٹ آئن اسٹائن کی ”THEORY OF RELATIVITY“ (نظریہ اضافت) پر گفتگو کی ہے اور ارسطیدس کے اصول (پانی میں اشیاء کے وزن میں، ہٹائے ہوئے پانی کے وزن کی بقدر کمی ہو جاتی ہے) کی تائید کی ہے۔

کتاب فوزمبین میں مد و جزر کی تفصیلات پر بہت طویل تکنیکی بحث کی، دیگر سیاروں پر اجسام کے اوزان میں کمی پیشی پر تبصرہ کیا سمندر کی گہرائی، زمین کے قطر، مختلف سیاروں کے فاصلے، مختلف مادوں کی ”RELATIVE DENSITIES“ (ہوا کے دباؤ کے سائنسی دعوں) کی تفصیلات اور اعداد و شمار سے نہ صرف واقف نظر آتے ہیں بلکہ اپنے دلائل کے ثبوت میں ان اعداد و شمار کا استعمال بھی کرتے ہیں۔

آج اعلیٰ حضرت کی عظمت کا جیتا جاگتا ثبوت خود سائنس نے ہمیں فراہم کر دیا

ہے۔

امام احمد رضا نے سکون شمس کا مدلل رد فرمادیا تھا اور آج سائنس کو اعتراف ہے کہ سورج ساکن نہیں ہے بلکہ گردش میں ہے۔ سورج اپنے محور پر ایک چکر 25 دن میں پورا کرتا ہے اور اپنے مدار (ORBIT) میں 150 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے گردش کر رہا ہے۔ جدید سائنسی تحقیقات نے اب یہ بتایا ہے کہ سورج اور چاند کی زندگی ایک روز ختم ہو جائے گی اور یہ کہ سورج ایک مخصوص سمت بہا چلا جا رہا ہے اور جہاں سورج ختم ہوگا اسے ”SOLAR APEX“ کا نام دیا گیا ہے سورج اس سمت 12 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے بہہ رہا ہے۔^{۱۰۹}

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو علم ہیئت و نجوم میں بھی بڑا تبحر حاصل تھا، 18 اکتوبر 1919ء کو انگریزی اخبار ایکسپریس انڈیا میں امریکی میڈیٹو جسٹ (منجم) پروفیسر البرٹ پورٹا کی یہ پیش گوئی شائع ہوئی۔

17 دسمبر 1919ء کو سورج میں ایک بڑا سوراخ ہوگا جس کے اثر سے زمین پر طوفان اٹھیں گے، زلزلے اور آندھیاں آئیں گیں اور بعض علاقے صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے اس خبر سے پاک و ہند اور یورپ میں ایک ہیجان پھا ہو گیا مولانا ظفر الدین بہاری نے فاضل بریلوی کو اس اخبار کا تراشہ بھیجا۔ چنانچہ مولانا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے علم ہیئت و نجوم کی روشنی میں مدلل بحث کی اور یہ ثابت کیا کہ امریکی منجم کی پیش گوئی بالکل غلط اور لغو ہے۔^{۱۱۰} اور دنیا نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت کو علم نجوم پر کس قدر ماہرانہ دسترس حاصل تھی اور امریکی نجومی کا دعویٰ غلط ثابت ہوا اور امام احمد رضا کی بات سچ ثابت ہوئی۔

۱۰۹۔ عبداللہ طارق، سید ڈاکٹر، امام احمد رضا اور سائنس، بحوالہ احمد رضا کانفرنس مجلہ 1997

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا خان، ص ۴۳، ۴۴

۱۱۰۔ مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی، ص ۱۰۹، اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ 1991

ڈاکٹر محمد مالک (ایم۔ بی۔ بی۔ ایس) اپنی کتاب قرآن میڈیکل امبریا لوجی

اور امام احمد رضا "A REVIEW OF QURAN , MEDICAL EMBRYOLOGY AND IMAM AHMED RAZA"

میں لکھتے ہیں کہ

اعلیٰ حضرت کے افکار علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی علوم پر ان کی نادر نگارشات انعامات الہیہ کا پتہ ضرور دیتی ہیں۔ اور جدید علوم پر ان کی کامل دسترس اور حیرت انگیز تحقیق کو آشکارا کرتی ہیں۔ مفکر اسلام علوم قدیمہ و جدیدہ پر کامل عبور جہاں اعلیٰ ذہن اور ارفع شخصیت کا گواہ ہے وہاں پر عالم اسلام کیلئے اسلام کی حقانیت کو ثابت کرتے ہوئے قابل فخر بھی ہے۔

امام بریلوی نے میڈیکل سائنس کے مشکل اور مخصوص شعبہ پر کلام کیا ہے اور بڑی وضاحت کے ساتھ اسلام کے نظریات کی حقانیت کو ثابت کرتے ہوئے قرآن وحدیث کی عظمت کو برقرار رکھا ہے اور اسلامی سرحدوں کے محافظ کی حیثیت سے یہاں تک ثابت کیا کہ سائنس کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کا قرآن وحدیث میں مفصل یا اشارۃً کوئی ذکر موجود نہ ہو۔ مفکر اسلام کا رسالہ الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام اگرچہ خالص اسلامی نوعیت کا ہے مگر اس رسالہ میں جدید سائنسی علوم کا استعمال اجمالاً یا تفصیلاً ملتا ہے۔ مثلاً

(۱) جنیات GENETICS

(۲) جدید علوم جنین MODERN EMBRYOLOGY

(۳) طبعیات PHYSICS

(۴) علم مقامات TOPOLOGY (MATH)

(۵) علم ہندسہ GEOMETRY

(۶) علم ہیئت و فلکیات ASTRONOMY

(۷) علم نجوم ASTROLOGY

(۸) علم حیوانات ZOOLOGY (GIOLOGY)

(۹) فلسفہ و منطق PHILOSOPHY AND LOGIC

(۱۰) صرف و نحو GRAMER

آپ نے میڈیکل EMBRYOLOGY کے بارے میں ایسے انکشافات کئے ہیں کہ میڈیکل سائنس کے ماہرین داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔

جدید تحقیق کے مطابق ماں کے پیٹ میں بچے کی پیدائش کے بارے میں

3 اندھیرے (THREE VIELLS OF DARKNESS) یہ ہیں

1) AMNIOTIC MEMBRANCE

2) UTERINE WALL

3) ABDOMNIAL WALL (ANTERIOR)

مفکر اسلام (اعلیٰ حضرت) اپنی تصنیف الصمصام میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جنین

پر تین پردے اور ہوتے ہیں۔

لفظ جنین کے لغوی معنی یہ ہیں۔ پیٹ کا بچہ، وہ بچہ جو رحم مادر میں ہو، ادھورا بچہ اور

مضغہ (لوٹھڑا)

میڈیکل سائنس کی اصلاح میں جنین سے مراد "EMBRYO" ہو سکتا ہے۔ یا

پھر "Fetus"

میڈیکل سائنس میں ان پردوں کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

EMBRYONIC PERIOD:-

1) ECTODERMAL GERMINAL LAYER

امام احمد رضا اور جدید سائنس

(الٹراساؤنڈ مشین کی ساخت فزکس کے اصول کے تحت)

مفکر اسلام علامہ احمد رضا نے جدید سائنسی تحقیقات کو بحال رکھتے ہوئے آلہ (ULTRA SOUND MACHINE) کو عقل انسانی کا کرشمہ بتایا اور اللہ تعالیٰ کی عطا کی بنیاد قرار دیا۔ بلکہ ایک سو برس قبل اس عبقری ذات نے آلے کی ساخت کو فزکس کے جدید اصولوں کے تحت قلم بند فرمایا۔ اس سے مفکر اسلام کے ذہن کی سائنسی پہنچ (SCIENTIFIC APPROACH) اور فزکس پر کامل مہارت اور جدید انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے عملی تجربہ اور مہارت کا پتہ چلتا ہے مفکر اسلام نے ایک صدی قبل خدا داد صلاحیت سے الٹراساؤنڈ کی ساخت کو فزکس کے قوانین انعکاس نور (LAW OF REFLECTION OF LIGHT) اور انعطاف نور (LAW OF REFRACTION OF LIGHT) کی بنیاد (BASE) بیان کیا۔ ۴۲

(امام احمد رضا کی جذام پر تحقیق)

(الحق المجتلیٰ فی حکم المبتلیٰ)

جذام ایک قدیمی جلدی (SKIN) اور اعصابی تاروں (PERIPHERAL NERVES) کی بیماری ہے اس میں مبتلا مریض کو انتہائی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس بیماری پر اسلامی نظریات پر مبنی جو تحقیق کی ہے اس سے مریض سے نفرت کی بجائے علاج معالجہ اور دیکھ بھال کا شعور پیدا ہوتا ہے اور اسی نظریے کی تائید اب جدید میڈیل ریسرچ نے کی ہے۔ سابقہ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ جذام ایک متعدی مرض ہے رضوی تحقیق نے اسلامی نظریات کو واضح کرتے ہوئے جذام کو غیر متعدی قرار دیا ہے۔ آج جب کہ جدید

۴۲= محمد مالک، ڈاکٹر، امام احمد رضا اور میڈیکل سائنس، بحوالہ مجلہ احمد رضا کانفرنس ص ۶۳ تا ۶۷ ۱۹۹۷

2) MESODERMAL GERMINAL LAYER

3) ENDODERMAL GERMINAL LAYER

اور اگر جنین سے مراد "FETUS" لیا جائے تو یہ پردے یوں ہیں۔

FETAL LAYERS:-

1) AMNIOTIC FLUID

2) AMINOTIC MEMBRANE

3) CHORION

ان پردوں کی وضاحت و تفصیل سے مراد مفکر اسلام کی یہ ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں کتنے پردوں اور تہوں میں محفوظ ہوتا ہے اور بظاہر ایسی صورت نہیں کہ (نوزا) لڑکی یا لڑکے کا فرق معلوم کیا جاسکے۔ یا اس کا جسم مکمل طور پر بذریعہ (ULTRASOUND MACHINE) نظر آجائے اس وضاحت کے بعد مفکر اسلام سابقہ تجربات کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ پہلے بھی تجربہ کار لوگ مختلف قیاسات و علامات سے فرق معلوم کر لیا کرتے تھے۔ لہذا جدید تجربات کے بعد اگر کوئی آلہ (ULTRASOUND MACHINE) وغیرہ ایجاد ہو رہے ہیں جو لڑکے یا لڑکی کے فرق کا پتہ دیتا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں اس قسم کے آلہ کا وجود ممکن ہو سکتا ہے۔

امام احمد رضا اور جینیٹکس

(IMAM AHMAD RAZA AND GENETICS)

مفکر اسلام کی GENETICS پر علمی تحریر کو جدید ریسرچ کی روشنی میں پرکھا

جائے تو یہ بحث آج کل "GENETIC CONTROL OF PROTEIN"

SYNTHESIS CELL FUNCTION AND CELL REPRODUCTION"

کے زمرے میں آتی ہے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ جذام متعدی بیماری نہیں رہی بلکہ قابل علاج ہے تناسب کے اعتبار سے جذام 70% غیر متعدی اور 30% متعدی بھی غیر متعدی ہو جاتی ہے اگر بروقت اور صحیح علاج ہو۔

گنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج اور میو ہسپتال لاہور آڈیٹوریم میں لپروسی (LEPROSY) (جذام) سیمینار میں جب ایک انگریز پروفیسر نے انکشاف کیا کہ جدید تحقیق کے مطابق جذام اب متعدی بیماری نہیں ہے بلکہ 70% غیر متعدی اور 30% متعدی ہے تو راقم (ڈاکٹر محمد مالک) نے وہاں برملا مفکر اسلام کی جذام کی تحقیق کو واضح کیا جسے تمام ماہرین نے سراہا۔ اسی طرح 1995 میں ڈی۔ جی خان میں منعقدہ لپروسی سیمینار میں راقم نے جب ڈاکٹر اقبال احمد اور جرمن ڈاکٹر کرس شموزر (CHRIS SCHMOTZER) کو مفکر اسلام کی جذام پر تصنیف ”الحق المجتلیٰ فی حکم المبتلیٰ“ پیش کی تو دونوں ماہرین نے امام احمد رضا کے نظریہ جذام (غیر متعدی) کو نہایت خوش دلی سے سراہا۔

اب یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو رہی ہے کہ میڈیکل سائنس جذام کے متعلق جو نظریہ آج رکھتی ہے یہی نظریہ امام احمد رضا سو برس قبل اسلامی نظریات کی روشنی میں اپنی تصنیف میں واضح کر چکے تھے۔ مسلم امہ کیلئے بالخصوص اور پوری انسانیت کیلئے بالعموم آپ کی یہ حیرت انگیز تحقیق قابل فخر رہے گی۔ ۴۳

امام احمد رضا کی طاعون پر تحقیق

(تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون)

طاعون ایک قدیم اور انتہائی خطرناک وبائی مرض ہے جس سے ماضی میں لاکھوں

انسانوں کی جانیں ضائع ہوئیں اور اس کا خوف اب تک مسلط ہے یہ بھی ایک قابل علاج مرض ہے۔ وباء کی روک تھام کا قانون آج بھی یہی ہے کہ طاعون زدہ افراد متاثرہ علاقے سے نہ جائیں اور تندرست لوگ متاثرہ علاقے میں نہ آئیں۔

مفکر اسلام نے میڈیکل سائنس کے اس موضوع پر 90 برس قبل ایک علمی کتاب ”تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون“ تصنیف فرمائی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں طاعون سے متعلق اسلامی نظریات کو واضح کیا۔ ساتھ ہی تکلیف اور بیماری کی حالت میں مریض سے حسن سلوک، بھائی چارہ، قربانی، اور محبت و اخوت کے اسلامی پیغام و تعلیمات سے آگاہ کیا۔

رضوی تحقیق اور جدید میڈیکل سائنس کے نظریات آپس میں موافقت رکھتے ہیں لیکن مفکر اسلام نے اسلامی موقف کی وضاحت محبت و اخوت کی لافانی تعلیمات سے دی ہے۔ اور اسلامی نظریات کی مکمل حفاظت و پاسداری ہے۔ خدمت انسانیت کا یہ اعلیٰ نمونہ ہمیشہ قابل فخر رہا ہے اور رہے گا۔

امام احمد رضا کی ریاضی اور سائنس میں مہارت و قابلیت کا لوہا ڈاکٹر ضیاء الدین وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی، پروفیسر حاکم علی پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور اور امریکی فاضلہ ڈاکٹر باربرا منکاف پروفیسر برکلی یونیورسٹی (امریکہ) نے بھی مانا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت

بزبان امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

ترتیب: مولانا محمد سلیمان قادری شطاری

اللہ عز وجل سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو احد صد لا شریک لہ جاننا فرض اول و منطاط ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً محال و باطل جاننا فرض اجل و جزاء یتقان ہے۔ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین (ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے) نص قطعی قرآن ہے۔ اس کا منکر، نہ منکر بلکہ شبہہ کرنے والا، نہ شک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے تو ہم خلاف رکھنے والا قطعاً جماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک و تردد کو راہ دے وہ بھی کافر بیسن الکفر جلی الکفران ہے۔ ولید پلید جس کا قول نجس تر از بول، سوال میں مذکور ضروری ہے۔ بیشک ضرور مگر حاشانہ ولی الرحمن بلکہ عدو الرحمن ولی الشیطان ہے۔ یہ جو کہہ رہا ہوں میرا فتویٰ نہیں، اللہ واحد قہار کا فتویٰ ہے۔ خاتم الانبیاء الاخیر کا فتویٰ ہے۔ علی مرتضیٰ و بتول زہرا و حسن و شہید کربلا تمام ائمہ اطہار کا فتویٰ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم و مولاہم و علیہم و سلم۔ شفا شریف و اعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

یکفر ایضاً من کذب بشی مما صرح فی القرآن من حکم او خبر او اثبت مانفاہ او نفی ما اثبتہ علی علم منہ بذلک او شک فی شی من ذلک۔

نیز تکفیر کی جائے گی اس شخص کی جس نے قرآن کے صریح حکم یا خبر کی تکذیب کی، یا جس نے علم کے باوجود اس کے نفی کردہ امر کا اثبات کیا یا اس کے ثابت کردہ امر کی نفی کی یا جس نے اس میں شک کیا۔

فتاویٰ حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے:

التردد فی المعلوم من الدین بالضرورة کالانکار۔

شفا میں ہے:

وقع الإجماع علی تکفیر کل من دافع نص الكتاب او نص حدیث مجمعا علی نقلہ مقطوعا بہ مجمعا علی حملہ علی ظاہرہ و لہذا یکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة الاسلام او وقف فیہم او شک (فی کفرہم) او صحح مذہبہم وان اظهر الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذہب سواہ فہو کافر باظهار ما اضر من خلاف ذلک او مختصراً من نسیم الریاض ما بین الہلالین۔

ایسے شخص کے کفر پر امت مسلمہ کا اجماع ہے جو کتاب اللہ کی نص کا انکار کرے یا ایسی حدیث کا انکار کرے جس کے نقل پر اجماع ہو، وہ قطعی ہو اور اس کے ظاہر پر محمول کرنے پر اتفاق ہو، اسی لئے ہم ایسے شخص کی تکفیر کرتے ہیں جو کسی غیر مسلم کی تکفیر نہ کرے یا توقف یا شک کرے (ان کے کفر میں) یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھے اگرچہ ایسا شخص اسلام کا اظہار کرے اور عقیدہ رکھے اور اسلام کے سوا ہر مذہب کے بطلان کا عقیدہ رکھے اس سبب سے کہ وہ اپنے ظاہر کئے کا خلاف ظاہر کرتا ہے لہذا وہ کافر ہے اھ مختصر اہلالین کے درمیان نسیم الریاض سے اضافہ ہے۔

اسی میں ہے:

اجماع علی کفر من لم یکفر کل من فارق دین المسلمین

او وقف فی تکفیر ہم او شک۔

بزاز یہ در مختار وغیرہا میں ہے:

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔

جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ کافر ہے۔

بلکہ شخص مذکور پر لازم و ضرور ہے کہ اپنے آپ ہی کفر و الحاد و زندقہ و ارتداد کا فتویٰ لکھے۔ آخر یہ تو بدلتہ ضرورۃً موافقین و مخالفین حتیٰ کہ کفار و مشرکین سب کو معلوم و مسلم کہ حضرات حسنین اور ان کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسلمان تھے۔ قرآن عظیم پر ایمان رکھتے اور بلاشبہ اسے کلام اللہ جانتے، اس کے ایک ایک حرف کو حق مانتے اور اسی قرآن کا ارشاد ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں تو قطعاً وہ بھی حضور اقدس ﷺ کو خاتم النبیین اعتقاد کرتے تو قطعاً یقیناً اپنے آپ کو نبی و رسول نہ جانتے اور اس ادعائے ملعون کو باطل و ملعون ہی مانتے کہ قول بالہتافین کسی عاقل سے معقول نہیں، اب یہ شخص کہ انہیں نبی و رسول مانتا ہے خود اپنے ہی ساختہ رسولوں کو کاذب و مبطل جانتا ہے اور رسولوں کی تکذیب کفر ظاہر ہے تو خود ہی اپنے عقیدے کی رُو سے کافر ہے غرض انہیں رسول کہہ کر اعتقاد ختم نبوت میں سچا جانا تو اس ایمانی عقیدے کا منکر ہو کر کافر ہوا اور جھوٹا مانا تو اپنے ہی رسولوں کی آپ تکذیب کر کے کافر ہوا مگر کدھر؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الاکبر۔

ولید کے مقابل ذکر احادیث و نصوص علمائے قدیم و حدیث کا کیا موقع؟ کہ جو نص قطعی قرآن کو نہ مانے حدیث و علماء کی کیا قدر جانے مگر بھلا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے متعدد منافع ظاہر و بین ہیں۔ قرآن و حدیث دونوں ایمان مومن ہیں۔ احادیث کا بار بار تکرار اظہار دلوں میں ایمان کی جڑ جمائے گا۔ آیہ کریمہ میں وسوس ملعونہ بعض شیاطین نجدیہ کا استیصال فرمائے گا۔ ختم نبوت و خاتم النبیین کے صحیح و صحیح معنی بتائے گا۔ بعض قاسمان

کفر و مجون کے اختراع جنون کو مردود و ملعون بنائے گا۔

ولید پلید کے ادعائے خمیث ثبوت بالحدیث کا بطلان دکھائے گا۔ نصوص ائمہ سے اہل ایمان کو صحت فتویٰ پر زیادہ تر اعتبار و اعتماد آئے گا۔ معہذا ذکر محبوب راحت قلوب ہے۔ اُن کی یاد سے مسلمانوں کا دل چین پائے گا۔

خاتم النبیین:

دارمی اپنی سنن میں بسند صحیح اور بخاری تاریخ اور طبرانی اوسط اور بیہقی سنن، میں اور ابو نعیم حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

انما قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا شافع وشفع ولا فخر

میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلے شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور بوجہ فخر ارشاد نہیں کرتا ﷺ

احمد و حاکم و بیہقی و ابن احبان و عرابض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

بے شک بالیقین میں اللہ کے حضور لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا اور ہنوز آدم اپنی مٹی میں پڑے تھے۔

آدم سرتن بآب و گل داشت کو حکم بملک جان و دل داشت ۲

(حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خیر میں ہی تھے جبکہ حضور ﷺ بحکم خداوندی جان و دل سے سرفراز تھے)

عمارت نبوت کی آخری اینٹ

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حضرت جابر بن عبد اللہ اور احمد و شیخین حضرت ابو ہریرہ اور احمد و مسلم حضرت ابوسعید خدری اور احمد و ترمذی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بالفاظ متناسبہ و معانی متقاربہ راوی حضور خاتم المرسلین ﷺ فرماتے ہیں:

مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنه فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الاموضع تلک اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی البیان و ختم بی الرسل و فی لفظ للشیخین فانا اللبنة و انا خاتم النبیین۔

میری اور تمام انبیاء کی کہاوٹ ایسی ہے جیسے ایک محل نہایت عمدہ بنایا گیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی، دیکھنے والے اس کے آس پاس پھرتے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ نگاہوں میں کھٹکتی ہے، میں نے تشریف لا کر وہ جگہ بند کی مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی مجھ سے رسولوں کی انتہاء ہوئی میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں ﷺ۔

امام ترمذی حکیم عارف باللہ محمد بن علی نو اور الاصول میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اول الرسل ادم و اخرهم محمد

سب رسولوں میں پہلے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سب میں پچھلے محمد ﷺ۔

سوسمار (گوہ) کی گواہی

طبرانی معجم اوسط و معجم صغیر اور ابن عدی کامل اور حاکم کتاب المعجزات اور بیہقی و ابو نعیم دلائل النبوة اور ابن عساکر تاریخ میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے راوی حضور اقدس ﷺ مجمع اصحاب میں تشریف فرما تھے کہ ایک بادیہ نشین قبیلہ بنی سلیم کا آیا سوسمار شکار کر کے لایا تھا، وہ حضور اقدس کے سامنے ڈال دیا اور بولا قسم ہے لات و عزریٰ کی وہ شخص آپ پر ایمان نہ لائے گا جب تک یہ سوسمار ایمان نہ لائے۔ حضور پھر نو ﷺ نے اس جانور کو پکارا، وہ فصیح زبان روشن بیان عربی میں بولا جسے سب حاضرین نے خوب سنا اور سمجھا: لبیک و سعدیک یا زین من وافی یوم القیامة۔

میں خدمت و بندگی میں حاضر ہوں اے تمام حاضرین مجمع محشر کی زینت۔

حضور نے فرمایا: من تعبد، تیرا معبود کون ہے؟ عرض کی:

الذی فی السماء عرشه و فی الارض سلطانه و فی البحر سبيله

و فی الجنة رحمته و فی النار عذابه۔

وہ جس کا عرش آسمان میں اور سلطنت زمین میں اور راہ سمندر میں اور رحمت جنت

میں اور عذاب نار میں۔

فرمایا: فمن انا؟۔ بھلا میں کون ہوں عرض کی:

انت رسول رب العلمین و خاتم النبیین قد افلح من صدقک و

قد خاب من کذبک۔

حضور پروردگار عالم کے رسول ہیں اور رسولوں کے خاتم جس نے حضور کی

تصدیق کی وہ مبرا کو پہنچا اور جس نے نہ مانا ناسرور رہا۔

اعرابی نے کہا اب آنکھوں دیکھے کے بعد کیا شبہ ہے؟ خدا کی قسم میں جس وقت

حاضر ہوا حضور سے زیادہ اس شخص کو دشمن کوئی نہ تھا اور اب حضور مجھے اپنے باپ اور اپنی

جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ اشہدان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ۔ یہ مختصر ہے

اور حدیث میں اس سے زیادہ کلام اطیب و اکثر۔

یہ حدیث امیر المؤمنین مولیٰ علی و ام المؤمنین عائشہ صدیقہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات سے بھی آئی: کما فی الجامع الکبیر والخصائص الکبریٰ ولم اقف علی الفاظہم فان اشملت جمیعاً علی لفظ خاتم النبیین کانت اربعة احادیث۔

جیسا کہ جامع کبیر اور خصائص کبریٰ میں ہے: میں نے ان کے الفاظ نہ پائے اگر ان سب کے الفاظ خاتم النبیین کے لفظ پر مشتمل ہوں تو یہ چار احادیث ہوں۔

تذیل:

ترمذی حدیث طویل حلیہ اقدس میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی کہ انہوں نے فرمایا: بیسن کتفیہ خاتم النبوة وهو خاتم النبیین۔ حضور کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے اور حضور خاتم النبیین ہیں ﷺ۔

ولانی بعدی

صحیح بخاری شریف میں مروی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی ولانی بعدی۔ انبیاء بنی اسرائیل کی سیاست فرماتے، جب ایک نبی تشریف لے جاتا دوسرا اس کے بعد آتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ﷺ۔

احمد و ترمذی و حاکم و مسند صحیح بر شرط صحیح مسلم۔ کما قالہ الحاکم و اقرہ الناقدون۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولانی۔

پیشک رسالت و نبوت ختم ہو گئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول نہ نبی ﷺ۔

تبجیل جمیل

بجاء اللہ بیس احادیث علویہ کے علاوہ خاص مقصود محمود ختم نبوت پر یہ ایک سوا ایک حدیثیں ہیں اور مع تزیلات ایک سوا اٹھارہ جن میں نوے مرفوع ہیں اور ان کے رواۃ واصحاب اکثرت۔

گیارہ تابعی: صحابہ و تابعین جن میں صرف گیارہ تابعی۔

- | | |
|---------------------------|----------------------|
| ۱۔ امام اجل محمد باقر | ۲۔ سعد بن ثابت |
| ۳۔ ابن شہاب زہری | ۴۔ عامر شعبی |
| ۵۔ عبد اللہ بن ابی الہذیل | ۶۔ علاء بن زیاد |
| ۷۔ ابو قلابہ | ۸۔ کعب احبار |
| ۹۔ مجاہد بن | ۱۰۔ محمد بن کعب قرظی |
| ۱۱۔ وہب بن منبہ | |

اکاون صحابہ: باقی ساٹھ صحابی ازاں جملہ اکاون صحابہ خاص اصول مرویات میں۔

- | | |
|-----------------------------|---------------------|
| ۱۲۔ ابی بن کعب | ۱۳۔ ابو امامہ باہلی |
| ۱۴۔ انس بن مالک | ۱۵۔ اسماء بنت عمیس |
| ۱۶۔ براء بن عازب | ۱۷۔ بلال مؤذن |
| ۱۸۔ ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ | ۱۹۔ جابر بن سمرہ |
| ۲۰۔ جابر بن عبد اللہ | ۲۱۔ جبیر بن مطعم |
| ۲۲۔ حمیش بن جنادہ | ۲۳۔ حذیفہ بن اسید |
| ۲۴۔ حذیفہ بن الیمان | ۲۵۔ حسان بن ثابت |
| ۲۶۔ حویصہ بن مسعود | ۲۷۔ ابو ذر |
| ۲۸۔ ابن زل | ۲۹۔ زیاد بن لبید |
| ۳۰۔ زید بن ارقم | ۳۱۔ زید بن ابی اوفی |

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان، یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی محبت کے بارے میں ارشاد فرمایا:
عن انس قال قال رسول الله ﷺ لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعين (متفق عليه وفي رواية اخرى من نفسه واهله وماله)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی جان، اہل اور مال سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہ ہو جاؤں۔

مسلم برادر! قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی محبت رکھنے والوں کو جنت میں آپ کی رفاقت کی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ فرمایا:

ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا (النساء: ۶۹/۴)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے

فضل کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے بھی حدیث میں اپنی محبت رکھنے والوں کو جنت میں اپنی رفاقت کی نوید سنائی ہے۔ فرمایا:

عن انس قال قال رسول الله ﷺ المرء مع من احب وله ما اكتسب رواه الترمذی وفي رواية اخرى من احبني كان معي في الجنة (الشفاء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
آدمی قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ دنیا میں محبت رکھتا تھا، اور اسے قیامت میں وہی کچھ ملے گا جو دنیا میں اس نے کمایا ہے، ایک دوسری روایت میں ہے جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

میرے اسلامی بھائیو!

امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی محبت اور دین حق کی تبلیغ کے لئے وقف کئے رکھی، وہ اخلاق فاضلہ اور عمدہ آداب کے ساتھ مزین تھے آپ کسی سے اللہ کے لئے ہی محبت رکھتے تھے اور دشمنی بھی اللہ کے لئے ہی رکھتے تھے مسلمانوں پر نرم، مشرکوں ملحدوں اور دین کے دشمنوں پر سخت تھے، اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی ذوات کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے، آپ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور اولیاء کرام کی ذوات کی بازے میں معمولی سا کلمہ سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے، آپ نے اپنی حیات مبارکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں اور شعائر اسلام کا مزاح اڑانے والوں کی سرکوبی اور ان کا مقابلہ کرتے ہوئے گزاری۔

کسی سے اللہ جل و علا و رسول اللہ ﷺ کی ذوات کے بارے میں کوئی توہین آمیز کلمہ یا ذوق معین کلمہ سننا برداشت نہیں کرتے تھے، بلا شک و شبہ امام احمد رضا بریلوی اس بارے میں بڑے متشدد تھے، اور یہی حق ہے، اسی لئے آپ اللہ جل و علا و رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کی طرف سے تنقید و ہدف کا نشانہ بنے لیکن وہ دشمن اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کی مہربانی اور فضل سے حضرت امام کی عداوت و دشمنی میں مکمل طور پر ناکام رہے، اسی بناء پر حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

رسول اللہ انت المستحار فلا تحشی الاعدادی کیف جاروا

بفضلک ارتحی أن عن قریب تمزق کیدہم والقوم باروا

عربی مقالہ: ابوالاسد محمد اسلم نوشاہی، بریڈ فورڈ

ترجمہ: حافظ محمد شاہد اقبال، لاہور



امام احمد رضا بریلوی پر

دنیا بھر میں ہونے والی تحقیقات کا اجمالی جائزہ

ترتیب: علامہ محمد علی حسن کیم شرف قادری

پیر طریقت حضرت علامہ پیر معروف حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ، سربراہ انجمن تبلیغ الاسلام، یو کے، جناب صوفی لیاقت حسین صاحب جنرل سیکرٹری انجمن تبلیغ الاسلام، جناب محمد الیاس قادری ناظم اعلیٰ رضا اکیڈمی، مانچسٹر، حضرات علماء کرام، مشائخ عظام اور برادران اہل سنت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کے بعد انجمن تبلیغ الاسلام، بریڈ فورڈ، برطانیہ کے سرپرست اور کارپردازوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کی عنایت سے مجھے اور میرے احباب کو اس عظیم الشان انفرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

حضرات گرامی! امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ بریلی شریف، انڈیا کے رہنے والے تھے، ان کا یوم بریڈ فورڈ میں منایا جا رہا ہے، وجہ کیا ہے؟ وجہ اس کے علاوہ کیا ہو سکتی ہے؟ کہ ان کے اخلاص اور للہیت کی بدولت اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص اور نبی اکرم ﷺ کی نظر عنایت ان کے شامل حال ہے۔

کہاں کھولی ہیں زلفیں یار نے خوشبو کہاں تک ہے؟

امام احمد رضا خود فرماتے ہیں۔

کسی سے اللہ جل وعلا و رسول اللہ ﷺ کی ذوات کے بارے میں کوئی توہین آمیز کلمہ یا ذومعنیین کلمہ سننا برداشت نہیں کرتے تھے، بلا شک و شبہ امام احمد رضا بریلوی اس بارے میں بڑے متشدد تھے، اور یہی حق ہے، اسی لئے آپ اللہ جل وعلا و رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کی طرف سے تنقید و ہدف کا نشانہ بنے لیکن وہ دشمن اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کی مہربانی اور فضل سے حضرت امام کی عداوت و دشمنی میں مکمل طور پر ناکام رہے، اسی بناء پر حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

رسول اللہ انت المستحار فلا تخشى الاعادی کیف جاروا

بفضلک ارتجی أن عن قریب تمزق کیدهم والقوم باروا

عربی مقالہ: ابوالاسد محمد اسلم نوشاہی، بریڈ فورڈ

ترجمہ: حافظ محمد شاہد اقبال، لاہور



امام احمد رضا بریلوی پر

دنیا بھر میں ہونے والی تحقیقات کا اجمالی جائزہ

ترتیب: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

پیر طریقت حضرت علامہ پیر معروف حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ، سربراہ انجمن تبلیغ الاسلام، یو کے، جناب صوفی لیاقت حسین صاحب جنرل سیکرٹری انجمن تبلیغ الاسلام، جناب محمد الیاس قادری ناظم اعلیٰ رضا اکیڈمی، مانچسٹر، حضرات علماء کرام، مشائخ عظام اور برادران اہل سنت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیہ صلوة و سلام پیش کرنے کے بعد انجمن تبلیغ الاسلام، بریڈ فورڈ، برطانیہ کے سرپرست اور کارپردازوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کی عنایت سے مجھے اور میرے احباب کو اس عظیم الشان انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

حضرات گرامی! امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ بریلی شریف، انڈیا کے رہنے والے تھے، ان کا یوم بریڈ فورڈ میں منایا جا رہا ہے، وجہ کیا ہے؟ وجہ اس کے علاوہ کیا ہو سکتی ہے؟ کہ ان کے اخلاص اور للہیت کی بدولت اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص اور نبی اکرم ﷺ کی نظر عنایت ان کے شامل حال ہے۔

کہاں کھولی ہیں رلفیں یا رنے خوشبو کہاں تک ہے؟

امام احمد رضا خود فرماتے ہیں۔

گونج گونج اٹھے ہیں نعمات رضا سے بوستان
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں دامنقار ہے

امام احمد رضا بریلوی پاک و ہند کے نابذ روزگار عالم تھے، بریلی شریف میں ۱۸۵۶ء کے ہنگامہ خیز دور میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۱ء کے ہوش ربا دور میں وہیں فوت ہوئے۔ آج ان کی علمی، دینی، اور سیاسی خدمات کا اعتراف بین الاقوامی سطح پر کیا جا رہا ہے، بڑے بڑے علماء و مشائخ، ڈاکٹر اور دانشور، ان کے بارے میں اظہار خیال کر چکے ہیں، بہت سے داد تحقیق دے رہے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ بقول مولانا کوثر نیازی یہ حضرات اس سمندر کے کناروں کی سیر کر رہے ہیں، ابھی اس کی گہرائی تک نہیں پہنچے۔

فخر عالم اسلام، پاکستانی ایٹمی سائنسدان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان لکھتے

ہیں:

”آج سے سو سال قبل جب انگریز ہندوؤں کے ساتھ ساز باز کر کے ہند کی معیشت پر قابض ہوئے تو مسلمانوں کے تشخص اور تعلیمی نظام کو زبردست دھچکا لگا، استعماری طاقتوں کے مذموم عزائم کی بدولت مذہبی قدریں زوال پذیر ہونے لگی تھیں، اس پر آشوب دور میں اللہ رب العزت نے برصغیر کے مسلمانوں کو امام احمد رضا جیسی باصلاحیت اور مدبرانہ قیادت سے نوازا کہ جس کی تصانیف، تالیفات اور تبلیغی کاوشوں نے شکست خوردہ قوم میں ایک فکری انقلاب پیا کر دیا۔ امام صاحب کی شخصیت جذبہ

عشق رسول سے لبریز تھی۔ آپ کی ساری زندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ آپ کی ذات نبی کریم سے وفا شعاری کا نشان مجسم تھی۔

آپ کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک اہم پہلو سائنس سے شناسائی بھی ہے، سورج کو حرکت پذیر اور محور گردش ثابت کرنے کے ضمن میں آپ کے دلائل بڑے اہمیت کے حامل ہیں۔

آج جبکہ ہمارا معاشرہ فروغی، لسانی اور نام نہاد جدید فرقوں کے گروہوں میں منقسم نظر آتا ہے، جب کہ دوسری طرف ہمارا دشمن ہمیں تباہ و برباد کرنے کی گھات میں بیٹھا ہے تو میں سمجھتا ہوں امام صاحب کی تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر ہم آج بھی ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکتے ہیں۔“

(ڈاکٹر عبدالقدیر خان: تحریر ۲۴ مئی ۱۹۹۸ء)

علامہ اقبال نے امام احمد رضا کے افکار کا مطالعہ کیا تھا اور ان سے متاثر بھی تھے، غالباً ۱۹۳۲ء میں پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری کے ہاں علی گڑھ میں دعوت کے موقع پر امام احمد رضا کا ذکر نکل آیا، علامہ نے جو کچھ کہا وہ اس محفل میں حاضر ڈاکٹر عابد احمد علی نے بیان کیا:

”علامہ مرحوم نے مولانا بریلوی کو خراج عقیدت و تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان کے دور آخر میں ان جیسا طبائع اور ذہن فقیہ پیدا نہیں ہوا، سلسلہء کلام

جاری رکھتے ہوئے علامہ مرحوم نے فرمایا کہ میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے۔

(محمد مسعود احمد، ڈاکٹر: امام احمد رضا اور عالمی جامعات (۱۹۹۸ء) ص ۸)

گزشتہ صدی عیسوی کے آخری تین عشروں میں دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا پر جو کام ہوا ہے اور اس وقت ہو رہا ہے، ایم فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالے لکھے جا رہے ہیں غالباً اتنا کام کسی دوسری شخصیت پر نہیں ہوا، وجہ یہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی کا علمی اور تحقیقی کام اتنا ہے کہ اتنی کاوشوں کے باوجود اس کا احاطہ نہیں کیا جاسکا۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں۔

بے نشانوں کا نشان بنتا نہیں

منته منته نام ہو ہی جائے گا

بریلوی نیا فرقہ نہیں

امام احمد رضا بریلوی کے افکار و نظریات کی بے پناہ مقبولیت سے متاثر ہو کر مخالفین نے ان کے ہم مسلک علماء و مشائخ کو بریلوی کا نام دے دیا۔ مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ دوسرے فرقوں کی طرح یہ بھی ایک نیا فرقہ ہے جو سرزمین ہند میں پیدا ہوا ہے۔

ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی اہل حدیث لکھتے ہیں:

”یہ جماعت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کی مدعی ہے، مگر دیوبندی مقلدین (اور یہ بھی بجائے خود ایک جدید اصطلاح ہے) یعنی تعلیم یافتگان مدرسہ دیوبند اور ان کے اتباع انہیں ”بریلوی“ کہتے ہیں۔“

جبکہ حقیقت حال اس سے مختلف ہے۔ بریلی کے رہنے والے یا اس سلسلہ

سے شاگردی یا بیعت کا تعلق رکھنے والے اپنے آپ کو بریلوی کہیں تو یہ ایسے ہی ہو گا، جیسے کوئی اپنے آپ کو قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی کہلائے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ خیر آبادی، بدایونی، راپوری سلسلہ کا بھی وہی عقیدہ ہے جو علماء بریلی کا ہے، کیا ان سب حضرات کو بھی بریلوی ہی کہیں گے؟ اسی طرح اسلاف کے طریقے پر چلنے والے قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی اور رفاعی مخالفین کی نگاہ میں بریلوی ہی ہیں۔ خود مخالفین بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ لوگ قدیم طریقوں پر کاربند رہے۔ مشہور مورخ سلیمان ندوی جن کا میلان طبع اہل حدیث کی طرف تھا، لکھتے ہیں:

”تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے آپ کو اہل سنت کہتا رہا۔ اس گروہ کے پیشوا زیادہ تر بریلی اور بدایوں کے علماء تھے۔“

حیات شبلی ص ۴۶ (بحوالہ تقریب تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۲۲)

شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

”انہوں (امام احمد رضا بریلوی) نے نہایت شدت سے قدیم خفی طریقوں کی حمایت کی۔“

موج کوثر، طبع ہفتم ۱۹۶۶ء ص ۷۰ (بحوالہ سابقہ)

اہل حدیث کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

”امرتسری میں مسلم، غیر مسلم آبادی (ہندو سکھ وغیرہ) کے مساوی ہے، اسی سال قبل پہلے سب مسلمان اسی خیال کے تھے، جن کو بریلوی خفی خیال کیا جاتا ہے۔“

شیخ توحید (مطبوعہ سرگودھا) ص ۴۰

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے ۱۹۸۲ء ایک مقالہ ”امام احمد رضا اور عالمی جامعات“ کے نام سے لکھا، جو اسی سال معارف رضا، کراچی کے سالانہ مجلہ میں شائع ہوا، ۱۹۹۰ء میں کچھ اضافوں کے ساتھ رضا انٹرنیشنل اکیڈمی، صادق آباد نے اسے کتابی صورت میں شائع کیا۔ ۱۹۹۸ء میں ادارہ مسعودیہ، کراچی نے اسے ڈاکٹر اقبال احمد قادری کے ضمیمہ کے ساتھ شائع کیا جس میں ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۷ء تک امام احمد رضا پر ہونے والی تحقیقات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

درج ذیل سطور میں امام احمد رضا پر کی جانے والی بعض قدیم اور جدید تحقیقات کا ”امام احمد رضا اور عالمی جامعات“ سے استفادہ کرتے ہوئے تذکرہ کیا جاتا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی، لاہور

پروفیسر مولانا محمد اشفاق جلالی، امام احمد رضا کی عربی تصنیف ”الزلال الأنقى من بحر سبقة الأتقى“ پر پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، سابق صدر شعبہ عربی، پنجاب یونیورسٹی کی نگرانی میں پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

حافظ محمد سلیم نے پنجاب یونیورسٹی میں ایم۔ اے اسلامیات کے لئے امام احمد رضا پر مقالہ پیش کیا۔

فاضل نوجوان عطاء الرحمن نے پنجاب یونیورسٹی شعبہ ایجوکیشن میں امام احمد رضا کے خلیفہ مولانا امجد علی اعظمی (صاحب بہار شریعت) پر مقالہ پیش کیا جو جون ۲۰۰۱ء میں منظور ہو گیا۔

یاد رہے کہ اس یونیورسٹی میں سب سے پہلے پروفیسر صدیق اکبر زید مجدہ نے

ایم اے کا مقالہ لکھا اور امام احمد رضا بریلوی کا رسالہ مبارکہ ”الإجازات المتينة“ ایڈٹ کر کے پیش کیا۔

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

جامعہ میں حضرت استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی کی نگرانی میں رضا فاؤنڈیشن قائم ہے، جس کے زیر اہتمام فتاویٰ رضویہ کی عربی اور فارسی عبارات کے تراجم اور حوالہ جات کی تخریج (جلد اور صفحہ کی نشاندہی) نئی کتابت اور پیرابندی کے ساتھ تاحال (جولائی ۲۰۰۱ء) بیس جلدیں چھپ چکی ہیں۔ یاد رہے کہ تمام جلدوں کا سائز ایک ہے اور حجم تقریباً برابر۔

ایک اہم کام یہ ہو گیا ہے کہ امام احمد رضا کی تصنیف لطیف ”الدولة المکیة“ اور اس کے مبسوط حاشیہ ”إنباء الحی أن کلامه المصون تبیان لكل شئ“ (قرآن پاک ہر شے کا بیان ہے) کی تخریج اور پیرابندی کے ساتھ کمپوزنگ ہو چکی ہے، عنقریب یہ دونوں عربی کتابیں تقریباً چھ سات سو صفحات پر چھپ کر منظر عام پر آئیں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

علاوہ ازیں امام احمد رضا بریلوی کے شاگرد اور خلیفہ مولانا علامہ محمد ظفر الدین بھاری نے امام احمد رضا کی تصانیف سے احادیث مبارکہ جمع کر کے چھ جلدوں میں ایک مجموعہ ”صحیح البہاری“ کے نام سے مرتب کیا تھا، اس کی دوسری جلد پہلے ہندوستان پھر پاکستان سے ۱۹۹۶ء میں شائع ہوئی تھی۔ یہ جلد ۹۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد ابھی تک نہیں چھپی، یہ جلد عقائد پر مشتمل ہے، فاضل جلیل مولانا علامہ محمد عباس رضوی نے اس کے تخریج کی ہے، اب یہ جلد منتظر اشاعت ہے۔

رضا فاؤنڈیشن نے کچھ عرصہ پہلے امام احمد رضا بریلوی کے رسائل کے دو مجموعے شائع کئے تھے (۱) نور وسایہ (۲) رد مرزائیت۔

۱۹۹۸ء میں جامعہ ازہر کے استاذ ڈاکٹر سید حازم کی تالیف لطیف "الإمام الأكبر المجدد محمد أحمد رضا خان و العالم العربی" (عربی) شائع کی جو ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور کے متعدد طلباء نے تنظیم المدارس کے درجہ عالمیہ (دورہ حدیث) کے امتحان کے لئے امام احمد رضا کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر مقالات لکھے ہیں، ان میں سے چند عنوانات یہ ہیں:

- ۱۔ فاضل بریلوی اور علم طبعیات ۱۹۸۳ء مولانا غلام مصطفیٰ
- ۲۔ امام احمد رضا اور رد عیسائیت ۱۹۸۷ء مولانا ممتاز احمد سیدی
- ۳۔ امام احمد رضا بحیثیت مرجع العلماء ۱۹۸۸ء مولانا خادم حسین رضوی
- ۴۔ فاضل بریلوی اور اصول حدیث ۱۹۹۴ء مولانا خادم حسین نوشاہی
- ۵۔ فاضل بریلوی اور اصول فقہ ۱۹۹۴ء مولانا شوکت علی قادری

مکتبہ قادریہ، لاہور

راقم نے احباب کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر یہ مکتبہ ۱۹۷۴ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں مسلک رضا اور فکر رضا کی اشاعت کے لئے قائم کیا، راقم نے ۱۹۷۰ء میں یاد اعلیٰ حضرت لکھی، ۱۹۷۲ء میں سوانح سراج الفقہاء مع فتویٰ امام احمد رضا لکھی جو اسی سال لاہور سے شائع ہوئی، احسان الہی ظہیر نے البریلویہ لکھی جس میں غلط بیانیوں کے طومار باندھ دئے گئے تھے، راقم نے اس کے جواب میں اردو میں

اندھیرے سے اجالے تک، لکھی (۱۹۸۵ء) پھر "شیشے کے گھر" (۱۹۸۶ء) لکھی بعد ازاں یہ دونوں کتابیں ۱۹۹۱ء میں "البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" کے نام سے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ کے مقدمہ کے ساتھ شائع کی گئیں، اور اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ ۱۹۹۶ء میں انبریلویہ کے جواب میں راقم کی عربی کتاب "من عقائد أهل السنة" شائع کی گئی۔ ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء میں مختلف اداروں کے تعاون سے یہیں سے امام احمد رضا کا عربی دیوان "بساتین الغفران" شائع کیا گیا، جسے جامعہ ازہر کے کلیۃ اللغات و الترجمة کے استاذ ڈاکٹر سید حازم محمد احمد محفوظ نے ترتیب دیا۔

الحمد للہ! امام احمد رضا سے متعلق راقم کے درج ذیل رسائل شائع ہوئے:

- ۱۔ الإمام أحمد رضا الحنفی القادری فی میزان الإنصاف (عربی) یہ مقالہ ۱۱ مارچ ۱۹۹۷ء کو ہولی ڈے ان، اسلام آباد میں انجمن طلباء اسلام کے زیر اہتمام منعقد کانفرنس میں پڑھا گیا۔
- ۲۔ فسی ظلال الفتاویٰ الرضویہ (عربی) یہ مقالہ ۱۹ جولائی کو ہولی ڈے ان اسلام آباد میں ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کے زیر اہتمام منعقد "بین الاقوامی امام ابو حنیفہ کانفرنس" میں پڑھا گیا۔
- یہ دونوں مقالے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، پاکستان نے ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء میں شائع کئے۔
- ۳۔ خلفاء امام احمد رضا: ترتیب: محمد عبدالستار طاہر، یہ مجموعہ رضا اکیڈمی، لاہور نے ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء میں شائع کیا۔

۴۔ تکریم ثلاثہ من علماء مصر (عربی) ۲ جمادی الآخرۃ ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء کو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، پاکستان نے تین مصری علماء کو رضویات پر قابل قدر کام کرنے پر گولڈ میڈل دیا، اس تقریب میں راقم بھی شریک تھا، یہ تقریب جامعہ ازہر شریف کے کلیۃ اللغات والترجمہ میں منعقد ہوئی۔ راقم نے اس تقریب کا حال عربی میں قلم بند کیا جسے ادارہ تحقیقات نے ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء میں شائع کیا۔

۵۔ منظر اسلام بریلی شریف کا صد سالہ جشن۔ یہ رسالہ رضا اکیڈمی، لاہور نے ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء میں شائع کیا۔

۲۰۰۰ء میں راقم کے مقالات کا مجموعہ ممتاز پہلی کیشنز، لاہور نے ”مقالات رضویہ“ کے نام سے شائع کیا، جسے محترم محمد عبدالستار طاہر نے ترتیب دیا۔

عزیزم ممتاز احمد سیدی حفظہ اللہ تعالیٰ (راقم کے بڑے بیٹے) نے ۱۹۸۷ء میں تنظیم المدارس کے تحت عالمیہ (دورہ حدیث) کا امتحان دینے کے لئے ایک مقالہ لکھا اور پورے ملک میں دوسری پوزیشن حاصل کی، اس مقالے کا عنوان تھا ”امام احمد رضا اور رد عیسائیت“ بعد ازاں جامعہ ازہر شریف میں ایم فل کا مقالہ لکھا، جس کا عنوان تھا ”الشیخ أحمد رضا شاعراً عربياً“ الحمد للہ ۲۵ جولائی ۱۹۹۹ء کو مناقشہ (وائیو) ہوا اور بدرجہ ممتاز کامیابی حاصل کی، یاد رہے کہ یہ مقالہ فتاویٰ رضویہ سائز کے سوا سات سو صفحات پر مشتمل ہے۔

فاضل نوجوان مولانا ممتاز احمد سیدی نے امام احمد رضا کے درج ذیل رسائل کا عربی میں ترجمہ کیا:

۱۔ إقامة القيامة على طاعن القيام لنبي تهامة
شائع کردہ مکتبہ قادریہ، لاہور

۲۔ طرد الأفاعى عن حمى حام رفع الرفاعى
معارف نعمانیہ، لاہور

۳۔ الزممة القمرية فى الذب عن الخمرية
(کمپوز ہو گیا ہے)

ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ کے ایک مقالہ کا ترجمہ درج ذیل عنوان سے کیا:

دور الشيخ أحمد رضا البريلوى فى المقاومة على البدع والرد عليها

مولانا کوثر نیازی کے مقالہ کا اس عنوان سے ترجمہ کیا:

الإمام أحمد رضا البريلوى وشخصيته الموسوعية

مجلس رضا، لاہور

۱۹۶۸ء میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری، قاضی عبدالنبی کوکب، مولانا باغ علی نسیم رحمہم اللہ تعالیٰ اور چند دیگر حضرات نے مل کر لاہور میں یوم رضا منانے کی داغ بیل ڈالی، برکت علی ہال، موچی دروازہ میں شایان شان طریقے سے یوم رضا منایا گیا، اسی سال مجلس رضا کی بنیاد رکھی گئی اور بیسیوں کتابیں لاکھوں کی تعداد میں شائع کر کے پاکستان اور دیگر ممالک میں تقسیم کی گئیں، حکیم صاحب کا اہم کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے ارباب تحقیق کی نہ صرف علمی راہنمائی کی بلکہ عملی طور پر مواد بھی فراہم کیا۔ حکیم صاحب جب مجلس رضا سے مستعفی ہو گئے تو علامہ اقبال احمد فاروقی نے مجلس کا کام اپنے ذمہ لے لیا، وہ ماہنامہ جہان رضا شائع کرتے ہیں، جس میں امام احمد رضا پر لکھے جانے والے مقالات بھی شائع کئے جاتے ہیں اور ان کے متعلق ہونے والے کام کی خبریں بھی شامل ہوتی ہیں، خود علامہ صاحب کے ادارے اور مقالات ادبی اور فکری

اعتبار سے خاصے کی چیز ہوتے ہیں۔

رضا اکیڈمی، لاہور

الحاج محمد مقبول احمد قادری ضیائی مرید حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ) روز اول سے مجلس رضا، لاہور سے منسلک رہے، حاجی صاحب ہی مجلس کے خازن اور ناظم نشر و اشاعت رہے، بعض ناگفتہ بہ وجوہ کی بنا پر ۱۹۸۶ء میں رضا اکیڈمی قائم کی جو اس وقت تک تقریباً دو سو کتابیں شائع کر کے مفت تقسیم کر چکی ہے، زیادہ تر مطبوعات امام احمد رضا کے افکار اور ان کی علمی، دینی، ادبی، سیاسی اور فقہی مساعی جیلہ پر مشتمل ہیں، کچھ مطبوعات میں اہل سنت کے دوسرے بزرگوں کا تذکرہ ہے، اکیڈمی کی مطبوعات اردو، عربی، فارسی، انگلش اور پشتو زبانوں میں طبع ہوئی ہیں۔ حاجی محمد مقبول احمد قادری ان لوگوں میں سے ہیں جو مخالفتوں کے طوفانوں میں کام کرنا جانتے ہیں، وہ باتیں بنانے پر نہیں، عمل پر یقین رکھتے ہیں، مولائے کریم ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

کچھ دوسرے ادارے

فاضل علامہ مولانا مفتی محمد خان قادری ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ، فصیح روڈ، لاہور نے تقریباً پونے چھ سو صفحات پر مشتمل ”شرح سلام رضا“ لکھی جسے اہل علم نے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا، مولانا علامہ محمد اکرم ازہری اور علامہ محمد سعید ازہری صاحبان نے امام احمد رضا کی تصنیف لطیف ”الزبدۃ الزکیۃ“ کا عربی میں ترجمہ کیا، جس کی کمپوزنگ مدینہ منورہ میں ہوئی، نظر ثانی اور پروف ریڈنگ راقم نے کی۔

ادارہ معارف نعمانیہ، شاد باغ، لاہور نے رضا اکیڈمی کے انداز پر خوبصورت

لٹریچر شائع کر کے مفت تقسیم کیا۔ مکتبہ قادریہ، مکتبہ نبویہ، ضیاء القرآن، نوری کتب خانہ، فرید بک شال، پروگریسو، شبیر برادرز، مکتبہ نوریہ، مسلم کتابوی، مکتبہ المدینہ نے امام احمد رضا کے متفرق رسائل اور تصانیف شائع کیں۔

حزب القادریہ، لاہور نے امام احمد رضا کے رسالہ مبارکہ ”طرد الأفاعی“ اور ”الوظیفۃ الکریمہ“ کا عربی ترجمہ شائع کیا ہے، اس کے علاوہ متعدد عربی کتابیں شائع کی ہیں۔۔۔ رضا دارالاشاعت، لاہور نے ۱۹۹۸ء میں فاضل نوجوان، علامہ غلام مصطفیٰ مجددی کی نہایت اہم تصنیف مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا شائع کی۔

فاضل نوجوان مولانا علامہ محمد عیسیٰ رضوی قادری نے فتاویٰ رضویہ اور امام احمد رضا کی دیگر تصانیف میں مذکور احادیث جمع کر کے انہیں کتب حدیث کے انداز میں تین جلدوں میں ”امام احمد رضا اور علم حدیث“ کے نام سے مرتب کیا، جن میں سے پہلی دو جلدیں رضوی کتاب گھر، دہلی نے اور تیسری جلد جامعہ رضویہ مظہر اسلام، گربھائے گنج، ضلع قنوج نے ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء میں شائع کی۔

ایسا ہی ایک عظیم کام مولانا علامہ محمد حنیف خان مدظلہ استاذ جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف نے کیا ہے، انہوں نے نہ صرف ہر حدیث کے متعدد حوالے فراہم کئے ہیں بلکہ احادیث مبارکہ سے امام احمد رضا بریلوی کے استخراج کردہ فوائد بھی بیان کئے ہیں، ان کا یہ کام پانچ چھ جلدوں میں عنقریب منظر عام پر آئے گا۔ ان شاء اللہ۔

کراچی یونیورسٹی، کراچی

(۱) کراچی یونیورسٹی کے شعبہ ارضیات کے استاد، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے

اسی یونیورسٹی سے ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ تعالیٰ کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کر لی ہے:

کنز الایمان اور معروف قرآنی تراجم

یہ مقالہ ساڑھے سات سو صفحات پر مشتمل ہے اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے ۱۹۹۹ء میں شائع کر دیا ہے۔

(۲) اسی یونیورسٹی سے ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ کی نگرانی میں وفاقی گورنمنٹ اردو آرٹس کالج، کراچی کے استاذ پروفیسر محمد اسحاق مدنی ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ رہے ہیں جس کا عنوان ہے:

برصغیر کی سیاسی تحریکات میں فتاویٰ رضویہ کا حصہ

(۳) پروفیسر سید رئیس احمد، استاذ شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ کراچی، اسی شعبہ کے استاذ پروفیسر ڈاکٹر محمد جلال الدین نوری کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ رہے ہیں:

امام احمد رضا اور عائلی قوانین

اسما نظام یکچرار اردو کالج، کراچی، کراچی یونیورسٹی شعبہ اردو کے استاد پروفیسر ڈاکٹر یونس حسنی کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر ایم فل کر رہی ہیں:

امام احمد رضا بحیثیت مسلم مفکر

پروفیسر عاشق حسین چغتائی، ڈاکٹر عبدالرشید صدر شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں:

امام احمد رضا بریلوی کی دینی خدمات

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا

یہ ادارہ ۱۹۸۰ء میں معرض وجود میں آیا، سید محمد ریاست علی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے احباب کی ایک جماعت کے ساتھ اس کی بنیاد رکھی، اس ادارے کی خوش قسمتی یہ ہے کہ اسے بین الاقوامی ماہر رضویات اور مفکر اسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ کی سرپرستی حاصل ہے، ۲۷ جمادی الآخرہ، ۳ جنوری ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء کو سید صاحب انتقال فرما گئے، ان کے بعد سید محمد وجاہت رسول قادری اس ادارے کے صدر اور ڈاکٹر مجید اللہ قادری اس کے جنرل سیکریٹری ہیں۔

یہ ادارہ ہر سال کراچی اور اسلام آباد فائینو سٹار ہوٹل میں امام احمد رضا کانفرنس منعقد کرتا ہے، جس میں جدید اور قدیم تعلیم یافتہ حضرات سے مقالے لکھوانے کا اہتمام کیا جاتا ہے، جہاں بھی کوئی محقق امام احمد رضا بریلوی پر تحقیق کرتا ہے یہ ادارہ اس کی علمی امداد کرتا ہے، نیز انہیں گولڈ میڈل سے نوازتا ہے، یہاں تک کہ رضویات پر کام کرنے والے تین سکاروں کو جامعہ ازہر شریف میں محفل منعقد کر کے گولڈ میڈل پیش کیا۔

یہ ادارہ ہر سال ”معارف رضا“ کے نام سے ضخیم سالنامہ شائع کرتا رہا ہے، نیز خوبصورت تعارفی بروشر بھی شائع کرتا ہے جو وقیع پیغامات پر مشتمل ہوتا ہے۔ جنوری ۲۰۰۰ء سے ”معارف رضا“ کو ماہنامہ بنا دیا گیا ہے، اس کے علاوہ یہ ادارہ اردو، عربی، فلادی، انگریزی اور پشتو میں متعدد کتابیں شائع کر کے تقسیم کر چکا ہے۔ حال ہی میں پروفیسر صاحب کی سرپرستی میں ایک ادارہ ”الرابطہ انٹرنیشنل“ قائم ہوا ہے جو بین الاقوامی سطح پر اہل سنت و جماعت کے نظریات کا پرچار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام رفقاء ادارہ کی مساعی

جملہ کو قبول فرمائے اور پردہ غیب سے وسائل کے دروازے کھول دے، حقیقت یہ ہے کہ اس ادارے کی کوششیں لائق قدر ہیں۔

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

اس یونیورسٹی کے ایک شعبہ ”ادارہ تحقیقات اسلامی“ سے علامہ جی اے حق محمد فتاویٰ رضویہ کی تلخیص و ترتیب جدید میں مصروف ہیں، اس وقت تک پندرہ جلدوں کی تلخیص کر چکے ہیں، یہ خلاصہ ادارہ تحقیقات کی طرف سے شائع کیا جائے گا۔

اسی یونیورسٹی سے سید عتیق الرحمن شاہ بخاری درج ذیل عنوان پر مقالہ لکھ چکے

ہیں:

الإمام أحمد رضا وآثاره الأدبية باللغة العربية نشرًا ونظمًا

(امام احمد رضا اور عالمی جامعات (ضمیمہ) ص ۷۷-۷۶)

ادارہ تحقیقات اسلامی کے پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد طفیل نے فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے دو تحقیقی مقالے لکھے جو معارف رضا میں چھپ چکے ہیں:

۱۔ قرآن حکیم فتاویٰ رضویہ کا اولین مأخذ

۲۔ فتاویٰ رضویہ کے فقہی مصادر

(امام احمد رضا اور عالمی جامعات (ضمیمہ) ص ۷۷-۷۶)

پشاور یونیورسٹی، پشاور

مولانا فیض الحسن فیضی ایم فل کا مقالہ درج ذیل عنوان پر لکھ رہے ہیں:

امام احمد رضا کی عربی خدمات

مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

(۱) اس یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین میاں مارہروی مدظلہ العالی (استاذ

شعبہ اردو) سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ ضلع ایبہ، امام احمد رضا کے نعتیہ دیوان حدائق بخشش کے مختلف ایڈیشنوں کی روشنی میں ایک مستند ایڈیشن کی ترتیب میں مشغول ہیں۔

(۲) ڈاکٹر محمود حسین بریلوی (لیکچرار بریلی کالج روہیلکھنڈ یونیورسٹی، بریلی) نے

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے درج ذیل عنوان پر ایم فل کا مقالہ لکھا ہے:

مولانا احمد رضا خان بریلوی کی عربی ادب میں خدمات

روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی مدظلہ نے درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کیا:

اردو نعت گوئی کی تاریخ میں مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی کا مقام و مرتبہ

ڈاکٹر صاحب امام احمد رضا بریلوی پر نئے سے نئے عنوان پر متعدد مقالات

لکھ چکے ہیں۔

مولانا مختار احمد بہرہ وی درج ذیل عنوان پر پروفیسر وسیم بریلوی (صدر شعبہ

اردو، روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی) کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں:

امام احمد رضا کی اردو نثر نگاری

پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ

ڈاکٹر حسن رضا خان نے امام احمد رضا کے فقہی مقام پر ۱۹۷۹ء میں

ڈاکٹریٹ کیا، ان کا مقالہ ”فقیہ اسلام“ کے عنوان سے ۱۹۸۱ء میں الہ آباد سے چھپا،

پھر پاکستان میں بھی شائع ہوا، یہ مقالہ ۴۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس یونیورسٹی کا

اعزاز یہ ہے کہ اس میں سب سے پہلے امام احمد رضا پر تحقیق کا آغاز ہوا۔

مگدھ یونیورسٹی، گیا (انڈیا)

مولانا غلام جابر مصباحی مدرس مرکز الثقافة السنیة، کالیکٹ، کیرالہ
پروفیسر علیم اللہ حالی (صدر شعبہ اردو، مگدھ یونیورسٹی، گیا) کی نگرانی میں درج ذیل
عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں:

امام احمد رضا اور ان کے مکتوبات

ویر کنور سنگھ یونیورسٹی، آ رہ بہار (انڈیا)

محمد امجد رضا قادری اس یونیورسٹی سے پروفیسر طلحہ برق رضوی کی نگرانی میں
درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں:

امام احمد رضا کی فکری تنقیدیں

بمبئی یونیورسٹی، بمبئی

سید محمد عارف علی رضوی اس یونیورسٹی سے ڈاکٹر نظام الدین گوریکر
(ڈائریکٹر انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ممبئی یونیورسٹی ممبئی) کی راہنمائی میں
درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں:

اردو کے اصلاحی ادب میں مولانا احمد رضا خان بریلوی کا حصہ

کانپور یونیورسٹی، کانپور

ڈاکٹر سراج احمد بستوی نے پروفیسر سید ابوالحسنات حق (صدر شعبہ اردو،
کانپور یونیورسٹی) کی سرپرستی میں درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر لیا ہے:

مولانا احمد رضا خان بریلوی کی نعتیہ شاعری

ہندو یونیورسٹی، بنارس

۱۔ طیب علی رضا، ہندو یونیورسٹی، بنارس سے ڈاکٹر قمر جہاں (صدر شعبہ اردو،
ہندو یونیورسٹی، بنارس) کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں:

امام احمد رضا خان حیات اور کارنامے

۲۔ مولانا غلام یحییٰ مصباحی نے اسی یونیورسٹی سے ڈاکٹر حنیف نقوی (صدر
شعبہ اردو) کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کر لیا ہے۔ عنوان یہ ہے:

بریلوی علماء کی ادبی خدمات

میسور یونیورسٹی، میسور، کرناٹک

مولانا غلام مصطفیٰ نجم القادری، ڈاکٹر جہاں آرا بیگم (صدر شعبہ اردو) کی
نگرانی میں درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں:

امام احمد رضا کا تصور عشق

کلہار یونیورسٹی، کلہار

پروفیسر سعید احمد (لیب انچارج، ہندو کالج، کرناٹک) اس یونیورسٹی سے
ڈاکٹریٹ کرنے کے لئے درج ذیل مقالہ تیار کر رہے ہیں:

امام احمد رضا کی اردو ادب میں خدمات کا جائزہ

ہمدرد یونیورسٹی، نیودہلی

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم (استاد شعبہ تقابل ادیان، اسلامک اسٹڈیز ہمدرد
یونیورسٹی، نیودہلی) نے ایک تحقیقی مقالہ لکھا ہے (یہ مقالہ پاک و ہند میں چھپ چکا ہے)

امام احمد رضا اور مولانا ابوالکلام آزاد کے افکار

۲۔ ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی (ریڈر ہمدرد یونیورسٹی، نئی دہلی) نے امام احمد رضا کے لغتہ دیوان حدائق بخشش پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا ہے، جس میں حدائق بخشش کا فنی اور عروضی جائزہ لیا گیا ہے، چند مشکل اشعار کا مطلب بھی بیان کیا گیا ہے، نیز متن کی صحت کے لئے خاص کوشش کی گئی ہے۔ جسے رضا اکیڈمی، ممبئی نے حدائق بخشش (مطبوعہ ممبئی ۱۹۹۷ء) کے ساتھ شائع کیا ہے، حدائق بخشش کا یہ ڈیٹکس ایڈیشن آرٹ پیپر پر انتہائی دلکش انداز میں رضا اکیڈمی، ممبئی نے شائع کیا۔

جامعہ ملیہ، دہلی

پروفیسر ڈاکٹر سید جمال الدین (ڈائریکٹر ذاکر حسین انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ملیہ، دہلی) نے انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۱ء کے لئے تحقیقی و تنقیدی مقالہ لکھا:

مولانا آزاد کا محاسبہ، بریلوی نقطہ نظر

جسے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے مقالات کے عنوان سے شائع کیا۔

کولمبیا یونیورسٹی، نیویارک (امریکا)

ایک ہندو خاتون ریسرچ سکالر، ڈاکٹر اوشا سانیاں نے امام احمد رضا کے حوالے سے اس یونیورسٹی سے درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کیا ہے:

A History of the Berelwi Movement in British India

1900.....1947

ان کا یہ مقالہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، دہلی (ہندوستان) نے

Devotional Islam and Politics Ahmad Riza Khari
Barelwi And His Movement, 1870.....1920

کے نام سے کتابی صورت میں شائع کر دیا ہے۔

کیمبرج یونیورسٹی، برطانیہ

اس یونیورسٹی کے سابق پروفیسر، اور نو مسلم انگریز ڈاکٹر محمد ہارون ۱۹۸۸ء میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے، صوفی محمد الیاس قادری کی کوششوں سے امام احمد رضا بریلوی اور مسلک اہل سنت سے متعارف ہوئے، انہوں نے رضا اکیڈمی برطانیہ کی اعزازی سرپرستی بھی قبول کر لی تھی، کنز الایمان کی بنیاد پر قرآن پاک کے سلیس انگریزی ترجمہ اور تفسیر پر کام کرتے رہے۔ ۲۶ فروری ۱۹۹۸ء کو دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

رضا اکیڈمی، برطانیہ

حضرت علامہ پیر طریقت پیر معروف حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کے برادر بزرگ اور مرشد حضرت پیر سید ابوالکمال برق نوشاہی کے مرید جناب محمد الیاس کشمیری نے یہ اکیڈمی پچیس سال سے قائم کی ہوئی ہے، جس کی طرف سے ایک سو کے قریب انگریزی کتب شائع کر کے سپلائی کر چکے ہیں، ان میں سے اکثر امام احمد رضا کی تصانیف کے ترجمے ہیں ”دی اسلامک ٹائمز“ کے نام سے ایک ماہانہ اردو اور انگلش میں نکالتے ہیں اور پوری دنیا میں بھجواتے ہیں۔

محترم محمد الیاس کشمیری کسی دارالعلوم کے فاضل نہیں ہیں، لیکن وہ اسلام اور مسلک اہل سنت کا پیغام مسلمانوں اور غیر مسلموں تک پہنچانے کا بے پناہ جذبہ رکھتے ہیں، انہیں یہ فکر کھائے جا رہی ہے کہ ہمیں اسلام اور سنت کا پیغام اپنی نئی نسل تک کس

طرح مؤثر انداز میں پہنچانا چاہیے؟ انہیں اس بات سے عار نہیں ہے کہ وہ خود ہی چھپے ہوئے کاغذوں کو فولد کر رہے ہیں، خود ہی پن لگا رہے ہیں، خود ہی پوسٹ کر رہے ہیں اور جس ہال میں جلسہ ہو وہاں خود کتابیں اٹھا کر لے جا رہے ہیں اور مثال لگا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کا تبلیغ دین کا یہ جذبہ عامۃ المسلمین کے لئے ہی نہیں بلکہ علماء کے لئے بھی مشعل راہ ہونا چاہیے۔

سنی دارالاشاعت، مبارکپور

حضرت بحر العلوم مولانا مفتی عبدالمعتز اعظمی مدظلہ العالی شیخ الحدیث شمس العلوم گھوسی، ضلع منو، انڈیا کی مساعی جیلہ سے فتاویٰ رضویہ کی چار جلدیں (۸، ۷، ۶، ۵) پہلی بار زیور طباعت سے آراستہ ہوئی ہیں، ابھی حال (۲۰۰۰ء) ہی میں امام احمد رضا کی نہایت اہم تصنیف "شمائم العنبر فی أدب النداء بین یدی المنبر" آپ ہی کی کوشش سے عربی، اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئی ہے، اس کی اشاعت کا اہتمام رضا اکیڈمی، ممبئی نے کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت حضرت بحر العلوم کے بار احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

رضا اکیڈمی، ممبئی

مجاہد سنیات جناب محمد سعید نوری مدظلہ حضور مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید جاں نثار ہیں۔ مسلک اہل سنت و جماعت کی خدمت و اشاعت کے لئے ہر دم کمر بستہ، انہوں نے ممبئی میں اپنے احباب کے تعاون سے رضا اکیڈمی قائم کی ہے۔ اکیڈمی نے امام احمد رضا کے ایک سو رسائل کا سیٹ بیک وقت شائع کیا ہے، فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد کے پہلے ایڈیشن کا عکس شائع کیا ہے۔ شمائیم العنبر عربی اردو کا

پہلا ایڈیشن بھی اکیڈمی نے شائع کیا ہے، حدائق بخشش کا ڈیٹیکس ایڈیشن بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع کیا ہے، اس سے پہلے اتنی جگہ درگاہ ہج کے ساتھ حدائق بخشش شائع نہیں ہوئی، اکیڈمی ہی کے تعاون سے فاروقیہ بک ڈپو، دہلی نے درسی کتابیں شائع کی ہیں، اکیڈمی ہر سال کئی رنگوں سے مزین کئی صفحات پر مشتمل کینڈر شائع کرتی ہے جس کے صفحات پر امام احمد رضا کے اشعار اور ان کا پس منظر تصویروں کی صورت میں اجاگر کیا جاتا ہے۔ اکیڈمی نے رضویات پر قابل قدر کام کر کے کرنے والے علماء کو امام احمد رضا ایوارڈ اور گراں قدر رقم کا نقد نذرانہ بھی پیش کیا ہے، فقہ اعظم ہند مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اکیڈمی ہی کے زیر اہتمام چاندی سے تولا گیا۔ یہ اکیڈمی رضویات پر کام کرنے والے دیگر علماء کی بھی ہر ممکن حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

جامعہ ازہر شریف، قاہرہ

امام احمد رضا کے دنیا کے عرب کے علماء سے وسیع تعلقات تھے، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، شام، لبنان، عراق اور مصر کے علماء نے ان کی تصانیف الدولة المکیة وغیرہ پر تقریظات لکھیں، لیکن بعد میں یہ رابطہ قائم نہ رہ سکا۔

سابقہ تعلقات کی تجدید کی سبیل یوں بن پیدا ہوئی کہ ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء میں پنجاب یونیورسٹی شعبہ عربی کے استاد ڈاکٹر محمد مبارز ملک رحمہ اللہ تعالیٰ تین ماہ کے دورے پر جامعہ ازہر شریف، قاہرہ گئے تو راقم نے انہیں عربی کی کچھ کتابیں دیں جن میں مسلک اہل سنت و جماعت اور امام احمد رضا کا تعارف تھا اور انہیں کہا کہ جامعہ ازہر شریف کی لائبریری میں جمع کرا دیں یا وہاں کے اساتذہ کو پیش کر دیں، ڈاکٹر صاحب کا قیام ڈاکٹر سعید محمد حازم کے پاس رہا، کچھ کتابیں انہیں پیش کیں، اس طرح

امام احمد رضا کے تعارف کا نیا دور شروع ہوا، ان ہی کتابوں میں ڈاکٹر سید محمد حازم نے امام احمد رضا کے بعض عربی اشعار پڑھے تو انہیں امام احمد رضا کی شاعری کا تعارف ہوا۔

۱۹۹۵ء میں ڈاکٹر سید محمد حازم محمد احمد بحیثیت وزنگ پروفیسر پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ عربی میں تشریف لائے تو انہیں امام احمد رضا کے عربی دیوان کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کا عربی دیوان تو ابھی کسی نے مرتب ہی نہیں کیا، سید صاحب نے امام احمد رضا کے عربی کلام کی تلاش شروع کر دی، جامعہ نظامیہ رضویہ کی لائبریری اور مکتبہ قادریہ سے رابطہ رکھا، چھ ماہ کی شبانہ روز کاوش سے امام احمد رضا کا عربی دیوان بساتین الغفران کے نام سے مرتب کر دیا جو آٹھ سو سے زیادہ اشعار اور ساڑھے تین سو صفحات پر مشتمل ہے، راقم نے اس پر نظر ثانی کی، کمپوزنگ کے بعد پروف ریڈنگ کی، اشعار پر کاتب سے حرکات و سکنات لگوائیں اور مختلف اداروں سے تعاون حاصل کر کے اسے شائع کیا، الحمد للہ تعالیٰ۔ اس کام پر راقم کے دو سال صرف ہو گئے۔

جامعہ ازہر شریف قاہرہ میں دواہم کام ہوئے:

۱۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد، عزیز اور دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف کے فاضل علامہ مشتاق احمد شاہ نے ایم فل کا مقالہ لکھا اور کامیابی حاصل کی، ان کا عنوان تھا:

الإمام أحمد رضا وأثره في الفقه الحنفي
امام احمد رضا اور فقہ حنفی میں ان کی خدمات

۲۔ راقم کے بڑے بیٹے علامہ ممتاز احمد سیدی نے درج ذیل عنوان پر ایم فل کا مقالہ لکھا اور کامیابی حاصل کی:

الشيخ أحمد رضا خان البزيلوي الهندي شاعرا عربيا
امام احمد رضا خان بحیثیت عربی شاعر

علامہ ممتاز احمد سیدی کے ایما پر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے جامعہ ازہر شریف کے کلیۃ اللغات و الترجمة کے استاذ ڈاکٹر سید حازم محمد احمد کو ۱۹۹۸ء میں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس میں دعوت دی تو انہوں نے ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ایک مقالہ لکھا جس کا عنوان ہے:

الإمام الأكبر المجدد محمد أحمد رضا خان و العالم العربي
ڈاکٹر سید حازم محمد احمد نے جامعہ ازہر شریف اور قاہرہ کی دوسری یونیورسٹیوں کے اساتذہ کو متوجہ کیا اور ان سے مقالات لکھوائیں اور امام احمد رضا کے ۸۰ ویں عرس کے موقع پر جامعہ ازہر شریف، قاہرہ سے ایک مجلہ درج ذیل عنوان پر شائع کیا:

الكتاب التذكاري.....مولانا الإمام أحمد رضا خان

(۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء)

یہ کتاب ۳۳۶ صفحات اور دو حصوں پر مشتمل ہے، عربی حصے میں ان حضرات کے مقالات ہیں:

۱۔ فاضل جلیل ڈاکٹر حسین مجیب مصری
۲۔ جلیل القدر عالم ڈاکٹر عبد المنعم خفاجی

۳۔ ڈاکٹر قطب یوسف زید

۴۔ ڈاکٹر رزق مرسی ابوالعباس علی

۵۔ ڈاکٹر حازم محمد احمد الحفوظ

اردو حصے میں ان حضرات کے مقالات شامل ہیں:

۱۔ ڈاکٹر سید حازم محمد احمد الحفوظ

۲۔ پروفیسر نبیلہ اسحاق چودھری

۳۔ صاحب زادہ سید وجاہت رسول قادری

ڈاکٹر سید حازم نے آئندہ لکھے جانے والے ۲۰ مقالات کے عنوانات دے

ہیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ امام احمد رضا پر بڑی تیزی سے کام کر رہے ہیں، سچی بات یہ ہے کہ ان کا کام اہل سنت و جماعت کے نوجوانوں کے لئے مشعل راہ ہے اور اہل سنت ان کے احسان سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔

المنظومة السلامية في مدح خير البرية

ڈاکٹر سید حازم محمد احمد کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مشہور زمانہ سلام رضا کا عربی نثر میں ترجمہ کیا جسے ڈاکٹر حسین مجیب مصری نے عربی میں نظم کیا اور ابتدا میں ایک سو پانچ صفحات کا مقدمہ لکھا، جس میں امام احمد رضا کی علمی، ادبی، دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ شیخ فتحي نصار نے یہ کتاب بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے ادارے "الدار الثقافية للنشر" سے شائع کی اور پاک و ہند کے قارئین کے ذوق کے مطابق چار رنگا ٹائٹل شائع کیا۔

ایک اور اہم کام یہ ہوا ہے کہ ڈاکٹر سید حازم نے امام احمد رضا کے نعتیہ دیوان

حداائق بخشش کا عربی نثر میں اور ڈاکٹر حسین مجیب مصری نے عربی نظم میں ترجمہ کیا ہے، یہ ترجمہ قاہرہ سے چھپ گیا ہے۔

جامعہ ازہر قاہرہ کے كلية اللغات و الترجمة کے استاذ ازا ڈاکٹر نجیب جمال نے امام احمد رضا کے نعتیہ کلام کا مختصر انتخاب مرتب کیا ہے، جس کا عنوان ہے "نظارہ روئے جاناں کا" اس پر مختصر ابتدائیہ بھی لکھا، جسے رضا اکیڈمی، لاہور نے ۱۹۹۹ء میں شائع کر دیا ہے۔

علامہ محمد جمال رضا نے قاہرہ یونیورسٹی سے ایک مقالہ منظور کروایا ہے جس کا عنوان ہے "امام احمد رضا اور تصوف"۔

المجمع الاسلامی، مبارکپور

ہندوستان کے عظیم ترین دارالعلوم جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے قریب دو کنال کے وسیع رقبہ میں المجمع الاسلامی واقع ہے، جس کے سربراہ سرمایہ اہل سنت مولانا علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ ہیں، یہ ادارہ ۱۹۷۶ء میں قائم ہوا اور اب تک ایک سو کے قریب اہم کتابیں شائع کر چکا ہے۔ اس ادارے کی طرف سے شامی پر امام احمد رضا بریلوی کے عربی حاشیہ جدالمتار کی دو جلدیں نہایت آب و تاب اور اہتمام سے چھپ چکی ہیں، پہلی جلد ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں اور دوسری جلد ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء میں شائع ہوئی، اللہ تعالیٰ اس ادارے کو باقی تین جلدیں بھی شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

الرضا اسلامک سنٹر، ڈیرہ غازیخان

ڈاکٹر محمد مالک (ماہر امراض دماغی و نفسیات، ڈیرہ غازیخان) نے امام احمد

رضا کے کئی جدید سائنسی پہلوؤں پر تحقیقی مقالات تحریر کر کے ماہرین کیلئے نئی راہیں کھول دی ہیں۔

امام احمد رضا اکیڈمی، ساؤتھ افریقہ

یہ اکیڈمی مولانا علامہ عبدالہادی نے قائم کی ہے، اس اکیڈمی کی طرف سے مسلک اہل سنت کی متعدد کتب انگریزی میں چھاپ کر تقسیم کی جا چکی ہیں، امام احمد رضا کے متعدد رسائل کا ترجمہ بھی شائع کر کے تقسیم کیا گیا ہے۔

Website: www.raza.co.za/

حرف آخر

حضرات گرامی! امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ دنیائے عشق و محبت کے امام ہیں، وہ حضرت حسان بن ثابت، کعب بن زہیر، حضرت بوصیری، جامی، رومی، سعدی، حمدسرایان رب کائنات اور شاخوانان مصطفیٰ (ﷺ) کے سنہری سلسلے کی زریں کڑی ہیں، بقول ڈاکٹر ظہور احمد اظہر اپنے دور میں دنیائے نعت گوئی میں تاج امامت کے حق دار ہیں، انکے انفاس کی گرمی نے لاکھوں دلوں کو اللہ وحدہ لا شریک اور اس کے حبیب (ﷺ) کی محبت کی آماجگاہ بنا دیا۔

یہ حقیقت بڑے بڑے علماء کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتی ہے کہ انہوں نے اپنی مختصر زندگی میں پچاس سے زیادہ علوم میں ایک ہزار کے قریب تصانیف کا ذخیرہ یادگار چھوڑا۔

ان کی تصانیف میں تین اہم ہیں

۱۔ فتاویٰ رضویہ: رضا فاؤنڈیشن لاہور کی طرف سے اس کی بیس

جلدیں چھپ گئی ہیں۔ ۲۵ سے ۳۰ جلدوں میں فتاویٰ مکمل ہوگا۔

۲۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن: اردو کا سب سے بہترین ترجمہ، اسلامی عقائد کا محافظ اور کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی زبان۔

۳۔ حدائق بخشش: نعتیہ دیوان

اسلام آباد کے ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک نے کتنی خوبصورت بات کہی ہے:

”خطہ پاک و ہند میں اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جہاں نبی کریم ﷺ کا ذکر ہو وہاں امام احمد رضا بریلوی کا بھی ذکر ہو۔ ذکر مصطفیٰ (ﷺ) کی کوئی محفل ایسی نظر نہیں آتی جہاں سلام ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ نہ پڑھا جاتا ہو۔“

ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

الحمد للہ اردو میں امام احمد رضا کا لٹریچر کافی مقدار میں منظر عام پر آ چکا ہے، ان کی علمی، ادبی، دینی، فکری اور سیاسی خدمات پر بھی اردو میں خاصا کام ہو چکا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کی تصانیف عربی اور انگریزی میں شائع کر کے علمی دنیا تک پہنچائی جائیں، اسی طرح آپ کی خدمات جلیلہ کا تعارف بھی عربی اور انگریزی میں ہونا چاہیے، رضا اکیڈمی، مانچسٹر اپنے محدود وسائل کے باوجود گراں قدر کام کر رہی ہے، ایک سو کتب اور رسائل انگلش میں شائع کر چکی ہے، اسلامک ٹائمز کے نام سے اردو اور انگلش میں ماہنامہ الگ شائع کر رہی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ:

۱۔ آپ اکیڈمی کے ممبر بنیں، اپنے بچوں اور دوستوں کو ممبر بنائیں، اکیڈمی ہر ماہ آپ کو کچھ نہ کچھ ارسال کرتی رہے گی۔

۲۔ رضا اکیڈمی کی مطبوعات خرید کر دوستوں کو بطور گفٹ پیش کریں،
لاہریروں میں رکھوائیں اور اہل علم تک پہنچائیں۔

۳۔ میلاد شریف، گیارہویں شریف اور چہلم وغیرہ کی تقریبات میں کھانے پینے
کی اشیاء کے ساتھ علماء اہل سنت کی تصانیف بھی بطور تبرک تقسیم کریں۔

آج وقت آ گیا ہے کہ امام احمد رضا کے فتاویٰ کا ترجمہ عربی میں شائع کر کے
علمی دنیا تک پہنچایا جائے اور دنیا کو بتایا جائے کہ امام احمد رضا کا علمی مقام کیا تھا۔ اور
ان کا پیغام کیا تھا؟ اس کام کے لئے تقریباً دو لاکھ پونڈ کی ضرورت ہے، یہ خطیر رقم
کہاں سے آئے گی؟ برادران اہل سنت! حضرت پیر طریقت پیر معروف حسین شاہ
صاحب مدظلہ تعالیٰ کی سرپرستی میں آپ ہی فراہم کریں گے۔ پیر صاحب اس سے
پہلے بھی فتاویٰ رضویہ کی جدید اشاعت میں رضا فاؤنڈیشن، لاہور کی بھرپور امداد کر
رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن دیکھنا نصیب فرمائے جب اہل سنت و جماعت کا
لٹریچر عربی اور انگلش میں فراوانی کے ساتھ پوری دنیا میں پھیل جائے اور امت مسلمہ
میں صالح اسلامی انقلاب آجائے۔

امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یوم منانے کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ کی
تعلیمات پر عمل کریں اور فروغ اہلسنت کے لئے جو تجاویز انہوں نے دی ہیں انہیں
اپنائیں۔

ملاحظہ فرمائیں فروغ اہل سنت کے لئے امام اہل سنت کا دس نکاتی پروگرام:

۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گردیدہ ہوں۔

۳۔ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں انکی کاروائیوں پر دی جائیں۔

۴۔ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول
وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

۵۔ ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلانے جائیں کہ
تحریر و تقریر اور وعظ و مناظرۃ اشاعت دین و مذہب کریں۔

۶۔ حمایت مذہب و رد بد مذہبوں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے
دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

۷۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت
تقسیم کئے جائیں۔

۸۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگران رہیں، جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر
یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کے لئے اپنی
فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

۹۔ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر
کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب
میں مضامین تمام ملک میں بقیعت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے
رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ آخر زمانہ دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا اور
کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق علیہ السلام کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

انگلینڈ میں اہل سنت و جماعت کے جو دینی مدارس قائم ہیں انہیں ترقی دیجئے اور ان کا معیار بلند کیجئے اور ان میں دورہ حدیث تک تعلیم کا انتظام کیجئے اور یہ بھی کوشش کیجئے کہ ان میں زیادہ سے زیادہ طلباء اور طالبات داخل ہوں۔

انٹرنیٹ پر سنی رابطے

آخر میں انٹرنیٹ کے چند ایڈریس دئے جا رہے ہیں تاکہ آپ کو دنیا بھر کے برادران اہل سنت سے رابطہ کرنے میں آسانی رہے۔

- سنی دعوت اسلامی، ممبئی www.sunnidawateislami.net
 درگاہ اجیر شریف، انڈیا www.dargahajmer.com
 دارالعلوم حنفیہ رضویہ، قلابہ، ممبئی، انڈیا www.hanfiarazvia.net
 رضا اکیڈمی، ممبئی، انڈیا www.razaacademy.net
 دعوت اسلامی، کراچی، پاکستان www.dawateislami.net
 برکاتی فاؤنڈیشن، کراچی، پاکستان www.barkati.net
www.barkati.org
 ورلڈ اسلامک نیٹ ورک، کراچی، پاکستان www.worldislamicnetwork.org
 مصفائی تحریک، کراچی، پاکستان www.mustafai.com
 دارالعلوم امجدیہ، کراچی، پاکستان www.azaan.net
 نقشبندی فاؤنڈیشن، امریکہ www.naqshbandi.net
 السنہ فاؤنڈیشن، امریکہ www.sunnah.org
 اہل سنت آرگنائزیشن، برطانیہ www.ahle_sunat.org

- www.ishaateislam.com جمعیت اشاعت الہست، کراچی، پاکستان
 www.islamicacademy.org اسلامک اکیڈمی، ہیگ، نیدرلینڈس
 www.raza.co.za/ امام احمد رضا اکیڈمی (ساؤتھ افریقہ)
 www.fazlay.ahmed.com
 http://members.tripod.com/okarvj/
 www.alahazrat.net

محمد عبدالحکیم شرف قادری

۲۵/ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ

۱۷ جولائی ۲۰۰۱ء

باب (۳)

اعلامیہ - قرار دایں
پریس ریلیز - جنگ رپورٹنگ

پریس ریلیز

انٹرنیشنل امام احمد رضا سنی کانفرنس

جامع مسجد تبلیغ الاسلام واسلامک مشنری کالج بلڈنگ، بریڈفورڈ

بریڈفورڈ، مرکزی جمعیت تبلیغ الاسلام کے زیر اہتمام پیر سید معروف حسین شاہ عارف نوشاہی قادری کی سرپرستی میں منعقد ہونے والی امام احمد رضا انٹرنیشنل سنی کانفرنس میں متفقہ طور پر اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے مابین اختلاف و انتشار اور افراتفری کی کیفیت کے خاتمہ کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کی تعلیمات سے استفادہ کیا جانا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم، سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت سے معمور یہ تعلیمات ہی اتحاد بین المسلمین کا مرکز و محور بن سکتی ہیں۔

یہ عظیم الشان کانفرنس جو تین نشستوں پر مشتمل تھی اتوار کو اسلامک مشنری کالج، بریڈفورڈ میں منعقد ہوئی اور اس میں پاکستان اور برطانیہ کے جید علماء کرام، سکالر حضرات اور نامور دانشوروں نے خطاب کیا۔ جماعت اہل سنت، پاکستان کی سپریم کونسل کے رکن اور سابق وفاقی وزیر حاجی محمد حنیف طیب نے جو کانفرنس میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر پاکستان سے انگلینڈ آئے ہیں، خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی نے جو دینی علوم کے ساتھ ساتھ متعدد علوم کے ماہر تھے، ہر فتنے کا پوری جرأت سے مقابلہ کیا اور ملت کی صحیح سمت میں رہنمائی کی۔ وہ ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ تھے اور آپ نے مسلمانوں کو یہ بتایا کہ ان کا سب سے بڑا سرمایہ حب خدا و حب رسول (ﷺ) ہے اور یہی ان کے لئے ذریعہ نجات ہے۔

جمعیت تبلیغ الاسلام کے سرپرست اعلیٰ پیر سید معروف حسین شاہ صاحب عارف

(ب) پ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین

نوشاہی قادری نے اپنے خطاب میں کانفرنس کے مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت کے تقاضے پورے کرنا چاہتے ہیں۔ اس کانفرنس کے انعقاد کا مقصد یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت کے جو تقاضے پورے کئے تھے، انہیں اجاگر کیا جائے، اور آج کے دور کی ضرورت کے مطابق انہیں اپنایا جائے۔ پیر صاحب نے کہا کہ ہمارا مقصد کسی کی مخالفت نہیں ہے بلکہ ہم دنیا پر یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت محض ایک عالم دین ہی نہیں تھے بلکہ وہ ایک ایسی غیر معمولی شخصیت تھے، جنہوں نے مختلف موضوعات پر ایک ہزار سے زائد کتب تصنیف کیں۔ انہوں نے کہا امام احمد رضا ایک عظیم مفکر، مدبر عظیم محقق اور عظیم فقیہ تھے، فقہاء اسلام میں آپ کا جو مقام ہے، اس کانفرنس کے ذریعے ہم اس مقام کو اجاگر کرنا چاہتے ہیں۔

کانفرنس کی مختلف نشستوں سے حاجی محمد حنیف طیب اور پیر سید معروف حسین شاہ عارف قادری نوشاہی کے علاوہ پیر حبیب الرحمن جیلانی، علامہ پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی، پیر سید عرفان شاہ مشہدی، شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالکلیم شرف قادری، پروفیسر صدیق اکبر، پیر زادہ امداد حسین، علامہ ساجد الہاشمی، ڈاکٹر محمد سرفراز حسین نعیمی، پیر زادہ سردار احمد قادری اور مولانا محمد اسلم نے خطاب کیا۔ نظامت کے فرائض مفتی جمیل احمد نوشاہی، مولانا محمد طفیل اظہر اور مولانا محمد اسلم نوشاہی نے انجام دیے۔ مختلف نشستوں میں قاری میاں خان، قاری سید صداقت علی شاہ اور قاری محمد یونس نوشاہی نے قرآن کریم کی تلاوت کی، قاری عبدالقیوم الفت نوشاہی، مولانا طارق مجاہد چلمی اور مولانا حافظ عبدالقادر نوشاہی نے رسول کریم ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے علامہ پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی نے کہا کہ جب تک محبت رسول ﷺ سے قلب منور نہ ہو اس وقت تک قرآن کریم کو نہیں سمجھا جاسکتا۔

معروف سکالر اور جامعہ نعیمیہ لاہور کے مہتمم ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی نے اعلیٰ حضرت کی سائنسی علوم میں مہارت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ آج کے سائنسدانوں کو تعلیمات رضا سے استفادہ کرنا چاہیے۔ علامہ محمد عبدالکلیم شرف قادری نے اپنے خطاب میں کہا کہ علماء عرب اعلیٰ حضرت کی خدمات کے پیش نظر ان کو مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ علامہ سید محمد عرفان مشہدی نے عوام پر زور دیا کہ وہ عقیدے پر استقامت سے قائم رہیں۔

کانفرنس میں برطانیہ اور یورپ کے کئی دیگر ملکوں سے تعلق رکھنے والے علماء کرام و مشائخ عظام نے بھرپور شرکت کی۔ ان شخصیات میں علامہ محمد بشیر سیالوی، مولانا عبدالعزیز چشتی، مولانا حافظ نعمت علی چشتی، مولانا نیاز احمد نیازی، مولانا مفتی محمد اسلم بندیا لوی، مولانا خالد حسین نوشاہی، مولانا ابوالعجاز قادری، مولانا محمد حنیف نوشاہی، مولانا حافظ محمد حسین اعوان، مولانا مفتی محمد نذیر احمد نقشبندی، مولانا نذیر احمد مہروی، مولانا قاری عبدالرؤف صاحب، علامہ قاری محمد طیب، مولانا حافظ محمد جمشید سعیدی، حافظ محمد جمشید، مولانا محمد مسعود احمد، علامہ ابوالمحمود نشتر، مولانا محمد ایوب، مولانا حافظ محمد صدیق، مولانا صدیق کوثر، مولانا عبدالرزاق، مولانا علی اکبر سجاد، مولانا لیاقت حسین نوشاہی، حافظ قاری محمد شفیع، مولانا عبدالرزاق چشتی، حافظ قاری محمد فضل، مولانا محمود الحسن، مولانا فرید حسین کاظمی، مولانا سید تنویر حسین شاہ، علامہ ثقیل الحق چشتی گواڑوی، مفتی محمد عبداللہ قادری، قاری خالد محمود شیرازی، مولانا عبدالشکور ہزاروی، مولانا انوار الحق قادری، مولانا خلیفہ صوفی محمد عبداللہ عتیق، حافظ محمد فاضل، مولانا غلام مرتضیٰ صابر، علامہ حیدر علی مجاہد، علامہ ظفر محمود فراشوی، پیر خادم حسین شرقی پوری، حافظ محمد داؤد، مولانا عبداللطیف، قاری محمد رفیق احمد طاہر، حافظ محمد فاروق چشتی، علامہ رسول بخش سعیدی، مفتی منیر الزماں چشتی، علامہ دلشاد احمد قادری اور قاری نواز انجم کے نام بھی شامل ہیں۔

کانفرنس کے دوران مکمل اتفاق رائے سے کئی قراردادیں منظور کی گئیں۔ ایک

قرارداد میں فلسطین میں اسرائیلی جارحیت کی شدید مذمت کی گئی، قرارداد میں اسرائیل کی درپردہ حمایت کرنے پر امریکہ کی بھی مذمت کی گئی اور اقوام متحدہ کو مجرمانہ غفلت کو بے نقاب کیا گیا۔ دوسری قرارداد میں علماء و مشائخ نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ سودی نظام کو فوری ختم کیا جائے کیونکہ سودی نظام ختم کئے بغیر پاکستان کی معیشت نہ مضبوط ہو سکتی ہے اور نہ اس کے زوال کو روکا جاسکتا ہے۔ ایک قرارداد میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ دینی مدارس کے نصابی، انتظامی اور داخلی امور میں مداخلت نہ کرے، قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ پاکستان میں سنی اوقاف الگ کیا جائے تاکہ واقف کی شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے وقف کی آمدنی اولیاء کرام کی تعلیمات کو عام کرنے پر خرچ کیا جاسکے۔ علاوہ ازیں پاکستان کی تمام جامعات میں امام احمد رضا ریسرچ چئیرز قائم کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ چوتھی قرارداد میں اقوام متحدہ کی منظور شدہ قراردادوں کی مطابق کشمیر میں فی الفور استصواب رائے کرانے اور مسئلہ کشمیر منصفانہ طور پر حل کرانے کا مطالبہ کیا گیا۔

کانفرنس کے آخر میں مفتی جمیل احمد نوشاہی نے متفقہ اعلامیہ پیش کیا جس میں کہا گیا کہ مرکزی جمعیت تبلیغ الاسلام کے زیر اہتمام انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس کا یہ تاریخی اجتماع اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کی شاندار دینی، علمی اور روحانی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان سے اپنی ٹھوس اور غیر متزلزل وابستگی کو باعث افتخار سمجھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے بے سروسامانی کے عالم میں جس طرح سے ہر اٹھنے والے فتنہ کا مقابلہ کیا، اس پر یہ اجتماع انہیں سلام عقیدت پیش کرتا ہے۔ علماء کی یہ متفقہ اور پختہ رائے ہے کہ ہمارے اتحاد ہماری ترقی اور ہمارے عروج کے لئے لازمی ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت کی تعلیمات پر پورے خلوص اور پوری جرأت سے عمل کریں، اگر ہم نے وقتی مصلحت کا شکار ہو کر صلح کلیت کی طرف معمولی رغبت کا مظاہرہ کیا تو اس سے ایک تو ہم اپنے ہی عقیدت مندوں کے لئے سوائیہ نشان بن جائیں گے اور دوسری طرف ہمیں اغیار سے دھوکہ اور

فریب کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا اس لئے کہ جو اپنے نبی ﷺ کا وفادار نہیں وہ ہم سب سب کا وفادار کیسے ہوگا؟ اعلامیہ میں مزید کہا گیا کہ یہ کانفرنس اپنے اس عزم کا اظہار کرتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے وابستگی نے ہمیں جو منفرد اور باعزت مقام دیا ہے، اس کا تقاضا تقاضا ہے کہ ہم اپنی نظریاتی اور فکری اساس کو مضبوط کریں۔ اعلیٰ حضرت سے وابستگی ایک محض مجدد سے وابستگی ہے، اعلیٰ حضرت سے تعلق ایک سچے عاشق رسول ﷺ سے نسبت ہے۔ اعلیٰ حضرت سے نسبت ایک ایسے عالم سے نسبت ہے جس نے گستاخان رسول ﷺ کی ہر گستاخی کا تعاقب کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے علم کے ہر شعبہ میں معرکۃ الآرا کام کیا جس کی اس دور میں مثال ماننا ممکن نہیں۔ اعلیٰ حضرت ایک ایسی عبقری شخصیت کے طور پر ابھرے کہ آج دنیا میں جس دینی و علمی شخصیت پر سب سے زیادہ تحقیقی کام ہو رہا ہے، وہ اعلیٰ حضرت ہیں۔ ان کی نسبت نے ہمیں غلامی رسول ﷺ کی سند دی اور سلطان الاولیاء غوث الاعظم رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کے در کی غلامی عطا کی۔ ہمیں اس نسبت کو مضبوط کرنا چاہیے اور ایسے عناصر سے ہوشیار رہنا چاہیے جو تحقیق کے نام پر ہماری اس شناخت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ اعلامیہ میں کہا گیا کہ ہم تجدید عہد کر کے فکر رضا کی نشر و اشاعت کے لئے اپنی تملک تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے، اپنے جملہ وابستگان، شاگردوں اور اپنے مریدیت میں اور خود اپنے گھر میں اعلیٰ حضرت کے افکار کی تبلیغ و اشاعت کریں گے۔ جس طرح پیچیدہ سید معروف حسین شاہ عارف قادری نوشاہی کی سرپرستی میں امام احمد رضا انٹرنیشنل سنی کانفرنس برطانیہ میں منعقد ہوئی ہے اسی طرح ہر سال برطانیہ میں یوم رضا، ہفتہ تعلیمات امام احمد رضا یا عشرہ افکار رضا کا اہتمام کیا جائے گا۔ بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو بتایا جائے گا کہ اعلیٰ حضرت نے کس طرح ایک گوشہ میں بیٹھ کر جدید مسائل کے حل کے لئے ہماری رہنمائی کی، خواہ وہ مسائل ہماری ملی زندگی سے متعلق ہوں، ہمارے سیاسی حالات کی بہتری کے بارے میں ہوں یا مسلمانوں کی معاشی ترقی و استحکام کے بارے میں ہوں۔

اعلامیہ میں کہا گیا کہ یہ کانفرنس اعلیٰ حضرت سے والہانہ نیاز مندی رکھنے والے علماء برطانیہ سے گزارش کرتی ہے کہ وہ ہر صورت میں انگریزی زبان میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اہل سنت کی کتب کے انگریزی تراجم اور ان کی فوری اشاعت پر خصوصی توجہ دیں۔ نوجوانوں کو اس کام کی جانث راغب کرنے پر خصوصی توجہ دیں، ہر علاقہ میں نوجوانان اہل سنت کو منظم کریں اور افکار رضا کی اشاعت کے لئے ان کی خصوصی تربیت کریں۔ ہر علاقہ میں تمام خانقاہوں، تنظیموں اور مدارس کے زیر اہتمام طلباء و طالبات کے لئے علیحدہ علیحدہ ایسے سکول کھولے جائیں جہاں مروجہ نصاب کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ اسلامی تعلیمات کے ابواب پڑھائے جائیں اور طلباء میں محبت رسول ﷺ، صحابہ و اہل بیت اور عظمت اولیاء کے جذبات پیدا کئے جائیں۔ اعلامیہ میں علماء و مشائخ کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان سے اپیل کی گئی کہ وہ نوجوانوں کو اسلام کی معاشرتی اقدار سے روشناس کرانے پر خصوصی توجہ دیں، اس لئے کہ مغربی افکار کی زد میں آکر اسلامی معاشرے کو نقصان پہنچنے کا شدید اندیشہ ہے۔ علماء سر جوڑ کر بیٹھیں اور مشاورت کریں اس لئے اس چیلنج کا مقابلہ کرنا ہماری معاشرتی ضرورت بھی ہے اور ہمارے اپنے خاندان کی بقاء بھی اسی میں ہے۔ اعلامیہ میں تمام علماء اہل سنت اور مشائخ سے اپیل کی گئی کہ وہ اپنی دینی خدمات کے دائرے کو وسیع کریں، اتحاد و اتفاق کے لئے ایثار و قربانی کے جذبہ کا مظاہرہ کریں اور اہل سنت کے مختلف ادارے باہم ربط و ضبط کو فروغ دیں اور اپنے جملہ وسائل کو مجتمع کر کے عوام کی رہنمائی کا فریضہ بحسن و خوبی انجام دیں اس لئے کہ آج کا نوجوان ہمارے اختلافات کے سبب دین و مسلک سے بدظن ہو رہا ہے۔



اعلامیہ

مرکزی جمعیت تبلیغ الاسلام کے زیر اہتمام انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس کا یہ تاریخی اجتماع اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کی شاندار دینی، علمی اور روحانی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان سے اپنی ٹھوس اور غیر متزلزل وابستگی کو باعث افتخار سمجھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے بے سروسامانی کے عالم میں جس طرح سے ہر اٹھنے والے فتنہ کا مقابلہ کیا، اس کو یہ اجتماع سلام عقیدت پیش کرتا ہے۔ علماء کی یہ سوچی سمجھی رائے ہے کہ ہمارے اتحاد و ہماری ترقی اور ہمارے عروج کیلئے لازمی ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت کی تعلیمات پر پورے خلوص اور پوری جرأت سے عمل کریں۔ اگر ہم نے وقتی مصلحت کا شکار ہو کر صلح کلیت کی طرف معمولی رغبت کا مظاہرہ کیا تو اس سے ایک طرف تو ہم اپنے ہی عقیدت مندوں کے لیے سوالیہ نشان بن جائیں گے اور دوسری طرف اغیار سے ہمیں دھوکے اور فریب کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔ لازمی بات ہے کہ جو اپنے نبی ﷺ کا وفادار نہیں، وہ ہم سب کا کیسے وفادار ہوگا؟

یہ کانفرنس اپنے اس عزم کا اظہار کرتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے وابستگی نے ہمیں جو منفرد اور باعزت مقام دیا ہے، اس کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی نظریاتی اور فکری اساس کو مضبوط کریں۔

اعلیٰ حضرت سے وابستگی ایک مجدد سے وابستگی ہے، اعلیٰ حضرت سے تعلق ایک سچے عاشق رسول ﷺ سے نسبت ہے۔ اعلیٰ حضرت سے نسبت ایک ایسے عالم سے نسبت ہے جس نے گستاخان رسول ﷺ کی ہر گستاخی کا تعاقب کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے علم کے ہر شعبہ میں معرکہ الآرا کام کیا جس کی اس دور میں مثال ملنا ممکن نہیں۔ اعلیٰ حضرت ایک

☆ یہ اجتماع علماء و مشائخ کی خدمات جلیلہ کو سلام پیش کرتے ہوئے انکی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ وہ نوجوان نسل کو اسلام کی معاشرتی اقدار سے روشناس کرانے پر خصوصی توجہ دیں، ایسی کتب کی اشاعت کا اہتمام کریں جو انگریزی زبان میں معاشرتی، بیگیتی اور خاندانی وقار کا جذبہ نوجوانوں میں پیدا کریں کیونکہ مغربی افکار کی زد میں آکر اسلامی معاشرے کو نقصان پہنچنے کا شدید اندیشہ ہے۔ آج کا سب سے بڑا مسئلہ ہماری خاندانی اکائی کا تحفظ ہے۔ یہ کانفرنس علماء سے اپیل کرتی ہے کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور مشاورت کریں اس چیلنج کا مقابلہ کرنا ہماری معاشرتی ضرورت بھی ہے اور ہمارے اپنے خاندان کی بقاء بھی اسی میں ہے۔

اس اعلامیہ کے ذریعہ شرکاء کانفرنس تمام علماء اہل سنت اور مشائخ کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ وہ اپنی دینی خدمات کے دائرے کو وسیع کریں، اتحاد و اتفاق کے لئے ایثار و قربانی کے جذبہ کا مظاہرہ کریں اور اہل سنت کے مختلف ادارے باہم ربط و ضبط کو کم از کم اس حد تک ضرور بڑھائیں کہ اسلام کی اشاعت کیلئے اہل سنت کے جملہ وسائل کو مجتمع کر کے عوام کی رہنمائی کا فریضہ بحسن و خوبی انجام دیا جاسکے۔ یاد رکھئے! آج کا نوجوان ہمارے اختلافات کے سبب دین و مسلک سے بدظن ہو رہا ہے۔ ہم محض آنکھیں بند کر کے اس ذمہ داری سے عہدہ بردار نہیں ہو سکتے۔

دعا ہے کہ ہماری یہ ساری کاوشیں سرفرازی کی منزل تک پہنچ سکیں اور اعلیٰ حضرت کی روح ہمارے کام کو دیکھ کر فرحت و انبساط محسوس کرے۔

کام وہ لے لیجئے، تم کو جو راضی کرے

ٹھیک ہونا مریضا، تم پے کڑوڑوں درود

180



قرارداد نمبر 1

پیش کردہ: مولانا محمد بشیر طاہر

مرکزی جمعیت تبلیغ الاسلام کے زیر اہتمام عالمی امام احمد رضا کانفرنس کا یہ تاریخی اجتماع حکومت پاکستان کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ دینی مدارس کے تعلیمی اور انتظامی امور میں مداخلت سے باز رہے، زکوٰۃ کی تقسیم کیلئے مختلف مکتبہ فکر کے علماء کے مشورے سے پہلے سے بنے ہوئے نظام کو جاری کرے۔ ماڈل دینی ادارے کے نام پر مدارس کے موجودہ نظام کو تلپٹ کرنے سے گریز کرے، یہ اجلاس پاکستان میں فاشی اور عریانییت کے فروغ کیلئے کی جانے والی سرکاری حوصلہ افزائی کی مذمت کرتا ہے اور ملک میں قادیانیوں کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ سنی اوقاف کو الگ کیا جائے اور اس کا نظام حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت غوث الاعظم، حضرت خواجہ غریب نواز، بابا فرید الدین گنج شکر، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، امام احمد رضا کے افکار کے علمبرداروں کے سپرد کیا جائے۔

قرارداد نمبر 2

پیش کردہ: مولانا منیر نوشاہی

مرکزی جمعیت تبلیغ الاسلام کے زیر اہتمام عالمی امام احمد رضا کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجتماع عراق، لبیا اور افغانستان پر امریکہ اور اسکے حواریوں کی طرف سے عائد کی گئی اقتصادی پابندیوں کی شدید مذمت کرتا ہے۔ یہ پابندیاں دراصل ان ممالک کے غرباء، ضعیفوں اور بچوں کی جان سے کھیلنے کے مترادف ہے، اب تک دواؤں اور خوراک کی کمی کے سبب ۱۵ لاکھ نفوس داعی اجل کو لبیک کہہ چکے ہیں۔ یہ اجتماع ان پابندیوں کو فی الفور

اٹھانے کا مطالبہ کرتا ہے اور اقوام متحدہ کے ایک تہائی مسلم ارکان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اقوام متحدہ اور امریکہ کو اپنا رویہ تبدیل کرنے کیلئے انقلابی لائحہ عمل تیار کریں۔

قرارداد نمبر 3

پیش کردہ: محمد سرفراز، ہالینڈ

مرکزی جمعیت تبلیغ الاسلام کے زیر اہتمام عالمی امام احمد رضا کانفرنس کا یہ تاریخی اجتماع حکومت سعودی عرب سے مطالبہ کرتا ہے کہ عمرے کی ادائیگی کیلئے جو نیا نظام تیار کیا گیا ہے اس سے زائرین کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا ہے، زائرین کی تعداد کا اتنی تیزی سے کم ہو جانا اس کا بین ثبوت ہے۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ عمرے کی ادائیگی کیلئے جو پرانا طریقہ کار تھا اسی کو بحال رکھا جائے۔

قرارداد نمبر 4

پیش کردہ: سید سلطان شاہ مشہدی

مرکزی جمعیت تبلیغ الاسلام کے زیر اہتمام عالمی امام احمد رضا کانفرنس کا یہ اجتماع اقوام متحدہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کیا جائے۔ ۵۰ سال سے زیادہ عرصے سے بزور بازو کشمیر کے مسلمانوں کی آواز کو دبانے کی ناکام کوشش کے بعد بھارت کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ کشمیری عوام کو ان کے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کی اجازت دینے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ یہ اجتماع سمجھتا ہے کہ بعض عالمی طاقتیں اسلحہ بیچنے سمیت اور دیگر مفادات کے سبب اس مسئلہ کے حل میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ فی الفور استصواب رائے کرا کے کشمیر کے مسئلے کو پُر امن طریقے سے حل کر لیا جائے۔

قرارداد نمبر 5

پیش کردہ: سید سلطان شاہ مشہدی

مرکزی جمعیت تبلیغ الاسلام کی طرف سے منعقدہ عالمی امام احمد رضا کانفرنس یورپ اور بالخصوص برطانیہ میں قائم اہل سنت والجماعت کی مختلف تنظیمات کی طرف سے قائم کردہ مساجد، اسلامی مراکز، مدارس اور جامعات کو بنظر تحسین دیکھتی ہے اور ان کی گراں قدر خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔ جمعیت تبلیغ الاسلام توقع کرتی ہے کہ یورپ اور بالخصوص برطانیہ میں قائم اہل سنت کی مساجد اور ادارے امام احمد رضا کی فکر اور ان کے پیغام کی روشنی کو عام کرنے کے لئے اپنی خدمات کا دائرہ وسیع تر کریں گے۔ اور امام احمد رضا کے علمی مقام اور پیغام کو روشناس کرانے کے لئے ان کے لٹریچر کی اشاعت کا اہتمام کریں گے اور ان کی تصانیف کے منتخب حصوں کے مقامی زبانوں، بالخصوص انگلش، فرانسیسی، جرمنی اور ڈچ زبان میں تراجم کر کے اپنی تمام تر کوششیں بروئے کار لائیں گے۔ جمعیت تبلیغ الاسلام اس سلسلے میں اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتی ہے۔

قرارداد نمبر 6

پیش کردہ: مولانا خالد حسین نوشاہی، ڈل برو

عالمی جمعیت تبلیغ الاسلام کے زیر اہتمام منعقدہ عالمی امام احمد رضا سنی کانفرنس متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کرتی ہے کہ:

پاکستان میں تمام جامعات بالخصوص قائد اعظم یونیورسٹی، اسلام آباد، پنجاب یونیورسٹی لاہور اور جامعہ کراچی میں امام احمد رضا چیر قائم کی جائے تاکہ طلباء اور محققین امام احمد رضا کے علمی فکری کارناموں پر تحقیق کر سکیں اور امام احمد رضا کی خدمات کو منظر عام پر لائیں سکیں۔



مکتبہ قادریہ لاہور